سرگذشتِ دہلی

انقلاب ۱۸۵۷ء کی کہانی
جیون لال کی زبانی

جنگ آزادی ہند کے ۱۵۰ ،ویں سال کے موقع پر شائع کی گئی۔

مرتبہ

ڈاکٹر درخشاں تاجور

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

رام پور رضا لائبریری
رام پور ۔ 244901

سرگذشتِ دہلی

انقلاب ۱۸۵۷ء کی کہانی

جیون لال کی زبانی

جنگ آزادی ہند کے ۱۵۰،ویں سال کے موقع پر شائع کی گئی۔

مرتبہ

ڈاکٹر درخشاں تاجور

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

رام پور رضا لائبریری

رام پور۔244901

ISBN 81-87113-98-2

کتاب کا نام : سرگذشتِ دہلی

مرتبہ : ڈاکٹر درخشاں تاجور

پیش لفظ : ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

تزئین : تنظیم رضا قریشی

پہلا اردو ایڈیشن : ۲۰۰۷ء

تعداد : ۶۰۰ کتابیں

قیمت : ۳۵۰ روپے

ناشر : ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی
(سابق ڈائریکٹر آثار قدیمہ حکومت ہند)
افسر بکار خاص
رام پور رضا لائبریری۔رام پور

مطبع : پرنٹولوجی انک
۲۶۶۰، کوچہ چیلان دریا گنج۔نئی دہلی۔۲

فہرستِ مضامین

بہادر شاہ ظفر ۱۸۵۷ء (دہلی دی سیٹی آف مونومینٹس۔ تنظیم رضا قریشی)

پیش لفظ

آج ہم ایک آزاد ملک کے شہری ہیں۔ ہمیں آزادی آسانی سے حاصل نہیں ہوئی۔ اس کے حصول کے لیے آزادی کے دیوانوں نے انگریزوں سے طویل عرصہ تک مسلسل جہاد کیا۔ اور تن من دھن کی بازی لگا دی۔ انگریزوں کے خلاف نفرت اور غصہ کے جذبات ہندوستانیوں کے دل میں اسی وقت سے پنپنے لگے تھے جب سے انہوں نے اس ملک میں اپنی حکومت کی جڑیں جمانی شروع کی تھیں۔ لیکن انگریزوں کے خلاف نفرت کی یہ آگ شعلۂ جوالہ بن کر 1857ء میں بھڑک اُٹھی اور ہندوستانیوں نے انگریزوں کو اس ملک سے نکال باہر کرنے کی بھرپور کوشش کی جسے انگریزوں نے اپنی زبردست طاقت، وسائل اور چند سکّوں کے لئے اپنے وطنِ عزیز کا سودا کرنے والے غدّاروں کے سہارے ناکام کر دیا۔

ویسے تو 1857ء کی جنگِ آزادی پر لاتعداد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ خود انگریزوں نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا اور منصوبہ بند طریقے سے اسے غدر اور ایک فوجی بغاوت کا نام دینے کی کوشش کی۔ اگر 1857ء کی

جنگِ آزادی کا جائزہ لیا جائے تو ہم پائیں گے کہ انگریزوں کو اپنے وطن سے نکال کرنے کے لیے کافی تعداد میں ہندوستانی باشندوں نے سر پر کفن باندھ کر اس تحریک میں حصہ لیا۔ اس میں بادشاہ اور علماء، بوڑھے اور جوان، عورت اور مرد سبھی نے عشقِ وطن کے جذبات میں ڈوب کر انتہائی شجاعت وولولے کے ساتھ یہ لڑائی لڑی۔ اور انگریزوں کے دانت کھٹے کر دیے۔

1857ء کی جنگِ آزادی پر ہندی، اُردو اور انگریزی میں لاتعداد کتابیں لکھی گئیں۔ خصوصاً 1957ء میں اس تحریک کی صدی کی سال گرہ پر متعدد کتابیں شائع ہوئیں جو نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ اور اب ہم پہلی جنگِ آزادی کی ایک سو پچاسویں سالگرہ پر جیون لال کا روزنامچہ شائع کر رہے ہیں حالانکہ آج بھی مختلف کتب خانوں میں بڑی تعداد میں بیش قیمت مخطوطات محفوظ ہیں جن سے 1857ء کی جنگِ آزادی پر مخالف وموافقت دونوں طرح سے روشنی پڑتی ہے۔ میں نے جب رضا لائبریری رام پور کے او۔ ایس۔ ڈی کے عہدے کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور یہاں کی لائبریری میں محفوظ مخطوطات کو دیکھا تو مجھے یہاں جیون لال کا ایک روزنامچہ ملا۔ یہ روزنامچہ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ یہ جیون لال کی خود کی زبانی ہے۔ جیون لال بہادر شاہ ظفر کے دربار کی ایک اہم شخصیت تھے۔ بادشاہ اور

ان کے خاندان سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ اور انہیں قلعے کے تمام حالات سے واقفیت تھی۔ 1857ء کے ہنگامے میں وہ دلی میں تھے اور سبھی واقعات کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انہوں نے 11 مئی 1857ء سے 14 ستمبر 1857ء تک کے واقعات کو لکھ کر چارلس تھیوفلس مٹکاف کو بھیجا۔ جو اُس وقت دِلی کے جوائنٹ مجسٹریٹ تھے۔

جیون لال کے اس روزنامچے کا مقصد تو قلعے کی خبریں انگریزوں تک پہونچانا تھا لیکن اس طرح انہوں نے ایک ایسی قیمتی یادگار چھوڑی جس کو پڑھنے کے بعد 1857ء کی جنگِ آزادی کی مکمّل تصویر نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

مولانا امتیاز علی عرشی نے رامپور رضا لائبریری کے اُردو مخطوطات کی فہرست سازی کے وقت اس جانب توجہ مبذول کرائی تھی کہ یہ مخطوطہ نہایت اہم اور قابلِ اشاعت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اس مخطوطے کو ایڈٹ کر کے شائع کرنے کے خواہش مند تھے لیکن کسی وجہ سے وہ یہ کام نہ کر سکے۔ عرشی صاحب نے اس مخطوطے کو شائع کرنے کی طرف اس لیے دھیان دلایا تھا کہ خواجہ حسن نظامی نے اس روزنامچے کا اُردو ترجمہ ''غدر کی صبح و شام'' (مترجمہ ضیاء الدین برنی دہلی) کے نام سے 1926ء میں شائع کرایا تھا جو

چارلس تھیوفلس مٹکاف کے اس روزنامچے کا اُردو ترجمہ تھا جو مٹکاف نے اُردو سے انگریزی میں ترجمہ کر کے Two Native Narrative of Mutiny in Delhi کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس طرح دونوں شائع شدہ روزنامچے ترجمہ کیے ہوئے ہیں۔ جب کہ ''سرگذشتِ دہلی'' کے نام سے رضا لائبریری میں محفوظ یہ روزنامچہ جو آفتاب عالمتاب (مقامِ اشاعت۔ آگرہ۔ مرتب۔ منشی گنیشی لال) کے 28 شماروں میں شائع ہوا۔ یہ منشی جیون لال کی خود اپنی زبانی ہے۔ اس لیے یہ روزنامچہ نہایت اہم ہے اور عرشی صاحب کے مطابق اِس روزنامچے کی اشاعت سے ترجمہ کیے ہوئے روزنامچے کی غلطیاں اور غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ یہی سبب تھا کہ میں نے رامپور رضا لائبریری بورڈ کو یہ مشورہ دیا کہ یہ روزنامچہ شائع کردیا جائے جس سے اس موضوع پر ریسرچ کرنے والوں کو یہ روزنامچہ آسانی سے دستیاب ہو سکے اور وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس کتاب کی ترتیب کے لیے ڈاکٹر درخشاں تاجور کا انتخاب کیا گیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ مصنفہ کی تحریکِ آزادی کے مختلف پہلوؤں پر چار اہم کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں اور انہیں اس موضوع سے خصوصی دلچسپی ہے۔ اگر موضوع سے خصوصی لگاؤ ہو اور اس پر محنت بھی کی جائے تو یقینی طور پر نہایت اہمیت کا حامل ہو جاتا

ہے۔ یہ کام انہوں نے بہت مستقل مزاجی سے کیا ہے۔ اس کا اندازہ قارئین کو کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی ہوگا۔ اس سلسلے میں میرا زیادہ کہنا درست نہیں ہوگا۔ جیون لال کے اس روزنامچے ''سرگذشتِ دہلی'' کو ایڈٹ کرنے کے لیے سوچتے ہوئے میں نے ڈاکٹر درخشاں تاجور سے یہ التماس کی تھی کہ وہ اس روزنامچے میں بیان کردہ شخصیات کی ایک فہرست بنائیں اور ان کا مختصر تعارف کتاب کے آخر میں شامل کردیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کتاب میں ان شخصیات کا مختصر احوال پیش کیا جنہوں نے حُبِ وطن کے احساسات سے سرشار ہوکر اپنے وطنِ عزیز پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

اگر اس میں بہادر شاہ ظفر، بخت خاں، شہزادہ فیروز شاہ، بیگم حضرت محل، نواب خان بہادر خاں، نانا صاحب، مولوی لیاقت علی، قاضی فیض اللہ، مولوی فضل حق، بیجابائی اور تفضّل حسین خاں جیسے آفتاب و ماہتاب ہیں تو 1857ء کی جنگِ آزادی کے ان درخشندہ ستاروں کا بھی تذکرہ ہے جن کی درخشندگی وقت کی دھول سے کچھ دھندلا گئی تھی۔

انہوں نے ایسے لاتعداد بہادروں اور دلیروں کے بارے میں اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اس جنگِ آزادی میں حصہ لے کر اپنی

ہمّت اور شجاعت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ انگریزوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکائی جنگِ آزادی میں حصہ لے کر اپنی ہمّت اور شجاعت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ انگریزوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکائی اور آخر میں ان کے غصّہ اور انتقام کا نشانہ بنے۔ ڈاکٹر درخشاں تاجور نے ان درخشاں ستاروں کے ساتھ ان اشخاص کا بھی تعارف کرایا جنہوں نے انگریزوں کی دوستی کا دَم بھرا۔ اوران کی مدد کرنے کا کوئی موقع فروگذاشت نہیں کیا۔ ان میں خصوصاً سروپ سنگھ (راجاجِند)، احمد علی خاں (نواب کرنال)، بنی سنگھ (راجا الور)، بھرپور سنگھ (راجا نابھا)، جیاجی راؤ سندھیا (راجا گوالیار)، مان سنگھ (راجا جے پور)۔ ان لوگوں نے غیر ملکی حکمرانوں کو ہر ممکن سہولت مہیّا کرائی اور جن کو انگریزوں نے ان کے ضمیر کا سودا کرنے کے عوض بھاری انعامات سے نوازا۔ اس جنگِ آزادی میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو نمک حرام خصائل کے تھے اور یہ لوگ 1857ء کے منافقانہ کردار ادا کر رہے تھے۔ ان میں خاص طور پر احسان اللہ خاں، رجب علی اور الٰہی بخش کا نام لیا جا سکتا ہے۔ احسان اللہ خاں بہادر شاہ کے خاص الخاص صلاح کار اور شاہی حکیم تھے۔ رجب علی بہادر شاہ کی صلاح کار کمیٹی کے ممبر اور بارود خانے کے داروغہ تھے اور الٰہی بخش بہادر شاہ کے سمدھی تھے۔ ان تینوں کو ہی شاہی محل میں خصوصی

مقام حاصل تھا۔ بہادر شاہ کو ان پر پورا بھروسہ تھا۔ اس بھروسے کا ان تینوں نے ناجائز فائدہ اُٹھایا۔ ایک طرف تو یہ بہادر شاہ کے قریبی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے اور دوسری طرف نمک حرامی کر کے انگریزوں کو قلعے کی خبریں پہونچاتے رہے۔ آخر میں بہادر شاہ کے ارادوں کو متزلزل کرنے میں بھی ان لوگوں کا ہی ہاتھ تھا۔ اس طرح ان لوگوں نے انگریزوں کی بھرپور مدد کی۔ انگریزوں نے ان کی وفاداریوں کے بدلے میں ان پر خصوصی مہربانی کی۔ ان کے لیے پینشن مقرر ہوئی جائدادیں وقف ہوئیں اور انہیں خطابات سے بھی نوازا گیا۔

اس طرح ڈاکٹر درخشاں تاجور نے بے لوث ہو کر اپنا سب کچھ قربان کرنے والے محبانِ وطن کی قربانیوں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ ایسے ملک کے غدّاروں اور سماج دشمن عناصر کی موقع پرستی و نمک حرامی سے پردہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے اور اس طرح کتاب کی اہمیت میں اضافہ کر دیا ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے لیے رام پور رضا لائبریری بورڈ کے چیئر مین شری ٹی۔ راجیسور، گورنر اتر پردیش کا انتہائی سپاس گذار ہوں جنہوں نے اسے شائع کرنے کی منظوری دی۔ اس کے علاوہ سکریٹری اور جوائنٹ

سکریٹری بھارت سرکار، وزارتِ ثقافت اور ڈائرکٹر شریمتی الکا جھا کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنھوں نے رضا لائبریری پبلی کیشن کے لیے معقول مالی امداد عطا فرمائی۔ رضا لائبریری کے ڈاکٹر ابوسعد اصلاحی، کماری موہنی رانی اور شریمتی بلقیس فاروقی نے جو دفتری تعاون دیا میں اس کے لیے اُس کا ممنون ہوں اور جناب تنظیم رضا قریشی (پرنٹولوجی اِنک، دہلی) کا بھی شکرگذار ہوں جنھوں نے نہایت قلیل وقت میں اس کتاب کی اشاعت کا انتظام کیا۔

ڈاکٹر وقارالحسن صدیقی
او۔ایس۔ڈی
رام پور رضا لائبریری، رام پور

رنگ محل، قلعہ رامپور
16, فروری 2007ء

مقدمہ

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں شریک انقلابیوں نے ایک عظیم جوش وجذبے کے ساتھ وطن کو غیر ملکی سامراجیوں کے وجود سے پاک کرنے کی کوشش کی، لیکن ان کی یہ کوشش بُری طرح ناکام ہوئی۔۔ اتنے بے پناہ حوصلہ وہمت کا صبوت دینے کے باوجود ہندوستانی یہ جنگ کیوں نہیں جیت سکے؟ اور ملک مزید نوّے سال تک جدوجہد آزادی میں مصروف رہا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ وقت مقررہ سے قبل جنگ کا آغاز، مغل شاہزادوں کی کمزوریاں، مرکزی قیادت کا فقدان، مختلف ریاستوں کے سربراہوں اور ان کی افواج کا انگریزوں کو تعاون، انقلابی رہنماؤں میں فوجی حکمت عملی، تنظیم اور ان کے درمیان رابطے کی کمزوریاں، ان کے پاس ساز وسامان وآلات حرب کی قلت وغیرہ نے ان کے جوش ولولہ پر برتری حاصل کی، جن کی وجہ سے جنگ آزادی کی پہلی کوشش ناکام ہوئی۔ آزادی کے سپاہیوں کی کوششوں کو ناکام کرنے میں چند ضمیر فروشوں کی مفاد پرستی اور انگریزوں کے لئے انقلابی فوجوں کی سرگرمیوں کی خبروں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس جنگ آزادی میں بڑی

تعداد میں ہندوستانی عوام انگریزوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے تھے وہیں کچھ ایسے بھی تھے جو تھوڑے سے فائدے کے لئے انگریزوں سے ساز باز کر رہے تھے۔ انگریزوں نے اپنی جنگی چالوں اور فریب کاریوں سے، اُن کے تعاون سے، پورے ملک میں جاسوسوں کا زبردست جال بُن دیا۔ انگریزوں کو پَل پَل کی خبریں ان جاسوسوں کے ذریعہ مل رہی تھیں۔ قلعہ، شہر، فوج، حتیٰ کہ حلقۂ امراء تک میں جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ جاسوسوں کی اس ٹولی نے انقلابیوں کی ہر مہم کو ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس بات کا اعتراف خود انگریزوں نے بھی کیا ہے کہ ہندوستان میں ان کی بحالی خود ہندوستانیوں کی مدد و معاونیت کی بدولت ہوئی۔ جان ولیم نے اپنی کتاب "Sepoy War in India" میں یہ لکھا ہے:

'' حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان میں ہماری بحالی کا سہرا ہمارے ہندوستانی پیروکاروں کے سر ہے، جن کی ہمّت اور جسارت ہندوستان کو اپنے ہم وطنوں سے لے کر ہمارے حوالے کر دیا''[1]

ملک کے ضمیر فروشوں میں خاص طور پر مولوی رجب علی، مرزا الٰہی

---

[1] غداروں کے خطوط صفحہ ۱۰

بخش، جیون لال، تراب علی، فتح محمد، لطافت علی، گوری شنکر، میر محمد علی، ہر چند، میگھ راج، کلو، اَمی چند، محبوب خاں، راجن گوجر، پربھو، رستم علی، مان سنگھ اور جواہر سنگھ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں جن کی بزدلی کو انگریزوں نے ''ہمت و جسارت'' کا نام دے کر ان کی تعریف وتوصیف کی۔ انہیں لوگوں کے ''کارِ نمایاں'' کی وجہ سے انقلابی اپنے منصوبوں میں رازداری برتنے کے باوجود ناکام رہے۔ انقلابی اپنی اسکیموں کو بروئے کار لانے کے لئے بہت محتاط تھے جیسا کہ برطانوی افسر جیک لکھتا ہے:

''یہ بیان کرنا دشوار ہے کہ کس قدر حیرت انگیز رازداری کے ساتھ سازش عمل میں لائی گئی۔ دوراندیشی کے ساتھ تدبیریں کی گئیں اور کتنی احتیاط کے ساتھ سازش کرنے والے ہر گروہ نے جدا جدا کام کیا۔ سازش کی مختلف کڑیوں کو پوشیدہ رکھا گیا اور متعلقہ لوگوں کو صرف ضروری ہدایات کی اطلاع بہم پہونچائی جاتی رہی اور پھر بس وفاداری کے ساتھ انہوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا وہ بھی کم قابلِ تعریف نہیں ہے''[1]

لیکن آستین کے سانپ قدم قدم پر موجود تھے۔ بقول سلیم قریشی:

---

[1] پی۔ سی جوشی صفحہ ۱۳۸

''اس جدوجہد آزادی کی ناکامی میں اہم کردار لوگوں کا ہے جو شاہی دربار اور حریت پسندوں کا اعتماد حاصل کر کے ایک طرف تو مجاہدین کی جنگی مشاورتی کونسل میں شامل رہے اور دوسری طرف ان کے منصوبوں کی اطلاع انگریزوں کو دے کر ان منصوبوں کو ناکام بنانے کے' سباب مہیا کئے۔ ایسے لوگوں میں مرزا الٰہی بخش، رجب علی، گوری شنکر اور جیون لال کے نام سر فہرست ہیں''[1]

جیون لال، جن کا روزنامچہ ترتیب وتدوین کے بعد ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، عجیب وغریب شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم وترتیب مشرقی رواج کے تحت اُردو فارسی کے ماحول میں ہوئی۔ قلعۂ معلیٰ سیاسی طور پر کمزور ہو چکا تھا لیکن وہاں ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں بدستور رواں دواں تھیں۔ بادشاہ کی سرپرستی اور اہلِ علم وفن کا مرکز قلعۂ معلیٰ تھا۔ نامی گرامی شعراء، ادیب، حکماء، فضلاء، دربار سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ جیون لال کا گھرانہ بھی ان میں سے ایک تھا۔ جیون لال نے اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد انگریزوں کی ملازمت پسند کی۔ ابتداء میں وہ سرڈیوڈ آکٹر

---

[1] غداروں کے خطوط صفحہ ۱۷

لونی کے منشی مقرر ہوئے۔ بعد میں وہ سر جان مٹکاف کے میر منشی بنے۔ وہ نہ صرف انگریزوں کی نظروں میں نہایت معتبر تھے۔[1] بلکہ بہادر شاہ کے دربار

---

[1] اس بات کی تصدیق سر جے۔ ٹی۔ مٹکاف کو بھیجے گئے دہلی کے کلکٹر کے سر شتہ دار کے اس خط سے ہوتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انگریزوں کی نظروں میں وہ کتنے اہم تھے اور یہ شہادت ملتی ہے کہ دہلی پر قبضہ حاصل ہونے کے ایک دن قبل تک وہ انگیزوں کو انقلابیوں کے متعلق اطلاعات فراہم کرتے رہے۔ اس خط کا اُردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

از طرف۔ نیوتھ مُل

سر شتہ دار۔ کلکٹر دہلی

بخدمت جناب

سر۔ جے۔ ٹی۔ مٹکاف

بارایٹ لاء

آپ کے پروانہ کے جواب میں عرض ہے کہ ہیرا سنگھ چپراسی کو میں نے آپ کی خدمت میں روانہ کیا جسے آپ کے حکم سے پہاڑی پر اور اکثر اوقات دہلی خبریں لانے کے لئے منشی جیون لال اور پنڈت دینی داس جو انگریزی داں تھے۔ ان کے پاس بھیجتا تھا۔ وہ ان لوگوں سے اطلاعات حاصل کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ دہلی پر حملہ سے ایک روز قبل وہ منشی جیون لال کے پاس گیا اور خبر لایا کہ "رام ستھے" بنا لین اور دہلی کے باغی سپاہی بھاگنے کے لئے تیار ہیں۔ دوسرے دن دہلی پر ہمارا قبضہ ہو گیا اور برٹش فوجیں کشمیری دروازے سے دہلی میں داخل ہوئیں اور جب حضور اعلیٰ مرحوم کرنل جیمس اسمیتھ کے دولت کدہ پر فروکش تھے اس وقت موصوف ہیرا سنگھ منشی جیون لال کے پاس آپ کا خط بنام جنرل لے کر گیا کہ توپ خانہ اور خزانہ کے پاس پہرہ ہے اور وہ منشی جیون لال کے پاس سے خبر لایا کہ آج رات قلعہ میں مقیم باغی فوجیں مع ساز و سامان قلعہ چھوڑ کر بھاگیں گی اور یہ کہ لاہوری دروازہ اور دہلی دروازہ پر توپیں نصب ہیں۔ اور یہ بھی کہ شہر کے عوام ہندو مسلمان دونوں بھاگ رہے ہیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ اگر ہندو رعایا رحم کی درخواست کردیں تو ان کی جان بخشی کی جائے۔ اس وقت دہلی میں داخل ہونا اور باہر آنا وفاداری کا بہت بڑا ثبوت تھا۔

دستخط

کرنل نیوتھ مل

سرشتہ دار کلکٹر

(غدراروں کے خطوط صفحہ ۶۴۔۶۵)

میں انہیں ایک خاص مقام حاصل تھا اور ان کے مراسم شاہ دہلی اور ان کے خاندان سے بہت گہرے تھے۔ قلعہ تک رسائی حاصل ہونے کی وجہ سے وہ وہاں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ ۱۸۵۷ء کے دوران وہ دہلی میں رہے اور انگریزوں کو انقلابیوں اور قلعہ کے متعلق خبریں اپنی جان کی پروانہ کر کے دیتے رہے۔ بعض اوقات انقلابیوں کے شک کی سوئی ان کی طرف بھی گھومی کہ وہ انگریزوں کے مخبر ہیں لیکن اپنے اثر ورسوخ کی بدولت وہ ہمیشہ محفوظ رہے۔ جنگِ آزادی کو ناکامیاب کرنے کے بعد انگریزی حکومت نے انہیں ان کی خدمات کے صلے میں آنریری مجسٹریٹ اور میونسپل کمشنر کے عہدے سے سرفراز کیا۔

منشی جیون لال نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے متعلق جو تفصیلات Charles Theophilus Met Calfe کو بھیجیں انہیں مٹکاف نے مرتب کر کے انگریزی میں ترجمہ کیا جو Two Native Narrative of Mutiny in Delhi کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کا اُردو ترجمہ ضیاء الدین برنی دہلوی سے خواجہ حسن نظامی نے کروا کر ۱۹۲۶ء میں ''غدر کی صبح و شام'' کے عنوان سے شائع کیا۔ ان دونوں کتابوں میں دو روزنامچہ شامل تھے۔ پہلا روزنامچہ معین الدین حسن خاں کا لکھا ہوا تھا

جبکہ دوسرے کے روز نامچہ نگار منشی جیون لال تھے۔ رام پور کی رضا لائبریری میں ''سرگذشت دہلی'' کے عنوان سے منشی جیون لال کا ایک روز نامچہ محفوظ ہے جس کے متعلق فہرست مخطوطات کرتے وقت جناب امتیاز علی عرشی صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔

''ہمارا روز نامچہ اپنے مطالب کے لحاظ سے [1] بالکل مطابق ہے اس لئے میں اسے بے تامل جیون لال اخبار نویس کا اصل روز نامچہ قرار دیتا ہوں۔''

چونکہ اس اصل کے دستیاب ہو جانے سے خواجہ صاحب کے شائع کردہ ترجمے کی بہت سی غلطیاں اور غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں اس لئے یہ نسخہ اہم اور قابلِ اشاعت ہے۔''[2]

عرشی صاحب کی اس تجویز کا احترام کرتے ہوئے رام پور رضا لائبریری بورڈ نے اس مخطوطے کی اشاعت کا پروگرام بنایا اور اس کی ترتیب و تدوین کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی۔ اس کے لئے سب سے ضروری تھا کہ پہلے مٹکاف اور خواجہ حسن نظامی کے مرتب کردہ نسخے دستیاب کئے جائیں۔ یہ

---

[1] ''غدر کی صبح و شام'' مرتبہ: خواجہ حسن نظامی کا ذکر ہے۔

[2] ''فہرست مخطوطات اُردو'' مملوکہ رضا لائبریری رام پور (جلد اوّل) مرتبہ امتیاز علی عرشی۔ ہندوستان پرنٹنگ ورکس، رامپور ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۵۳

نسخے کافی تلاش و جستجو کے بعد فراہم ہوئے۔ تحقیق کے دوران میں نے پایا کہ ''سرگذشت دہلی'' اپنے مطالب کے لحاظ سے منشی جیون لال کے روز نامچے کے مطابق تو ہے لیکن اس کی زبان ''غدر کی صبح وشام'' کی زبان سے مختلف ہے۔ اکثر جگہ اشخاص اور مقامات کے ناموں میں بھی فرق ہے اور کہیں کہیں واقعات کی تفصیل بھی پوری نہیں دی گئی ہے۔ ''سرگذشت دہلی'' میں یکم جون ۱۸۵۷ء سے ۱۴ر ستمبر ۱۸۵۷ء تک دہلی پر جو کچھ گذری اس کی تفصیل تاریخ وار بیان کی گئی ہے جب کے غدر کی صبح وشام'' اور Two Native Narratives of Mutiny in Delhi میں ۱۱ر مئی ۱۸۵۷ء سے دہلی کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ''سرگذشت دہلی'' میں ۱۱ رمئی ۱۸۵۷ء تا ۳۱ر مئی ۱۸۵۷ء کے احوال نہیں دیئے گئے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مٹکاف کے پاس قدرے مفصل مخطوطہ تھا۔ تاہم ترجمے میں اس نے جا بجا جملے چھوڑ دیئے ہیں۔ چونکہ ''سرگذشتِ دہلی'' میں شامل واقعات کو '' آفتاب عالم تاب'' (یہ ہفتہ وار اخبار تھا اور اسی نام کے مطبع واقع آگرہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس کے مدیر گنیش لال تھے۔) [۱] سے نقل کیا گیا ہے۔ اس لئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مخطوطہ نگار کو اخبار کے جو شمارے دستیاب

---

[۱] بحوالہ ''صوبۂ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات ۱۸۴۸ـ۱۸۵۳ء از محمد عتیق صدیقی۔ اشاعت اول ۱۹۶۲ء، انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ ۲۲۹

ہوئے ان میں یکم جون ۱۸۵۷ء سے ہی غدر کی روداد بیان کی گئی ہے۔

اس روز نامچے میں یکم جون کی روداد شروع کرنے سے پہلے ''سر گذشت دہلی''، ''ایام دربار بادشاہی'' درج ہے۔ آئندہ تاریخوں کی رودادا سے قبل زیادہ تر ''سر گذشت دربار شاہ دہلی'' اور اکثر ''سر گذشت شاہ دہلی'' لکھا ہوا ہے۔ رام پور رضا لائبریری میں منشی جیون لال کے روز نامچے کا دوسرا نسخہ بھی موجود ہے۔ جس میں تاریخ وار یعنی یکم جون ۱۸۵۷ء تا ۱۴ ر ستمبر ۱۸۵۷ء کے حالات درج ہوئے ہیں۔ اس میں یکم جون کی روداد شروع کرنے سے قبل صرف ایک جگہ ''سر گذشت دہلی ایام بادشاہی'' لکھا ہوا ہے اور آئندہ تاریخوں کی تفصیل دیتے وقت عنوان کی جگہیں سادہ چھوڑ دی گئی ہیں۔

ترتیب و تدوین شروع کرتے وقت پہلا کام جو میں نے کیا وہ مسودے کی اُردو نقل تھا۔ اس کے بعد چاروں نسخوں کے تضادات کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کا آپس میں موازنہ کیا گیا ہے۔ پھر مسودے میں جن اشخاص یا مقامات کے نام غلط درج ہو گئے تھے ان کی تصحیح کی گئی ہے۔ تحقیق کے دوران میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس مخطوطے میں ورق صفحہ ۴۳ تا صفحہ ۱۶۱، ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے یکم جون سے ۱۴ ر ستمبر تک کے احوال ہی تاریخ وار بیان

کئے گئے ہیں، جو آفتابِ عالم تاب (آگرہ) کی ۲۸ اشاعتوں میں شائع ہوئے تھے اور اس میں ۱۱رمئی ۱۸۵۷ء سے ۳۱رمئی ۱۸۵۷ء کی تفصیل درج نہیں ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی محسوس کی گئی کہ جیون لال کی فراہم کردہ ان تاریخوں کی روداد بھی اس کتاب میں شامل کردی جائے جنہیں چارلس تھیوفلس مٹکاف نے Two Native Narratives of Mutiny in Delhi میں درج کیا ہے اور جس کا اُردو ترجمہ خواجہ حسن نظامی کی فرمائش پر ضیاء الدین برنی دہلوی نے کیا ہے۔ چنانچہ ان تاریخوں کی تفصیل کو ''غدر کی صبح و شام'' (صفحہ نمبر ۹۱ تا ۱۲۶) سے نقل کر دیا گیا ہے تاکہ آئندہ کام کرنے والوں کو منشی جیون لال کا مکمل روزنامچہ ایک جگہ دستیاب ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس دور کی پوری تصویر قاری کے سامنے اُبھر کر آ جائے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی پر متعدد کتابیں اور روزنامچے شائع ہو چکے ہیں اور انگریزوں نے بھی اس موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی پہلی جنگِ آزادی کی داستان اس طرح سے دو نقطۂ نظر پیش کرتی ہے۔ ایک نقطۂ نظر ایسے افراد کی تحریروں سے اُبھر کر سامنے آتا ہے جو اس جنگ میں سرگرمِ عمل تھے، ان میں مولانا فضل حق خیر آبادی سرفہرست ہیں۔ سر سیّد احمد

خاں نے بھی ''سرکشی ضلع بجنور'' اور'' اسباب بغاوت ہند'' میں بہت کچھ لکھا ہے جو بادی النظر میں انگریزوں کے نقطۂ نظر کی نمائندگی کرتا ہے لیکن بین السطور مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کی غربت، قومی صنعتوں کی بربادی، زرعی اصلاحات کے نام پر لوٹ کھسوٹ، حد سے زیادہ مال گزاری کا بوجھ، بے روزگاری، مذہب میں مداخلت کو بغاوت کے اسباب قرار دیتے ہیں۔ اس طرح کی تاریخیں جس میں انگریزی حکومت کی بدعنوانیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، کم ہیں۔ دوسرا نقطۂ نظر جس میں جنگِ آزادی کے متوالوں کو مطعون کیا گیا ہے کثیر تعداد میں ملتی ہیں۔ اس میں انگریز مورخین اور ہندوستانی مورخین تقریباً ایک رائے نظر آتے ہیں۔ وہ جنگِ آزادی کے سپاہیوں کو باغی اور مجرم قرار دیتے ہیں۔ تاہم ایسے بھی انگریز مورخ Sir John Kay نظر آتے ہیں جنھوں نے اس پورے واقعے کا غیر جانب داری سے جائزہ لیا ہے۔

منشی جیون لال کا یہ روز نامچہ ایک ایسا ہی روز نامچہ ہے جو انگریزوں کے نقطۂ نظر کی نمائندگی کرتا ہے۔ جیون لال نے ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ شروع ہونے کے ساتھ ہی قلعہ کی خبریں اور انقلابیوں کی کاروائیوں کو انگریزوں تک پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر رکھی تھی۔ اس کا اعتراف روز نامچہ کی

ابتداء میں ۱۱رمئی کے واقعات کا ذکر کرتے وقت وہ یوں کرتا ہے:

''۱۱رمئی کی صبح کو آٹھ اور نو بجے کے درمیان مجھے عجیب وغریب خبر ملی جو بعد میں تمام شہر میں پھیل گئی کہ کچھ سوار اور پیدل سپاہی میرٹھ سے آئے ہیں اور بازاروں کو لوٹ رہے ہیں اور لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔۔میں نے اپنے ایک ملازم شکور کو قلعہ میں کپتان ڈگلس کی خدمت میں بھیجا اور یہ معلوم کرایا کہ میرے لئے کیا احکام ہیں۔اتنے میں ایک آدمی آیا جس نے اطلاع دی کہ بدمعاش آپ کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ گورنر جنرل کے ایجنٹ کے میر منشی ہیں اور اس لئے کشتنی اور گردن زدنی ہیں۔میرے دل میں یہ خیالات آرہے تھے کہ تو نے برسوں تک انگریزی حکومت کا نمک کھایا اور اس کی فلاح و بہبود کی ہمیشہ دُعا مانگی ہے اور اب تیرے لئے اپنے آقاؤں کی خدمت کرنے کا موقع آگیا ہے۔اس پر میں نے شکور کو سر جان مٹکاف اور اپنے دیگر مربیوں اور دوستوں کے پاس یہ معلوم کرنے کی غرض سے بھیجا کہ مجھے بتایا جائے کہ میں کس طرح آپ کی خدمت کرسکتا ہوں۔

باغیوں کی کارروائیوں کی خبریں حاصل کرنے والے ارادے سے میں نے دو برہمنوں گردھاری مصرا اور ہیرا سنگھ اور دو جاٹوں کی خدمات حاصل کیں۔ان کا کام یہ تھا کہ وہ شہر کی اور قلعہ کی تمام خبریں مجھے لا کر دیا کریں

تا کہ میں سلطنت کے اعلیٰ افسروں کی اطلاع دہی کے لئے سچے واقعات کو قلم بند کرلیا کروں۔"

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ منشی جیون لال انقلابیوں کی کاروائیوں کی تفصیلات روز کی روز فراہم کر کے انگریزوں کو بھیجتے تھے۔ یہ روزنامچہ انگریزوں کے حامی شخص کا لکھا ہونے کے باوجود بہادر شاہ کے جنگ آزادی میں پوری طرح شریک ہونے کے ثبوت فراہم کرتا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کے متعلق ایس۔ بی چودھری نے لکھا ہے:

"جیسے ہی بغاوت نے ہمہ گیر صورت اختیار کی، بہادر شاہ نے اپنے آپ کو اس کی سربراہی کے لئے اہل ثابت کیا۔ اس نے سپاہ سے باز پرس کی اُن کو انگریزوں کو رسد دینے والوں کو سخت برا بھلا کہا، اس نے روزانہ دیوان خاص میں آنا شروع کردیا۔ تمام معاملات میں بذاتِ خود حصہ لے کر پوری طاقت اور صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ دورانِ بغاوت کے اعلانات اور فرمان جو اس کے نام سے جاری ہوئے اس بات کا پورا ثبوت ہیں کہ وہ انگریزوں کے خلاف اس مقدس کا اصل سرچشمہ تھا۔[1]

جیون لال کا یہ روزنامچہ بہادر شاہ کی شخصیت کے کچھ روشن پہلوؤں کی عکاسی بھی کرتا ہے اور یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ انگریزوں کے پنشن خوار ہونے

---

[1] Chaudhri, Civil Revolution 1857 P. 7 بحوالہ رضوی ۳۰۷، ۳۰۸

کے باوجود انہیں ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی اور ہندوستانی عوام کے لئے ان کی شخصیت قابلِ تعظیم تھی اور یہ قدر و منزلت ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی نظروں میں یکساں تھی۔ جیون لال کے اس روزنامچے سے بہادر شاہ کی شخصیت کا جو خاکہ اُبھرتا ہے اس میں فرقہ واریت نام کو بھی نظر نہیں آتی ہے۔ ان کی نظروں میں ہندو اور مسلمان دونوں ایک تھے۔ [1] وہ چاہتے تھے کہ ہندو مسلم متحدہ قوت کے ساتھ اپنے مشترکہ دشمن انگریز کے خلاف سینہ سپر ہوں اور اپنی طاقت کو ایک دوسرے کے خلاف لڑ کر ضائع نہ کریں۔ ۱۳ر مئی کے واقعات کے تحت جیون لال نے لکھا ہے:

''بادشاہ نے تمام شہر میں منادی کرادی کہ ہندو اور مسلمانوں کو آپس میں لڑنا نہیں چاہئے''

۱۹ر اور ۲۰ رمئی کے واقعات کے تحت منشی جیون لال نے لکھا ہے کہ جامع مسجد کے مسلمانوں کے جہاد کے اعلان کرنے پر جب ہندو افسران کے ایک وفد نے بہادر شاہ سے مل کر شکایت کی تو بہادر شاہ نے نہ صرف ''زجر و توبیخ'' کی بلکہ مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ ''اس قسم کی کارروائی ہندوؤں کی علیحدگی کا باعث ہو جائے گی'' اور انہوں نے ہندوؤں کو یہ یقین دلایا کہ ''جہاد تو صرف انگریزوں کے خلاف ہے۔''

بہادر شاہ نے ہندوؤں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے گائے کے

---

[1] بحوالہ رضوی صفحہ ۲۹۵

ذبیحہ پر پابندی لگا کر ہندو مسلم اتحاد کے جذبات کو پختگی عطا کرنے کی سعی کی۔ جیون لال ۲۸ر جولائی کے واقعات کے تحت لکھتا ہے:

''شاہ دہلی نے حکم دیا کہ شوشقہ ایک بنام جنرل محمد بخت خاں اور دوسرا بنام افسران فوج بھیجا جائے اور اس میں لکھا جائے کہ بابت تیوہار عیدالاضحیٰ کے کوئی شخص شہر میں گائے ذبح نہ کر پائے اور جو کوئی مسلمان ایسا کرے گا وہ توپ سے اُڑا دیا جائے گا۔ حسب ممانعت شاہ دہلی کے جنرل محمد بخت نے باآواز دہلی شہر میں مشتہر کرایا کہ کوئی شخص گائے کی قربانی نہ کرنے پائے۔''

بہادر شاہ نے ہندوؤں کے جذبات کا اس حد تک احترام کیا کہ انہوں نے اس بات کی بھی ممانعت کر دی کہ گائے اور بیلوں کو گاڑیوں تک میں نہ جوتا جائے کیونکہ یہ جانور ہندوؤں کے لئے قابلِ تعظیم ہیں اور اس سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔[۱]

بہادر شاہ کے ان احکامات کا اثر یہ ہوا کہ انگریز اپنی بھرپور توانائی صرف کرنے کے باوجود فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے ماحول خراب کرنے اور ہندوستانیوں میں پھوٹ ڈالنے کی اپنی کوشش میں ناکام رہے۔[۲] *اس بات کی تصدیق کیتھ ینگ کے اس خط سے ہوتی ہے جو ۲ر اگست ۱۸۵۷ء کو

---

[۱] نظم صفحہ ۶۲

[۲] رضوی صفحہ ۲۹۷۔ *انگریزوں نے نہ صرف دہلی بلکہ ملک کے دیگر حصوں میں بھی اس بات کی کوشش کی کہ ہندو مسلم ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو جائیں مثلاً انگریزوں نے کیپٹن گوان کو بریلی میں فرقہ وارانہ فساد کی فضا ہموار کرنے کے لئے مامور کیا اور اس کے لئے اسے پچاس ہزار روپے بھی دئے لیکن گوان نے ۱۴ر نومبر ۱۸۵۷ء کو یہ لکھا کہ وہ اپنے اس مقصد میں ناکامیاب رہا۔ ملاحظہ ہو۔ رضوی صفحہ ۵۶۵

اس نے اپنی بیوی کے نام لکھا تھا:

''بہ ظاہر کل شہر میں زبردست فساد کے لئے ہماری اُمیدیں پوری نہیں ہوسکیں۔۔۔ بادشاہ نے نہ صرف گائے بلکہ بکری تک کی قربانی کی شہر میں ممانعت کردی ہے اور اس پر اگر عمل کیا گیا تو یہ یقیناً ہندوؤں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ وہ لوگ آپس میں لڑتے۔ ہمارے خلاف متحدہ اور بھرپور حملہ کرنے کے لئے ایک ہوگئے ہیں تاکہ ہمیں برباد کردیں اور صفحۂ زمین سے ہمارا نام ونشان بھی مٹاڈالیں[1]۔''

چنانچہ یکم اگست ۱۸۵۷ء کو عید قرباں کے دن ہندوؤں اور مسلمانوں نے کندھے سے کندھا ملاکر انگریزوں کے خلاف زبردست جنگ کی اور ہمت و دلیری کا مظاہرہ کرکے ان کے چھکے چھڑادیئے۔ اس موقع پر بہادر شاہ ظفر نے ایک قطعہ لکھ کر انقلابیوں کے حوصلوں کو توانائی عطا کرنے کی کوشش کی۔ قطعہ ملاحظہ ہو، جسے بہادر شاہ نے محمد بخت خاں کو ارسال کیا تھا[2] اور جو ۱۳ راگست ۱۸۵۷ء کے صادق الاخبار میں شائع ہوا تھا:

لشکرِ اعدا الٰہی آج سارا قتل ہو
گورکھا گورے سے تا گوجر نصاریٰ قتل ہو
آج کا دن عید قرباں کا جبھی جانیں گے ہم
اے ظفرؔ تہہ تیغ جب قاتل تمہارا قتل ہو[3]

---

[1] رضوی صفحہ ۲۹۷

[2] ''۱۸۵۷ء کے مجاہد شعراء'' از مولانا امداد صابری صفحہ ۱۵۰۔۱۵۱

[3] صادق الاخبار ۱۳ راگست ۱۸۵۷ء بحوالہ ''عتیق صدیقی'' صفحہ ۲۱۳

جیون لال کا روزنامچہ یہ ثابت کرتا ہے کہ بہادر شاہ نے اس جنگ کی کامیابی کے لئے اپنی بھرپور صلاحیتیں صرف کرنے کی کوششیں کی تھیں۔ جیون لال نے متعدد مقامات پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ بہادر شاہ فوج کے انتظامات کا معائنہ خود کرتے تھے اور انگریزوں پر حملہ آور ہونے کے احکامات بھی نافذ کرتے تھے۔ ۱۱/جون کے واقعات کے تحت جیون لال کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اس تاریخ کو بوقت دو پہر گوروں نے ایک مورچہ گنبد پر تیار کیا اور اس پر سے گولے اور گولیاں کشمیری دروازے پر اس مراد سے کہ فیصل میں رخنہ ہو اور سرکاری فوج شہر میں داخل ہو جائے چلانی شروع کیں مگر بادشاہ کے گولہ انداز نے اس کام کو کامیاب ہونے نہ دیا اور اس سبب گورے بہت لاچار اور پست ہمت ہو گئے۔ شاہ دہلی نے حکم دیا کہ دو ہزار سپاہی کشمیری اور کابلی دروازہ پر جائیں اور افواج انگریزی سے معرکہ آرا ہوں"۔

۱۲/جون کو جیون لال لکھتا ہے:

اس تاریخ کو بادشاہ سپاہیوں سے بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم کسی روز انگریزوں پر فتح یاب نہیں ہوئے۔ اب تم جاؤ اور انگریزوں کو سبزی منڈی سے نکال دو۔ اس پر باہم مشورہ ہو کر صلاح ٹھہری کہ کل صبح کو انگریزوں پر

چھوڑے جائیں"

جیون لال کے اس روزنامچے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بہادر شاہ ظفر نے مغل شہزادوں کی بے راہ روی پر روک لگانے کی کوشش بھی کی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ فوج کے نام پر جو روپیہ وصول کریں تو انہیں خرد برد نہ کر کے بخت خاں کے سپرد کر دیں اور آئندہ بخت خاں کی اجازت حاصل کرنے کے بعد ہی فوج کے لئے روپیہ وصول کریں۔ جیون لال ۱۷ر اگست کی روداد میں لکھتے ہیں:۔

"جنرل محمد بخت خاں دربار میں حاضر ہوئے اور استغاثہ کیا کہ شہزادوں نے چند ہزار روپیہ بنام نہاد خرچ فوج مہاجنان شہر سے لیا ہے مگر فوج کو ایک حبہ نہیں دیا۔ باسماع اس خبر کے شاہ دہلی نے مرزا خضر سلطان کو حکم دیا کہ جو روپیہ تم نے مہاجنوں سے لیا ہے وہ جنرل محمد بخت خاں کے سپرد کر دو اور اگر آئندہ روپیہ طلب کرو تو جنرل محمد بخت خاں کی اجازت درباب حصول کرنے روپیہ کے باشندے شہر اور مضافات سے لے لو۔"

یہ صحیح ہے کہ روپے پیسے کہ قلت کی وجہ سے فوج کی تنخواہ کی ادائیگی میں دقتیں آ رہی تھیں اور اسی وجہ سے کسی حد تک بدنظمی بھی ہو رہی تھی لیکن اس روزنامچے سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس کے لئے فوج کو ممانعت

حملہ کریں گے۔"

۵/ اگست کو بقول جیون لال شاہ دہلی نے برج کے توپ خانہ کے آدمیوں کو یہ حکم دیا کہ:

"انگریزی کیمپوں میں برابر گولہ بارود اور آگ کو تیز تر کردو اور توپیں انگریزی مورچہ کی جن سے گولے شہر میں آتے ہیں ان کو خاموش کردو"

۲۲/ اگست کے احوال کے تحت جیون لال لکھا ہے کہ بہادر شاہ نے اپنے گولہ اندازوں کی سرزنش کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ چند گولے دشمن کے مورچے پر سر کیے جائیں۔ جیون لال کے الفاظ میں:

"شاہ دہلی محل سے برآمد ہوئے۔۔۔ بعدہٗ سلیم گڈھ کو تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر حکم دیا کہ چند گولے دشمنوں کے مورچہ پر سر کیے جائیں اور گولہ اندازوں سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بجائے خاموش کرنے، تو اپ غنیم کے میں دیکھتا ہوں کہ روز بروز دشمن اپنے مورچے آگے بڑھاتے چلے آتے ہیں۔ اس کے جواب میں گولہ اندازوں نے کہا دیکھئے حضور اب فتح ہوتی ہی ہے۔"

۲۳/ اگست کی روداد کے تحت جیون لال نے یہ لکھا ہے کہ:

"بادشاہ سلیم گڈھ میں گئے اور حکم دیا کہ چند گولے انگریز کیمپوں پر

کی گئی تھی کہ وہ ساکنان شہر کو تنگ نہ کریں اور روپے کی جبراً وصولی سے گریز کریں۔ یہ کام حکومت کے عہدیداروں کا ہے کہ وہ فوج کی ادائیگی تنخواہ کا بندوبست کریں۔ جیون لال نے ۳؍ستمبر کے واقعات میں لکھا ہے:

''مرزا مغل مرزا الٰہی بخش اور حکیم عبدالحق خاں اور میر حامد علی خاں نے باہم صلاح کر کے افسران فوج سے اقرار واسطے بندوبست تقسیم تنخواہ کے کیا اور کہا کہ کسی طرح سے کوئی شخص فوج کا ساکنان شہر کو تنگ نہ کرے۔ انہوں نے چوکیداروں کی فہرست طلب کی اور موافق اس کے ایک دوسری فہرست طلب کی واسطے وصول کرنے چھ لاکھ روپیہ کے ہندو مسلمان ساکنان شہر دہلی سے تیار کی۔''

اس روزنامچے میں کئی مقامات پر اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ بادشاہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان انگریزوں کے وجود سے پاک ہو جائے اور شہر میں لوٹ مار بھی بند ہو جائے اور اس کے لئے انہوں نے متعدد بار فرمان بھی جاری کئے۔ منشی جیون لال ۲؍جولائی کی روداد میں لکھتا ہے:

محمد بخت خاں نے درمیان گفتگو شاہ سے یہ تذکرہ کیا کہ فوج کا بندوبست کیا جائے اور سپاہی باشندگانِ شہر کو نہ لوٹیں۔ شاہِ دہلی نے فرمایا کہ میری یہ منشاء ہے کہ انگریز نیست و نابود ہو جائیں اور شہر کی لوٹ موقوف کی

جاوے، اس پر محمد بخت خاں نے عرض کی کہ حضور میری دستگیری کر دیں اور مجھے حمایت میں لے لیں تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ہر طور کا بندوبست کر سکتا ہوں چنانچہ بادشاہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ محمد بخت خاں نے شاہ دہلی سے عرض کی کہ اگر شہزادے شہر کو لوٹیں گے یا اور قسم کی بے بندوبستی کریں گے تو میں اس کے کان اور ناک کاٹ لوں گا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کل اختیارات تم کو عطا ہوئے جو مناسب جانو عمل میں لاؤ۔ حسبِ درخواست اس کے کوتوال شہر کے نام فرمان گیا کہ لوٹ شہر میں بند ہو ورنہ تم کو پھانسی دے دی جائے گی۔''

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے وقائع نگاروں نے اکثر اوقات اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ زیادہ تر مجاہدین پیسے کی قلت کی وجہ سے لوٹ مار میں ملوث تھے اور پیسے کی قلت کی وجہ سے باشندگانِ شہر کو تنگ کر رہے تھے۔ ظاہر ہے دہلی میں مجاہدین کی ایک کثیر تعداد تھی اور انہیں تنخواہیں بھی نہیں مل رہی تھیں کہ وہ اپنی زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کر سکیں، اس لئے ایسا ممکن ہے کہ انقلابیوں میں سے کچھ نے شہر میں لوٹ مار بھی کی ہوگی لیکن حقائق یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اس موقع پر لوٹ مار میں زیادہ تر غنڈہ عناصر شریک تھے جو ہمیشہ ہر دور میں ایسے موقعوں پر فعال ہو جاتے ہیں۔ اس عہد کے

بیشتر وقائع نگار بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انقلابی فوجی عام لوٹ مار میں شریک نہیں تھے۔ یہ کام شہر کے بعد معاش سر انجام دے رہے تھے۔[1]

انقلابیوں کی تو ایک بڑی تعداد سر پر کفن باندھ کر شہادت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس جنگ میں شامل ہوئی تھی[2]۔ انہیں کسی بھی چیز کی پروا نہ تھی۔ گوری شنکر جو انگریزوں کا ایک مخبر تھا اس نے ۷ر ستمبر کو انقلابیوں کے متعلق جو رپورٹ بھیجی اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''دو دن ہوئے تقریباً چار سو غازیوں کا ایک دستہ گوالیار سے پہنچا تھا، یہ لوگ بالکل کنگال ہیں۔ نواب محمد میر خاں کے صاحبزادے میاں بڈھن نے ان سے دریافت کیا، ان کے پاس خوراک وغیرہ کا کوئی بندوبست ہے، انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ شہادت کے لئے وہاں پہنچے ہیں۔ ان کو خوراک وغیرہ کی ضرورت نہیں[3]۔

یہ بات بیشتر مورخین نے بھی تسلیم کی ہے۔ سپاہیوں کے پاس عزم و حوصلہ بے پناہ تھا لیکن کمی تھی تو فوجی صلاحیت کی جو ان کی بہتر طور پر رہنمائی کر سکتی[4]۔ حالانکہ بقول جیون لال مجاہدین کو اس بات کی ترغیب دلانے

---

[1] رضوی صفحہ ۲۶۳، ۲۶۷

[2] رضوی ۲۷۴

[3] غداروں کے خطوط صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳

[4] اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۲۹

والے موجود تھے جو انہیں یہ تاکید کر رہے تھے کہ وہ میدانِ جنگ میں جو انمردی اور بلند حوصلگی کا مظاہرہ کریں۔ ۲۰/اگست ۱۸۵۷ء کی تفصیلات میں جیون لال لکھتا ہے:

''بڈھن صاحب اور مرزا محمد میر خان نے دو ہزار روپیہ جہادیوں کو دیا اور کہا کہ سپاہیوں تم اپنی پشت میدانِ جنگ میں مت دکھانا اور دم آخر تک لڑے جانا''۔

جیون لال کا یہ روزنامچہ اس بات پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ خود بہادر شاہ نے اپنا مال واسباب پیش کر کے فوجی افسران سے کہا کہ وہ انہیں بیچ کر فوج کی تنخواہ کی ادائیگی کر لیں۔ جیون لال یکم ستمبر کی روداد کے تحت لکھتا ہے:۔

''افسران نے بادشاہ سے التماس کی کہ واسطے تنخواہ فوج کے کچھ بندوبست کیا جائے۔۔اس پر بادشاہ نے کہا میرے گھوڑے ہاتھی اور چاندی کا اسباب بیچ کر فوج کی تنخواہ دو۔''

۴/ستمبر ۱۸۵۷ء کو بھی جیون لال نے یہ لکھا ہے کہ بہادر شاہ نے ''تمام چاندی کے اسباب یعنی تخت اور کرسیاں ان کے سپرد کیں اور کہا کہ ان کو بیچ کر اپنی تنخواہ بے باق کر و لیکن افسر اس بات پر راضی نہیں ہوئے''۔اسی طرح ۲۵/اگست ۱۸۵۷ء کو جب بہادر شاہ نے فوج کے افسران کو اپنے جواہرات

پیش کر کے انہیں ہدایت کی کہ وہ انہیں گرو رکھ کر اپنے اخراجات پورے کریں تو افسران نے ان کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے انہیں یہ جواب دیا:

''یہ کبھی نہ ہوگا کہ ہم واسطے اپنی خوراک کے حضور کے جواہرات کو رہن رکھیں گے اور اب ہم کو یقین ہوا کہ آپ ہماری پرورش جان و دل سے چاہتے ہیں بلکہ آپ کو اپنے جواہرات ہماری پرورش سے زیادہ عزیز نہیں ہیں۔''

بہادر شاہ نے فوج کی تنخواہ کے لئے صرف اپنا مال و اسباب ہی پیش نہیں کیا بلکہ انقلابیوں کی شجاعت اور تہوّری کے مظاہرے پر خوش ہو کر انہیں انعامات سے نواز کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ۱۱ر ستمبر ۱۸۵۷ء کے واقعات کے ضمن میں جیون لال نے یہ لکھا ہے کہ:

''انگریزوں کے مورچہ سے برابر گولہ اور گولیاں اس قدر برستی رہیں کہ شہر پناہ کی دیوار میں رخنہ ہو گیا مگر رجمنٹ ڈو اور مکڈون نے شباشب کمال سرعت و صنعت سے مورچے تیار کئے اور انگریزوں کے مقابلے میں ایسی تہوّری اور شجاعت دکھلائی گئی کہ بادشاہ نے ایک ہزار روپیہ ان دونوں پلٹنوں کو دیا۔''

شاہ دہلی کی طرف سے انقلابیوں کو اس بات کی بھی ضمانت دی گئی کہ اگر وہ میدانِ جنگ میں شہید ہوئے تو ان کے مظاہرے کا صلہ انہیں عہدہ

جلیلہ کے صورت میں ملے گا اور ان کو انعام کے طور پر زمین بھی مرحمت کی جائے گی۔ جیون لال نے اپنے روزنامچے کی ۷ رجولائی کی روداد میں یہ تحریر کیا ہے کہ:۔

''تمام فوج کی پریڈ شہر کے باہر دہلی دروازہ سے اجمیری دروازے تک ہوئی۔ جنرل محمد بخت خاں نے سب کو تسلی دی اور ہر ایک رجمنٹ کو شقہ بادشاہ دہلی کی طرف سے دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جو سپاہی اور افسر میدان جنگ میں بہادری دکھائیں گے ان کو پچاس بیگھ زمین مرحمت ہوگی اور نیز عہدہ جلیلہ بھی ان کو مرحمت ہوں گے۔''

جنگِ آزادی کو کامیاب بنانے کے لئے بہادر شاہ نے نہ صرف اپنے تیئں کوششیں کیں بلکہ والیانِ ریاست کو خط بھیج کر فرنگیوں کو ہر ممکن طریقے سے ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ اس مقصد کے لئے کوئی ایسا لائق انسان رہنمائی کے لئے آگے آئے جو مختلف قوتوں کو متحد کر کے ان کی تنظیم کرے [۱]۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ

''انگریزوں کو ملک سے نکال دینے کے بعد میرا مقصد ہندوستان پر حکومت کرنے کا نہیں۔ اگر تمام راجے دشمن کو ملک سے نکالنے کے لئے تلوار نیام سے نکال لیں تو میں شاہی اختیارات اور طاقت سے دستبردار ہونے کے لئے رضامند ہو جاؤں گا۔'' [۲]

---

۱ نظم صفحہ ۱۱۳

۲ جانباز مرزا صفحہ ۱۲۲

۴ر ستمبر ۱۸۵۷ء کے واقعات میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے جیون لال نے لکھا ہے:

''شقہ بنام راجگان جے پور اور جودھ پور و بیکا نیر والور و کوٹہ بدیں مضمون لکھے گئے کہ شاہ دہلی کے پاس جماعت کثیر فوج کی ہے اور دل سے چاہتے ہیں کہ انگریزوں کو نیست و نابود کریں مگر چونکہ ہمارے پاس کوئی مدد تدبیر واسطے مملکت کے نہیں ہے، لہٰذا چاہتے ہیں کہ تم آ کر انتظامِ ملک اپنے قدرت میں لو۔''

جیون لال کا یہ روزنامچہ بہادر شاہ کی شخصیت اور کردار کی کچھ جھلکیاں ہی پیش نہیں کرتا ہے بلکہ اس میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ایک مکمل تصویر جیتی جاگتی نظر آتی ہے۔ جیون لال کے روزنامچے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انقلابی انگریزوں کے پاس رسد پہنچنے سے روکنے کے لئے بھی سرگرمِ عمل تھے۔ ۲۰ر جولائی کی روداد میں جیون لال رقم طراز ہے:

''دو رجمنٹ پیادگان اور ۵۰۰ سوار معہ چار ضرب توپ اور اسباب میگزین بہ بار برداری فیلان بحکم جنرل محمد بخت خاں جانب باغپت اس مراد سے کہ انگریز پُل باندھنے نہ پائیں روانہ ہوئی اور ۴ رجمنٹ پیادگان ۱۰۰۰ سوار معہ ۴ ضرب توپ و اسباب میگزین علی پور واسطے قطع کرنے رسد انگریزی

فوج کے روانہ ہوئی''۔

جیون لال نے اپنے روزنامچے میں جا بجا اس بات کا ذکر بھی کیا ہے کہ انقلابیان تمام اشخاص کی سرزنش کرتے تھے جو انگریزوں کے معاون اور مددگار تھے۔ انہیں اگر کسی ذریعے سے یہ اطلاع مل جاتی تھی کہ فلاں شخص انگریزوں کی کسی بھی طرح مدد اور معاونت کر رہا ہے تو وہ اسے بخشتے نہیں تھے بلکہ انہیں اپنے عزائم کی راہ میں حائل ہونے سے روکنے کے لئے سخت سے سخت سزائیں دیتے تھے۔ ۱۴/ جون کو جیون لال نے لکھا:۔

''سپاہیان بغاوت شعار بلدیو سنگھ برادر لچھمن سنگھ تھانہ دار علی پور کو اس اتہام سے کہ وہ انگریزوں کو رسد پہنچاتا ہے، ماخوذ کر کے کوتوالی میں لائے اور گولی مار کر اس کی لاش ایک درخت پر لٹکا دی علاوہ اس کے تیرہ اشخاص باشندگان کابلی دروازہ اور گنج رام چندر داس کو باشتباہ پہنچانے روٹیوں کے باغیوں نے تہہ تیغ کیا۔''

جیون لال کا یہ روزنامچہ اس بات پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ انگریزوں کے خلاف بغاوت اتنی شدید تھی کہ انگریزوں کی حامی ریاستوں سے جو فوجیں انگریزوں کے خلاف ہو گئی تھیں وہ بھی باغی ہو کر انگریزوں کے خلاف ہو گئی تھیں اور انہوں نے مہاراجہ پٹیالہ کی اس بات کے لئے سرزنش کی

تھی کہ وہ انگریزوں کی جو امداد کررہے ہیں وہ ان کے شایانِ شان نہیں۔

جیون لال نے یکم جون ۱۸۵۷ء کے واقعات کے تحت لکھا ہے:

''پٹیالہ سے خبر آئی کہ دو رجمنٹ جو مہاراجہ صاحب بہادر نے واسطے امداد انگریزوں کو بھیجی ہیں وہ باغی ہوگئی ہیں اور تمام افواج مہاراجہ کی انگریزوں کے برخلاف ہے اور مہاراجہ سے عرض کیا کہ آپ شایاں نہیں ہے کہ انگریزوں کی مدد کریں اور سپاہیوں سے جو اپنے ایمان اور مذہب کے واسطے لڑتے ہیں، برخلاف ہوں۔ ابھی آپ نے پنجاب کی لڑائی میں انگریزوں کو رسد دی ہے مگر اس کا عوض آپ کو کچھ نہیں ملا بلکہ کلکتہ میں آپ کے مقدمے کی تجویز بھی ہوئی۔''

جیون لال کا یہ روزنامچہ ۱۱ مئی سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے واقعات پر محیط ہے۔ ۱۴ ستمبر کے بعد جیون لال کا قلم خاموش ہو جاتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ انگریز ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی پر پوری طرح قابض ہوئے لیکن ۱۴ ستمبر ہی وہ دن تھا جب انگریزی فوجیں دہلی پر زبردست یلغار کرتی ہیں اور اسی دن دہلی کے ایک بڑے حصّے پر انگریزی فوجوں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد انقلابی فوجیں شہر کے چپہ چپہ پر انگریزوں سے زبردست مقابلہ کرتی ہیں۔ اس صورتحال میں جب جنگ گلی کوچوں میں

جاری ہوگئی تھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیون لال کو اپنی جان بچانے کی فکر دامن گیر ہوگی جس وجہ سے انگریزوں کو خبریں پہنچانے کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہوگا۔

بہر حال جیون لال کا یہ روزنامچہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل روزنامچہ ہے اور اس میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بہت سے اہم گوشوں اور پہلوؤں کی تصویریں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ حالانکہ ''غدر کی صبح وشام'' کے عنوان سے جیون لال کے روزنامچے کا اُردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے لیکن یہ روزنامچہ اس لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ یہ روزنامچہ نگار کی خود اپنی زبان میں ہے۔ چونکہ یہ روزنامچہ جنگ آزادی کا اہم مآخذ ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں بیان کردہ حقائق کی تصدیق اس عہد کے دوسرے اہم مآخذوں اور تاریخ کی دیگر کتب سے بھی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت اہم سمجھی گئی۔

ترتیب وتدوین کا کام بظاہر تو بڑا آسان نظر آتا ہے لیکن اسے انجام دینے میں کیا کیا دشواریاں آتی ہیں اس کا اندازہ انہیں ہی ہوسکتا ہے جنہوں نے اس دشت کی سیاحی کی ہوگی۔ میں نے اس کام سے انصاف کرنے کی حتی الامکان سعی کی ہے لیکن کوئی کام حرفِ آخر نہیں ہوتا۔ اس لئے ممکن ہے

اس میں کچھ خامیاں بھی نظر آئیں لیکن کوشش کی گئی ہے کہ غلطیاں نہ ہوں۔ روزنامچے کے آخر میں اس میں آئے ہوئے نمائندہ اشخاص کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اس میں آسمانِ حریت کے کچھ ایسے تابناک ستارے ہیں جنہوں نے آزادی کی روشن صبح تو نہیں دیکھی لیکن جو اپنے وطن کو غیر ملکی چنگل سے نجات دلانے کے لئے تن من دھن سے نثار ہو گئے۔ آج کی نسل شمع وطن کے ان پروانوں کے ناموں تک سے بے خبر ہے۔ ان کی قربانیوں کو آئندہ نسل تک پہنچانے کی اس حقیری کوشش میں، میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے اس کا فیصلہ اہلِ نظر ہی کر سکتے ہیں۔

میں رام پور رضا لائبریری کے اوایس ڈی ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی اور لائبریری کے بورڈ کے تمام ممبران کی مشکور ہوں جنہوں نے جیون لال کے روزنامچے کو مرتب کرنے کا کام مجھے تفویض کیا اور ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی کی۔ میں رضا لائبریری کے اسٹنٹ لائبریرین ڈاکٹر ابو سعد اصلاحی، سیّد احمد میاں، پرکاش بہادر سکسینہ، نذیر الظفر، موہنی رانی، بلقیس فاروقی اور لائبریری میں کام کرنے والے تمام افراد اور اسکالرس کے پُرخلوص تعاون کے لئے شکر گذار ہوں۔

ناسپاہی ہوگی اگر میں ڈاکٹر احمد لاری (سابق صدر شعبۂ اُردو۔ گورکھپور

یو نیورسٹی)، ڈاکٹر سیّد نجم الحسن رضوی (شعبۂ تاریخ گورکھپور یو نیورسٹی) کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نواز کر مجھے تحقیق کی باریکیوں سے روشناس کرایا۔ اس کے علاوہ میں اپنے شوہر امتیاز احمد عباسی کی بھی احسان مند ہوں جنہوں نے ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔ میں اپنے مربی اور مشفق والد مجازی آفاق احمد عباسی اور خوش دامن قیصر سلطانہ صاحبہ، والدہ محترمہ فہمیدہ خاتون اور چچی محترمہ فرزانہ خاتون صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو میری ہمّت اور طاقت کی اساس ہیں اور جن کی شفقت، محبت اور سرپرستی نے میرے حوصلوں کو توانائی بخشی۔ میں جناب ریاض الدین صاحب اور جناب احتشام افسر صاحب کی بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس کام کے سلسلے میں میری ہر ممکن مدد و معاونت کی۔ میں پروفیسر اقبال حسین (شعبۂ تاریخ علی گڑھ مسلم یو نیورسٹی) کی بھی تہہ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کام کی تکمیل میں میری رہنمائی کی اور جن کی ہدایات میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔

درخشاں تاجور
''کائنات'' بی ۳۴/
تیواری پور۔ آواس وِکاس کالونی،
گورکھپور ۲۷۳۰۰۱ (یو، پی)
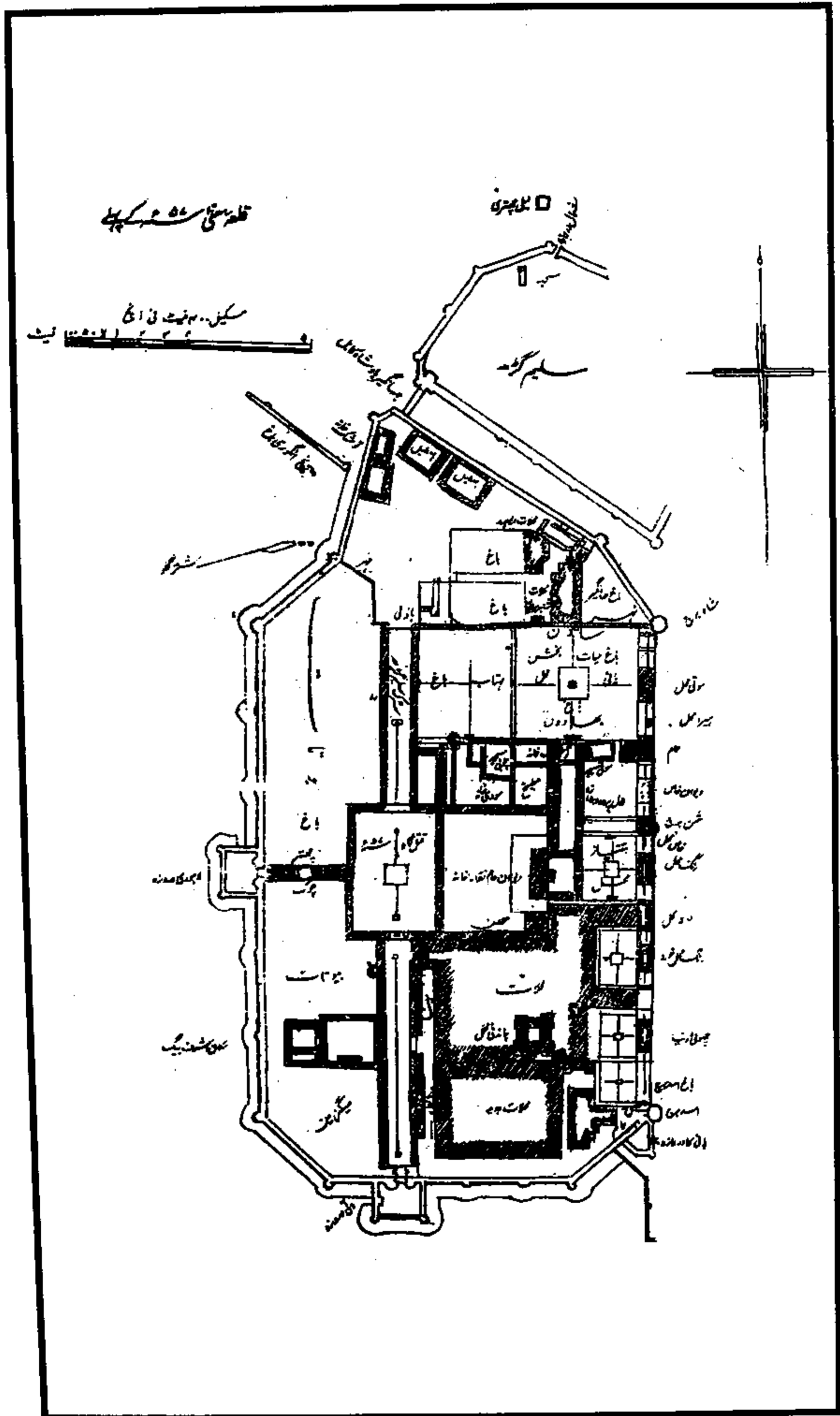
قلعہ معلیٰ، ۱۸۵۷ (واقعات دہلی۔ بشیر الدین احمد)
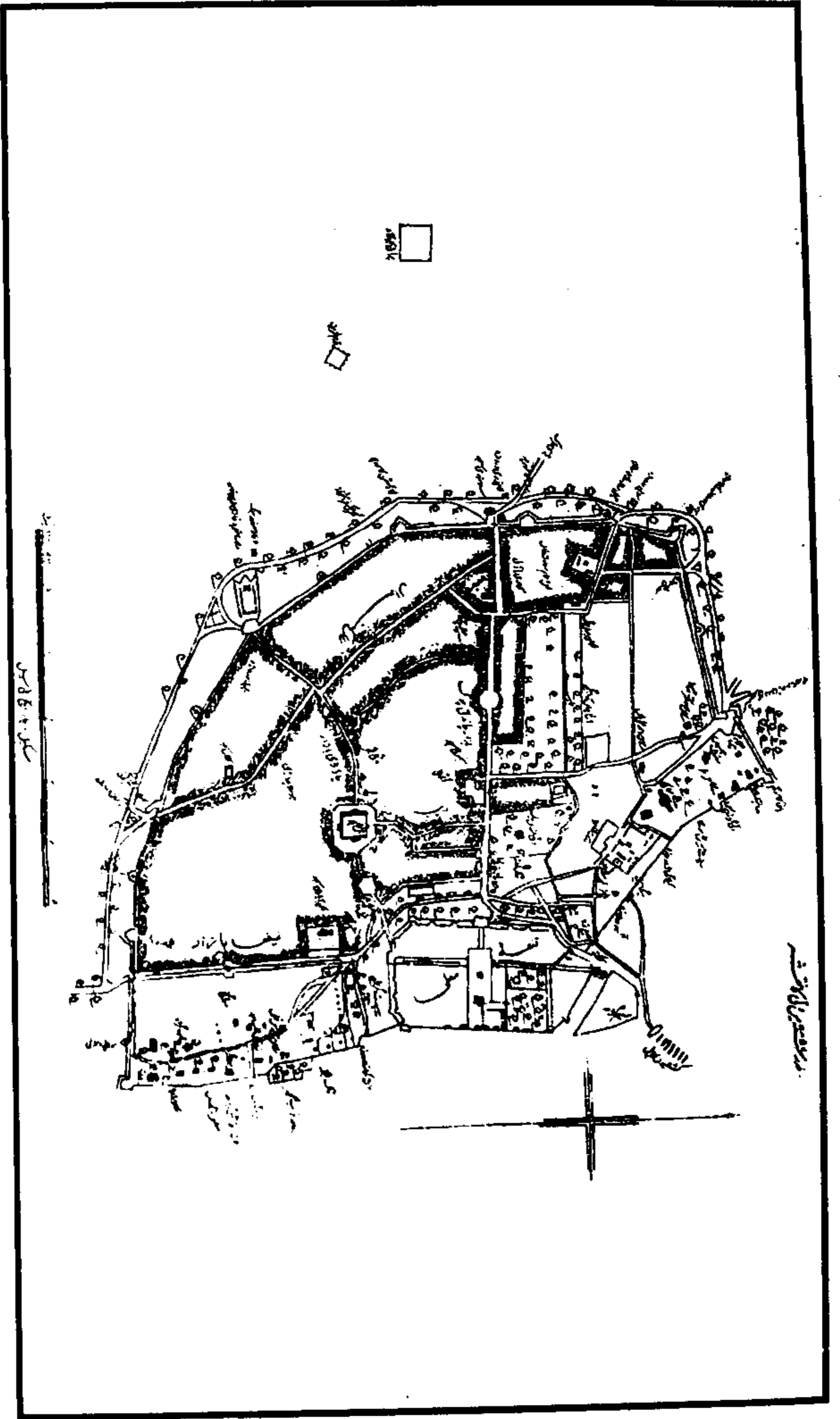
دلی کا نقشہ، ۱۸۵۷ء (واقعات دہلی، بشیر الدین احمد)

چاندنی چوک اور درمیان میں نہر بہشت، ۱۸۵۷ (دہلی دی سیٹی آف مونومینٹس۔ تنظیم رضا قریشی)

کوتوالی شاہ جہاں آباد ۱۸۵۷ء (دہلی سٹی آف مونومینٹس۔ تنظیم رضا قریشی)

انقلاب ۱۸۵۷ء کی کہانی
جیون لال کی زبانی

(۱۱ مئی ۱۸۵۷ء تا ۳۱ مئی ۱۸۵۷ء)

ماآخذ
غدر کی صبح وشام

۱۱ رمئی کی صبح کو آٹھ اور نو بجے کے درمیان مجھے یہ عجیب و غریب خبر ملی جو بعد میں تمام شہر میں پھیل گئی کہ کچھ سوار اور پیدل سپاہی میرٹھ سے آئے ہیں اور بازاروں کو لوٹ رہے ہیں اور لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔ چونکہ بفضل ایزدی انگریزی حکومت ملک میں قائم ہو چکی تھی اس لئے اس خبر پر بہت کم یقین کیا گیا اور یہ بات بیان کی گئی کہ چند جاہل سپاہی بھاگ کر میرٹھ سے آ گئے ہیں اور لوٹ مار میں مشغول ہیں۔ اس کی تصدیق ہو گئی کہ انگریزی افواج ان کے تعاقب میں میرٹھ سے روانہ ہو گئی ہے اور بہت جلد پہنچ جائے گی اور لوٹ مار کرنے والے اور جھوٹی افواہیں پھیلانے والے اشخاص کو قرار واقعی سزا دے گی۔ میں اس صبح کو کپتان ڈگلس سے جو اسسٹنٹ ریزیڈنٹ تھے، ملاقات کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اور آٹھ بجے کے قریب گھر واپس آیا۔ کپتان صاحب قلعہ کے گارد کے افسر تھے۔ اسسٹنٹ ریزیڈنٹ کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی اور ریزیڈنٹ کی اطلاع کے لئے قلعہ کے تمام معاملات کے متعلق میری ڈائری کی نقل لے لیا کرتے تھے۔ گھر واپس لوٹنے کے بعد میں ۱۰ بجے کچہری جانے کی تیاری میں مصروف تھا اور اپنی پالکی کو تیار رکھنے کا بھی حکم دے چکا تھا کہ قلعہ کے چند مقرر میرے مکان پر آئے اور مجھ سے بمنت کہا کہ آپ گھر ہی میں رہیں، اسی لئے کہ بازاروں میں سے امن و

امان کے ساتھ گزرنا ناممکن ہے۔ انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ شہر میں قتل و غارت زوروں پر ہے اور یہ کہ افواہ ہے کہ بعض افسروں کو قتل بھی کر دیا گیا ہے لیکن کمشنر اور مجسٹریٹ صاحبان جان بچا کر بھاگ گئے ہیں۔ میرے ایک مخبر نے مجھ سے کہا کہ راستہ میں میری ملاقات افسروں سے ہوئی جو مورچوں کی جانب بعجلت تمام جا رہے تھے۔ اس کی بھی اطلاع ملی کہ شہر کے دروازوں کو بند کر دیا گیا ہے اور یہ کہ باہر جانے کا اب کوئی راستہ نہیں رہا۔ یہ اطلاع بھی موصول ہوئی کہ اسپتال کے تمام افسروں کو تہہ تیغ کر دیا گیا ہے اور یہ کہ شہر کے بدمعاش لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ میں نے اپنے ایک ملازم شکور کو قلعہ میں کپتان ڈگلس کی خدمت میں بھیجا اور یہ معلوم کرایا کہ میرے لئے کیا احکام ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا اور اطلاع دی کہ قلعہ جانے کا راستہ بند ہے۔ بہت سے سپاہی بادشاہ کے قلعہ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ قلعہ کا دروازہ بند ہے اور بدمعاش آدمی سپاہیوں کو یوروپینوں اور مالدار ہندوستانیوں کا اشارہ سے گھر بتا رہے ہیں۔ ہر طرف یوروپینوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹا جا رہا ہے بنک کو توڑ کر روپیہ نکال لیا گیا ہے اور اس کے مینیجر مسٹر بیفورڈ اور مسٹر اوہارا کو قتل کر دیا گیا ہے۔ باقی یوروپین چھپ گئے ہیں۔ کمشنر کے دفتر کے ہیڈ

کلارک مسٹر نکسن بھی مارے گئے ہیں اور ان کی لاش سڑک پر پڑی ہوئی ہے،
اسسٹنٹ ہیڈ کلارک مسٹر نیل اور مسٹر پیپ اپنے بچوں سمیت چھپ گئے
تھے لیکن سپاہیوں نے ان کی جگہ معلوم کر لی اور ان سب کو قتل کر ڈالا ہے۔
شکور نے یہ بھی بیان کیا کہ کمشنر کی کچہری میں گیا تھا اور مسٹر نکسن کی لاش کو
سڑک پر پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کو نشانہ بندوق بنایا گیا تھا۔ میں نے چیخ و
پکار اور رونے کی ایسی خوفناک آوازیں سنیں کہ میرے تمام ہوش و حواس
جاتے رہے۔ میرا ملازم یہ واقعات بیان کرتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ میں
بھی دہشت میں رہ گیا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ میرے دل کی حرکت بند ہوگئی
ہے۔ میں بھی اپنی بے بسی پر آنسو بہا رہا تھا اس کے بعد یہ خبر ملی کہ مسٹر نکسن
فریزر (کمشنر)[1] اور مسٹر ہنڈرسن بچ کر بھاگ گئے ہیں لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا
کہ کہاں ہیں سر جان کے متعلق عام خیال یہ تھا کہ وہ قطب صاحب چلے گئے
ہیں چونکہ وہ شہر اور اس کے مضافات سے اچھی طرح سے واقف تھے۔ اس
لئے ہم نے قیاس کیا ممکن ہے کہ وہ مقبرہ علاؤالدین کی محراب دلکشا میں پناہ
گزیں ہوں جسے ان کے والد نے سکونتی مکان کی شکل میں تبدیل کر لیا تھا۔
اتنے میں ایک آدمی آیا جس نے اطلاع دی کہ بدمعاش آپ کے متعلق کہہ
رہے ہیں کہ آپ گورنر جنرل کے ایجنٹ کے میر منشی ہیں اور اس لئے کشتنی اور

---

[1] سائمن فریزر

گردن زدنی ہے۔ اور پھر مجھے مشورہ دیا کہ مکان کو دفاعی حالت کے قابل بنا لینا چاہئے۔ میرا مکان سلطان فیروز شاہ کے زمانہ کا تھا اور خالص پتھر کا بنا ہوا تھا اور اس قدر مضبوط تھا کہ قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ کھڑکیوں اور دروازوں کو بند کر دیا گیا۔ مکان میں تہہ خانے بھی تھے جن میں میرے گھر کے آدمی داخل ہو گئے اور وہیں چھپے رہے۔ میں نے آگے پیچھے بغرض نگرانی وحفاظت اپنے تمام ملازمین کو مقرر کر دیا اور یہ تاکید کر دی کہ کسی کو داخل نہ ہونے دیا جائے اور اگر کوئی آئے تو اس کی اطلاع مجھے کر دی جائے۔ میرے دِل میں یہ خیالات آرہے تھے کہ تو نے برسوں تک انگریزی حکومت کا نمک کھایا اور اس کی فلاح و بہبود کی ہمیشہ دعا مانگی ہے اور یہ کہ اب تیرے لئے اپنے آقاؤں کی خدمت کرنے کا موقع آ گیا ہے۔ اس پر میں نے شکور کو سرجان مٹکاف اور اپنے دیگر مربیوں اور دوستوں کے پاس یہ معلوم کرنے کی غرض سے بھیجا کہ مجھے بتایا جائے کہ میں کس طرح آپ کی خدمت کر سکتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے چند انگریزوں کے حالات بھی دریافت کرائے جو میرے رفقاء کار تھے اور شہر میں دریا گنج اور کشمیری دروازے کے قریب رہا کرتے تھے ان میں مسٹر ڈیوس ان کے بھائی مسٹر ٹامی اور مسٹر میلے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ میں نے یہ بھی کہلوا بھیجا تھا کہ اگر آپ کے پاس چھپنے

کی کوئی جگہ نہ ہو تو میرے مکان میں آ جائیے جہاں بفضل خدا میں اپنی آنکھ
یا جان کی طرح ان کی حفاظت کروں گا اور میں خود ان کی خدمت کے لئے
موجود ہوں گا۔ شکور سے میں نے کہہ دیا تھا کہ انہیں گلیوں میں سے لانا اور
خدا نے چاہا تو انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

باغیوں کی کارروائیوں کی خبریں حاصل کرنے کے ارادے سے
میں نے دو برہمنوں گردھاری مصرا اور ہیرا سنگھ مصرا اور دو جاٹوں کی خدمات
حاصل کیں۔ ان کا کام یہ تھا کہ وہ شہر کی اور قلعہ کی تمام خبریں مجھے لا کر دیا
کریں تا کہ میں سلطنت کے اعلیٰ افسروں کی اطلاع دہی کے لئے سچے
واقعات کو قلم بند کر لیا کروں۔ بارہ بجے کے قریب کچہری کا محرر اور چوکیدار
کپتان ڈگلس کے پاس سے آئے اور خبر دی کہ شہر میں افراتفری مچی ہوئی
ہے۔ تمام دوکانیں اور مکانات بند ہیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں
خوف کی حالت میں بند بیٹھے ہوئے یاد اللہ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دہلی
کے ایجنٹ اور کمشنر مسٹر سائمن فریزر کے بارے میں خبر آئی۔ اُٹھنے کے بعد
علی الصباح انہیں یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ میرٹھ سے مختلف پلٹنوں کے سوار اور
پیدل فوج کے کچھ سپاہی دہلی پہنچ گئے ہیں اور باقی عنقریب آنے والے
ہیں۔ انھوں نے چنگی کے کلکٹر کا بنگلہ جلا دیا ہے اور متعینہ افسر کو گولی ماردی ہے

اوراس کی لاش کوریت پر چھوڑ دیا ہے۔سپاہیوں کے ارادہ کے متعلق یہ بیان
کیا گیا کہ وہ شہر پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ اس وقت مجسٹریٹ شہر مسٹر
ہندرسن سوار ہوکر آئے اور کمشنر سے رپورٹ کی اور معاً چھاونیوں کی طرف
راجپور چلے گئے۔ غالباً ان کا مقصد فوج اور توپ خانہ کو طلب کرنا تھا۔مسٹر
فریزر نے بھی اسی وقت اپنی گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا اور پھر وہ نواب جھجر
کے رسالے کے باڈی گارڈ کو جسے ہمیشہ رسالدار کی کمان میں کمشنر کے ساتھ
رہنے کا حکم تھا۔اپنی معیت میں لے کر روانہ ہو گئے۔انھوں نے اپنے نوکر کو
حکم دیا کہ میرا پستول اور تلوار لے کر آ جاؤ۔ وہ کلکتہ دروازہ میں سے ہوتے
ہوئے دریائی (مدمہ میں پہنچے، وہاں مسٹر لے باس سیشن جج، کپتان ڈگلس،
مسٹر نکسن اور لوگ پہلے سے موجود تھے۔انھوں نے دوربین کی مدد سے دریا
کے پاٹ کا اور پل کا نہایت غور سے معائنہ کیا۔ جلتے ہوئے بنگلہ سے شعلہ
نکل رہے تھے۔ابھی مشورہ ہورہا تھا کہ اتنے میں مسٹر ہندرسن (مجسٹریٹ)
بھی آ پہنچے۔تھوڑی دیر تک آپس میں بات چیت رہی۔ ہر لمحہ ان کی نگاہیں
دریا کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔گویا کہ وہ ایک طرف یورپین فوج اور دوسری
طرف راجپور کی چھاونیوں سے یوروپین فوج کی آمد کے منتظر ہیں۔لیکن
کہیں سے کوئی امداد نہیں آئی۔اتنے میں دمدمہ کے چند آدمی دوڑے ہوئے

آ ئے اور اطلاع دی کہ باغی فوجیں راج گھاٹ دروازہ سے شہر میں داخل ہوگئیں ہیں اور سول سرجن ڈاکٹر چمن لال کو جو حسبِ معمول دریا گنج والے اسپتال میں اپنے مریضوں کے معائنہ میں مصروف تھے، قتل کر دیا ہے۔ یہ بیان کیا گیا کہ اسپتال کا سارا عملہ بھاگ گیا ہے اور عمارت کو لوٹ لیا گیا ہے۔ یکا یک پانچ سپاہی نمودار ہوئے اور ان افسروں پر بندوقیں چلائیں۔ ایک گولی کپتان ڈگلس کے پاؤں میں لگی۔ مسٹر ہنڈرسن، مسٹر لے باس اور باقی آدمی کچہری کی جانب بھاگ گئے۔ مسٹر فریزر نے دمدمہ میں پناہ لی۔ جہاں ایک سنتری متعین تھا۔ گڑبڑ میں وہ سپاہی دکھائی نہ دیا اور اس کی بندوق جھپٹ کر جسے اس نے اپنی گمٹی میں کھڑا کر دیا تھا، انھوں نے ایک سوار کو نشانہ بنایا جو اپنے گھوڑے سمیت وہیں ڈھیر ہوگیا۔ باقی سوار یہ خوفناک واقعہ اور اپنے ہمراہی کی موت کا نظارہ دیکھ کر سہم گئے اور فرار ہوگئے۔ ممکن ہے کہ انھوں نے یہ خیال کیا ہو کہ وہاں اور بھی یوروپین چھپے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد مسٹر فریزر نے اپنے ایک اردلی کو حکم دیا کہ نواب صاحب والی جھجر (عبد الرحمٰن) کے ایجنٹ درگا پرشاد کے مکان پر جاؤ اور اس سے کہو کہ نواب صاحب کو اس شورش کی فی الفور خبر کردو اور ان سے دو پیدل پلٹن اور سوار بلا تاخیر دہلی بھیجنے کے لئے کہو۔ مسٹر فریزر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر قلعہ کی جانب

گئے۔ راستہ میں کئی سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور پستول سے فیر کئے۔ انھوں نے جھجر کے اردلیوں کو حملہ آوروں کے قتل کر دینے کا حکم دیا لیکن انھوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اس پر کمشنر نے انہیں انگریزی میں گالیاں دیں اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے قلعہ کے لاہوری دروازہ پہنچے اور بادشاہ کے ایجنٹ اور مختار کار کو بلوا بھیجا۔ بادشاہ کے وکیل کے آجانے پر انھوں نے اس سے کہا کہ بادشاہ کی خدمت میں جاؤ اور کہو کہ اپنی تمام مسلح فوج اور دو توپیں بھیج دیں۔ مسٹر فریزر نے دو پالکیاں بھی طلب کیں تاکہ کپتان ڈگلس کے یہاں جو خواتین مقیم ہیں یعنی مس جیننگز (پادری کی صاحبزادی) اور مس کلیفورڈ کو ان میں بٹھا کر حفاظت کی غرض سے بیگم صاحب کے یہاں پہنچا دیا جائے۔ پیغام بادشاہ تک پہنچا دیا گیا اور انھوں نے ضروری احکام بھی نافذ کر دیئے لیکن ابتری کا یہ عالم تھا کہ نہ تو گارڈ ہی ملے اور نہ پالکیوں کے لئے تکیے اور کہار ہی دستیاب ہو سکے۔ بادشاہ کے احکام کی کوئی پروانہ کی گئی۔ بات یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا حکم نہ مانتا تھا۔ بادشاہ کے گھرانے کے آدمی بھی بادشاہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیتے تھے۔ کمشنر نے تھوڑی دیر تو پالکیوں کا انتظار کیا لیکن یہ دیکھ کر کہ ان کی کوئی نہیں سنتا، انھوں نے کپتان ڈگلس کے مکان کا رخ کیا۔ پھاٹک پر دیسی فوج کا

ایک دستہ کھڑا تھا۔ جب مجمع ان کی جانب بڑھا تو انھوں نے اسے دور کھڑے رہنے کا حکم دیا لیکن اس نے حکم نہ مانا مسٹر فریزر نے اس پر لوگوں کو ان کے طرز عمل پر ڈانٹا وہ خاموش رہے اس کے بعد مسٹر فریزر کپتان ڈگلس کے کمرے میں داخل ہونے کے لئے سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ ابھی انھوں نے پہلی سیڑھی پر اپنا قدم ہی رکھا تھا کہ دو بدمعاشوں نے ننگی تلواروں سے ان پر حملہ کر دیا اور وہیں کے وہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ دمدمہ پر کپتان ڈگلس کس طرح سے زخمی ہوئے۔ زخمی ہونے کے بعد ان کے اردلیوں نے انہیں بگھی میں ڈالا اور ان کے گھر لے گئے۔ وہاں جب وہ پہنچے ہیں تو وہ حالت بے ہوشی میں تھے، پانی پینے کے بعد انہیں کچھ ہوش آیا اور انھوں نے حکم دیا کہ سب کھڑکیوں اور دروازوں کو بند کر دیا جائے۔ اس کے تھوڑی دیر پیچھے مسٹر چنگیز (پادری) اپنے ایک دوست دو شادی شدہ عورتوں اور دو لڑکیوں مس چنگیز اور مس کلیفورڈ سمیت وہاں آ گئے۔ عورتوں نے کپتان ڈگلس کے زخم کی مرہم پٹی کی جس کے درد سے وہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ یہ یاد کر کے کہ ان کی تلوار وہیں رہ گئی ہے، انھوں نے اپنے اردلی سے دمدمہ تک جانے اور تلوار لے آنے کو کہا، اب مکان کے باہر سے زور زور کی چیخیں اور ''اللہ اکبر'' ''اللہ اکبر'' کے نعرے بلند ہونے شروع

ہوئے اس کے بعد باغی دروازوں کو توڑ کر مکان کے اندر داخل ہو گئے۔ مسٹر چنگیز نے دروازے کے باہر جانے کی کوشش کی لیکن خونی بدمعاشوں نے انہیں فوراً ٹکڑے کر ڈالا اپنے جوش میں انھوں نے کسی یورپین کو نہیں چھوڑا حتی کہ بے کس عورتیں بھی زندہ نہ بچیں۔

۹ بجے کے قریب خوفناک دھما کہ کہ آواز سنائی دی جس کے بعد دیر تک ایسی آوازیں آتی رہیں گویا کہ بھونچال کے ساتھ گرج کی آواز بھی پیدا ہو رہی ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین ہل رہی ہے تمام شہر دہشت زدہ تھا۔ یہ بہت جلد معلوم ہو گیا کہ میگزین پر باغیوں نے حملہ کر دیا ہے اور یہ کہ اس کام میں شہر کے بدمعاش بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اس پر افسر اعلیٰ نے بارود کو آگ لگا دی اور ایسے اُڑا دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے باغی بدمعاش آدمی تماشائی اور شہر کے باشندے قید حیات سے مخلصی پا گئے۔ اس واقعہ پر شہر میں خوشی بھی کی جا رہی تھی اور غم کا اظہار بھی کیا جا رہا تھا۔ خوشی اس لئے کہ بہت سے خونی اور باغی تباہ و برباد ہو گئے اور رنج اس پر کہ انگریزی افواج جن کا دن بھر نہایت اضطراب کے ساتھ انتظار کیا جا رہا تھا، نہیں پہنچیں اور یہ کہ گورنمنٹ اپنا وقار قائم رکھنے سے قاصر رہی جوں جوں رات نزدیک آ گئی ہر محلہ کے آدمیوں نے پہرہ دینے اور حفاظت کا کام اپنے ذمہ لیا۔ رات گزر

گئی اور ہر شخص ہشیار تھا۔ یکایت میدانی توپوں کی آواز سنائی دی اور محافظوں نے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ ۲۱ رگولے چھوڑے گئے ہیں۔ سب سے پہلا خیال یہ آیا کہ انگریزی فوج آ پہنچی ہے اور باغیوں کو شکست ہوگئی ہے اور اپنی آمد سے اہل شہر کو مطلع کرنے کی غرض سے سلامی کی توپیں داغی ہیں۔ شہر کے اکثر باشندے بہت خوش تھے۔ صبح کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ راج پور کی چاروں پلٹنیں بھی باغیوں سے مل گئی ہیں اور یہ کہ اس خوشی میں باغیوں نے توپیں چھوڑی تھیں۔ بعد میں چھان بین کرنے سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ جوں ہی برگیڈیر کمانڈنگ افسر نے چھاونی کی فوجوں کو مسلح ہونے کا حکم دیا تو اس وقت سپاہیوں نے اپنے طرز عمل سے بتادیا کہ اگرچہ چند سپاہی ابھی تک وفادار ہیں لیکن اکثر ایسے ہیں جو غیر وفادار ہیں اور احکام کی خلاف ورزی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کسی قدر تاخیر اور منت سماجت کے بعد فوج کا کچھ حصہ شہر کی جانب روانہ ہوا لیکن مارچ کرتے وقت یہ امر بالکل عیاں تھا کہ ان پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ وہ بہت آہستہ آہستہ اپنے قدموں کو اُٹھا رہے تھے اور ان کے قدم بھی ایک ساتھ نہیں پڑتے تھے۔ کشمیری دروازہ پر باغیوں سے دوچار ہوئے انہیں فیر کرنے کا حکم دیا گیا لیکن ایک بھی فیر نہیں کیا گیا بلکہ سپاہیوں اور باغیوں نے آپس میں علیک

سلیک کی۔ یوروپین افسر ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور سپاہیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ افسر مختلف سمتوں میں بھاگ گئے۔ ایک دو کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا لیکن باقی ایک ساتھ روانہ ہوئے اور کسی قدر پس و پیش کے بعد وہ بالآخر چھاونیوں میں پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک دو زخمی بھی ہو گئے تھے۔ اس اثناء میں سپاہیوں اور باغیوں کے مراسم دوستانہ ہو گئے۔

اسی دن کچھ دیر بعد دو صوبہ دار جنہیں کپتان ڈگلس کی موجودگی میں بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہونے کی اجازت مل گئی تھی، دوبارہ ان بے شمار سپاہیوں کے نمائندگان کی حیثیت سے باریاب ہوئے جو محل کے قرب و جوار میں جمع تھے۔ انھوں نے باضابطہ طور پر بادشاہ کے حضور میں افواج کی خدمات پیش کیں۔ انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے متعلق حکیم احسن اللہ خان سے احکام حاصل کریں۔ چنانچہ انھوں نے ان کو تلاش کروا کے فوج کا پیغام سنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حکیم احسن اللہ خاں بہت پریشانی میں تھے کہ کیا جواب دیں۔ ان کا خیال تھا کہ شورش چلتی پھرتی چھاؤں ہے جو چند دن سے زیادہ قائم نہ رہے گی۔ انھوں نے جواب دیا

''تم انگریزی حکومت میں عرصہ دراز سے رہتے رہتے باقاعدہ تنخواہ کے عادی ہو گئے ہو۔ بادشاہ کے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔

وہ تمہاری تنخواہ کہاں سے دیں گے؟"

افسروں نے جواب دیا

"ہم تمام سلطنت کی مال گذاری آپ کے خزانہ میں لاکر داخل کریں گے"۔

حکیم احسن اللہ خان نے پھر ان فوجوں کی فہرست طلب کی جنھوں نے بغاوت کردی تھی۔ شاہی محل کے افسر منتظم کو بھی طلب کیا گیا۔اس کے بعد چند مقتول افسروں کی خبر محل میں پہنچی اور معاً سواروں کی ایک نئی پلٹن بھی آ گئی اور دیوان خاص کے صحن میں خیمہ زن ہوئی۔ بہت سے آدمی زبردستی بادشاہ کے حضور میں پہنچ گئے جو اس وقت دیوان خاص میں جلوہ فرماتھے۔ حکیم احسن اللہ خان نے بادشاہ کی خدمت میں باریابی حاصل کی اور ان کے مشورے سے آگرے کے لفٹنٹ گورنر کے نام ایک چٹھی سانڈی سوار کے ہاتھ بھیجی گئی۔محل کا صحن ابتری، گھبراہٹ اور باہمی تنازعات کا بدترین نظارہ پیش کرر ہا تھا۔فوج میں ڈسپلن (انتظام) پیدا کرنے کی غرض سے حکیم احسن اللہ خاں نے شاہزدگان کو مختلف رجمنٹوں کی کمان لینے کا حکم دیا۔

علی الصباح (۱۲رمئی) مجھے جیل کے واقعات کا علم ہوا۔ دوپہر کے وقت (۱۱رمئی) قیدیوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ شہر میں شورش برپا ہے اور یہ

کہ انگریزوں کو مغلوب کرلیا گیا ہے۔قیدیوں نے اس تعجب انگیز خبر کو سنتے
ہی چیخنا اور چلانا شروع کردیا اوران میں بے انتہا جوش وخروش پیدا ہو گیا۔مگر
لالہ ٹھاکر داس جیلر نے جو بہت بہادر اور وفادار آدمی تھے، سہ پہر کے ۵ بجے
تک انتظام قائم رکھا۔اس وقت یہ بات معلوم ہوئی کہ جیل کے محافظین سے
ایسی حرکات سرزد ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی بغاوت کی ہوا سے
متاثر ہو گئے ہیں۔انھوں نے سختی سے شکایت کی کہ اپنی جگہ پر رہنے سے ہم
اس لوٹ میں شریک نہیں ہوسکتے جو ہر طرف برپا ہے۔اس کے بعد انھوں
نے اپنی خباثت ظاہر کرنی شروع کردی۔اس پر بھی جیلر نے نہایت صبر وتحمل
سے کام لیا اور احکام اور امداد کے منتظر رہے لیکن افسوس وہاں کون تھا جو احکام
بھیجتا یا امداد روانہ کرتا۔بہر حال بے چارگی کی حالت میں انھوں نے شام
تک انتظار کیا اور پھر وہ خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔اہلِ دہلی ان کی
روش اور طرز عمل کے بے حد مداح ہیں۔وہ ان کے مشکور ہیں کہ انھوں نے
ان غیر محتاط آدمیوں کو من مانی کارروائی کرنے کی اجازت نہ دینے سے اس
خوفناک دن کے دہشت آمیز افعال میں اضافہ ہونے سے روکا۔بیان کیا
جاتا ہے کہ جب اوّل اوّل قیدیوں نے جیل خانہ سے بھاگ نکلنے کی کوشش
کی تو عین اس وقت ایک سوار جیل خانہ میں آیا اور گارڈ کو قید خانہ کے

دروازے کھول دینے کی تحریص وترغیب دلائی تو اس وقت ٹھاکر داس نے سنتری سے بندوق لے کر اسے وہیں ڈھیر کر دیا۔ تمام دن ان کی موجودگی کا یہ اثر رہا کہ قیدی کسی قسم کی شرارت نہ کر سکے۔

آج صبح کو (۱۲ مئی) پلٹنوں کے تمام دیسی افسر جو کل پہنچ گئے تھے، مجتمع ہوئے اور بادشاہ کی خدمت میں باریابی چاہی جو منظور ہوئی۔ انھوں نے نذریں پیش کیں اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ حکیم احسن اللہ نے نجی کے طور پر بادشاہ کو متنبہ کر دیا کہ ان پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ جوں ہی وہ کافی مقدار میں جمع ہو جائیں گے تو شہر کی عام لوٹ مار شروع ہو جائیں گی۔ بعد میں حکیم احسن اللہ خان نے شہر کے عمائدین سے مشورہ کیا۔ انھوں نے امین الدین خان، مرزا ظہیر الدین خان اور حسن علی خان (جو والی جھجھر کے چچا تھے) کو بھی مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ انہیں یاد دلایا گیا کہ سابقہ اسلامی طاقت کے ساتھ آپ کے کیا کیا تعلقات رہ چکے ہیں۔ اس کے بعد ان سے خواہش ظاہر کی گئی کہ شہر میں امن وامان قائم رکھنے اور سپاہیوں کے لئے خوراک کا انتظام کرنے کی غرض سے ایک ایگزیکیوٹیو کونسل مرتب کریں۔ حسن علی نے صاف انکار کر دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ میں ایگزیکیوٹیو فرائض کے لئے موزوں نہیں ہوں۔ کونسل کوئی

خاص فیصلہ کئے بغیر برخاست ہوگئی اور صرف اتنا طے کیا کہ فوج کے لئے
کھانے کا انتظام کیا جائے تا کہ وہ لوٹ مار نہ کر سکے۔ یہ کام محبوب علی خان
کے سپرد ہوا۔ عدالت دیوانی کے پلیڈر تفضّل حسین کے صاحبزادے محمد میر
نواب شہر کے گورنر مقرر کئے گئے۔ شہر کا تمام کاروبار بند تھا۔ اس لئے کہ جو
دکان کھلتی تھی اس کا سامان لوٹ لیا جاتا تھا۔ آج نواب حامد علی خان پر یہ
الزام لگایا گیا کہ انھوں نے یوروپیئنوں کو چھپا رکھا ہے اور اس لئے ان کی
واپسی کا مطالبہ کیا گیا۔ نواب کشاں کشاں محل میں لائے گئے اور صرف
بادشاہ کے وزیر کا حکم ملنے پر انہیں رہائی نصیب ہوئی۔ سپاہی ان کی رہائی پر
صرف بدیں شرط راضی ہوئے کہ ان کے مکان کی پوری طرح تلاشی لی
جائے اور یہ کہ اگر ایک بھی یورپین ان کے یہاں سے برآمد ہوا تو پھر
ہمارے کہنے کے مطابق ان کا فیصلہ کیا جائے۔ پٹیالہ، جھجر، بلب گڑھ، بہادر
گڑھ اور الور کے رئیسوں کے نام چٹھیاں بھیجی گئیں اور ان سے کہا گیا کہ
بادشاہ کی افواج میں شامل ہو جائیں اور شہر کے خلاف انگریزوں کے حملوں
کی مدافعت کریں۔ تیسرے پہر محل میں سپاہی بھر گئے اور وہ چلا چلا کر یہ
شکایت کر رہے تھے کہ اناج کی تمام دکانیں بند پڑی ہیں اور وفادار سپاہی
بھوکوں مر رہے ہیں۔ سپاہیوں نے بادشاہ سے مطالبہ کیا کہ آپ فوج لے کر

شہر کے بازاروں میں گشت لگائیں اور اہلِ شہر کے خدشات کو زائل کر کے ان سے دُکانیں کھولنے کے لئے کہیں۔ بادشاہ نے اسے تسلیم کرلیا اور ہاتھی پر سوار ہوکر جلوس کے ساتھ بازاروں میں گشت لگایا۔ انھوں نے بہ نفس نفیس حکم دے کر چند دکانیں کھلوائیں لیکن عام طور پر دکانداروں نے ان کی ایک نہ سنی۔ جب بادشاہ محل میں واپس آتے ہیں تو دیکھا کہ دیوان خاص کا صحن سواروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ انھوں نے بادشاہ کو دیکھتے ہی چلانا شروع کیا اور شکایت کی کہ دہلی کے باغی دہلی کی کلکٹری کے خزانہ میں جسے انھوں نے لوٹا تھا، میرٹھ کے باغیوں کو حصہ دار بنانا نہیں چاہتے بلکہ اسے اپنے ہی پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے مختلف قسم کے مشوروں سے پریشان ہوکر شاہزادوں کو جو مختلف پلٹنوں کے کمانڈر مقرر کر دیئے گئے تھے، حکم دیا کہ وہ ہر باغی کو شہر کے باہر نکال دیں۔ مختلف پلٹنوں کو الگ الگ مقام پر متعین کر دیں اور صرف ایک پلٹن شہر کی حفاظت کے لئے چھوڑ دی اور دوسری محل کے بالمقابل قلعہ اور دریا کے بیچ میں متعین کر دیں۔ بادشاہ نے ان صوبہ داروں سے جو موجود تھے کہا، دیوان خاص اب تک خاص شاہی گھرانے کے لئے مخصوص رہا ہے اور مسلح آدمی کبھی بھی یہاں بزور داخل نہیں ہوئے۔ ایک پلٹن شہر کے اجمیری دروازہ پر اور چوتھی دہلی دروازہ پر اور پانچویں کشمیری

دروازہ پر متعین کی گئی۔ یہ احکام جزوی طور پر عمل میں لائے گئے ہر مکان سے بادشاہ کے نام پریشان کن عریضے آتے تھے۔ کبھی تو مقتول یوروپینوں کے ملازمین کی طرف سے آتے تھے اور کبھی بنیوں کی جانب سے جن کی دُکانیں لوٹ لی گئی تھیں اور کبھی معزز اشخاص کے پاس سے جن کے مکانوں کے اندر سپاہی زبردستی داخل ہو گئے تھے۔ یہ سب بادشاہ سے فوری دادرسی کے طالب تھے۔ لوٹ مار اور غارت گری کو جو شہر میں عام ہوتی جاتی تھی روکنے کے لئے بھی بادشاہ سے مراقعات کئے گئے۔

بادشاہ نے فارسی روبکاری کے ذریعہ جس کی زبان نہایت فصیح و بلیغ تھی، صوبہ داروں کو بتایا کہ موجودہ صورت حالات نہایت ناخوشگوار ہے، بالخصوص ایک مسلمان بادشاہ کے عہد حکومت کے کسی طرح شایان شان نہیں ہوسکتا۔ وہ بادشاہ جس کا زمانہ دنیا کی تاریخ میں نہایت زریں ہے اور جس کے آگے تمام بادشاہ سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ان پر زور دیا کہ کسی نہ کسی موجودہ صورت حالات کا خاتمہ کر دینا چاہئے، شام کے قریب چند ہندوستانی افسر حاضر ہوئے اور انھوں نے راشن نہ ملنے کی شکایت کی۔ صبح کے حکم کی شاندار زبان اور اس کی فصاحت و بلاغت کی جس سے بادشاہ کی شان کا پورے طور پر اظہار ہوسکتا تھا۔ کچھ پروانہ کی گئی بلکہ انھوں نے

گستاخانہ اور بے ادبانہ الفاظ سے بادشاہ کو خطاب کیا۔ کسی نے کہا ''او بادشاہ میری سن، دوسرے نے کہا ''ارے بڈھے ارے بادشاہ''، تیسرے نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ''میری سن'' بادشاہ نے ان کے طرز عمل سے کبیدہ خاطر ہو کر اور ساتھ ہی یہ سمجھ کر مجھ میں ان کی گستاخی کو روکنے کی کوئی طاقت موجود نہیں ہے، انھوں نے اپنے ملازمین کے روبرو اپنی قسمت کا شکوہ کرنا شروع کر دیا۔ محل کے دروازوں پر پھر لوگوں نے چیخنا چلانا شروع کر دیا اور ان کے مطالبہ پر وہ دوبارہ جلوس کے ساتھ شہر میں سے گذرے اور دوکان داروں کو اپنی اپنی دُوکانیں کھولنے اور کاروبار جاری رکھنے کا حکم دیا۔ آج سارے دن بادشاہ پریشان خاطر رہے اور یہ دیکھ کر کہ وہ مجمع کے ہاتھ میں محض کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں، بہت ہی رنجیدہ تھے۔ حالانکہ یہی مجمع پہلے ان کے احکام بجا لانے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا مگر شہر کی لوٹ مار کے بعد سے وہ اس قدر سرکش ہو گیا تھا کہ بادشاہ کا مذاق اُڑانے اور اس کی بے حرمتی کرنے سے بھی اسے شرم نہ آتی تھی۔

۱۳ رمئی قلعہ میں خبر پہونچی کہ راجہ کشن گڑھ کی حویلی کو سپاہیوں نے گھیر لیا ہے کیونکہ انھوں نے چند یورپینوں کو وہاں دیکھ پایا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے ملازمین کو بھیجا کہ اگر کچھ امداد پہونچائیں۔ ممکن ہو تو فوراً

پہونچادی جائے لیکن وہاں جاکرانھوں نے دیکھا کہ ایسی ناکہ بندی کی گئی ہے کہ وہاں کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ۳۰ اشخاص کی جماعت جن میں یورپین اور کرسٹانی دونوں تھے۔ راجہ کی حویلی کے تہ خانوں میں جاچھپے تھے۔ کامل دودن تک پناہ گزیں وہیں چھپے رہے اور بھوک اور پیاس سے سخت تکلیف برداشت کرتے رہے تیسرے دن جب ان میں سے کسی نے سقّے کو دیکھا تو اس سے پانی مانگا۔ اس نے پانی تو پلا دیا لیکن اسے سپاہی ملے تو ان سے کہہ دیا کہ فلاں جگہ یورپین چھپے ہوئے ہیں۔ مکان بہت مضبوط تھا اور پناہ گزیں اشخاص نے جو مسلح تھے، ان سپاہیوں پر فائر کرنے شروع کردیے۔ جنھوں نے مکان کے قریب پہنچنے کی ہر طرح کوشش کی تھی۔ یہ دیکھ کر یوروپینوں پر بزور قابو پانا غیر ممکن ہے۔ سپاہیوں نے نامہ وپیام کرنا شروع کردیا اور وعدہ کیا کہ اگر آپ مکان چھوڑ دیں گے تو ہم سب کو بادشاہ کے حضور میں پیش کردیں گے۔ اسی اثناء میں سید غلام عباس عرف سیف الدولہ نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ مسٹر ڈیوس، مسٹر بیلی اور ایجنٹ کے دفتر کے چند اور کلرک بہت خطرے میں ہیں۔ غلام عباس نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ ان کی جانیں بچالیں تو انگریزوں کے سامنے سرخرو ہونے کا موقع رہے گا۔ بادشاہ نے سنتے ہی ان سے دلچسپی شروع کردی اور پوچھا

کہ وہ کہاں ہیں۔اس کے بعد احکام نافذ کردیے گئے کہ ان کی جانوں پر کسی طرح کی آنچ نہ آنے پائے اور ایک قاصد اس غرض سے بھیجا گیا کہ وہ سب پناہ گزینوں کو حضور میں پیش کردے۔ بادشاہ کے سب سے بڑے بیٹے کو قاصد بنا کر بھیجا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے پناہ گزینوں کو باغیوں کے ہاتھ سے بچا لینے کی مقدور بھر کوشش کی۔ بادشاہ مسٹر ڈیوس کا بہت خیال رکھتے تھے۔اس لئے کہ کئی برس سے بادشاہ کی پنشن کی ذمہ داری انہی کے ہاتھ میں تھی جو انہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے ماہوار ادا کی جاتی تھی۔ مسٹر ڈیوس کی تنخواہ بادشاہ کے الاؤنس سے دی جاتی تھی اور بادشاہ اور برطانوی ایجنٹ کے درمیانی معاملات کے متعلق جس قدر نامہ و پیام ہوتا اس کے کرنے دھرنے والے یہی مسٹر ڈیوس تھے۔مگر افسوس کہ قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی پناہ گزینوں نے بھوک پیاس کی شدت سے تنگ آ کر باغیوں کی باتوں کا یقین کر لیا اور باہر نکل آئے۔ پناہ سے نکلتے ہی انہیں صحن میں بٹھا دیا گیا۔ کسی سپاہی نے ایک بے کس عورت کو پہلے تو گالیاں دیں پھر اس سے پوچھا کہ اگر تمہاری جان بچ جائے گی تو کیا دلواؤ گی۔اس پر مسٹر ڈیوس کی بہن نے جواب دیا کہ ”کیا تجھ جیسے شخص کو بھی موت اور زندگی پر اختیار ہوسکتا ہے؟ صرف خدا کی ذات ہی ایسی ہے جو زندہ کرتی ہے اور مارتی ہے۔ یہ

جواب سن کر سپاہی طیش میں آ گیا اور اپنی تلوار اُٹھالی۔ خاتون نے اپنے ننھے بچے کو جو اس کی گود میں تھا، بچانے کی غرض سے آڑ میں لے لیا پھر جو کچھ ظہور میں آیا اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ اسے سن کر آنسو بے اختیار نکل پڑتے ہیں۔ صرف چند آدمیوں کی جانیں بچ سکیں اور انہیں محل میں پہونچا دیا گیا۔

مرزا معین الدین حسن خاں آج کے دن کوتوال شہر مقرر کیے گئے اور انہیں حکم دیا گیا کہ سپاہیوں کے راشن کے لئے فوری انتظامات عمل میں لائے جائیں۔ مرزا معین الدین، مرزا خضر سلطان اور مرزا عبد اللہ پیدل پلٹنوں کے کرنیل مقرر ہوئے۔ اطلاع ملی کہ مسٹر جوزف اسکیز کا لڑکا ہندوستانی لباس میں دیکھا گیا۔ بدمعاشوں نے اسے پکڑ لیا اور کوتوالی لے گئے جہاں وہ بالآخر قتل کر دیا گیا معین الدین خان کو اس امر کے اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ جو شخص بادشاہ کی خدمت کرنا چاہے وہ اپنے تئیں پیش کر سکتا ہے۔ نواب ولی داد خان اور نواب حامد علی خان کو آج باریابی عطا ہوئی اور انھوں نے نذریں گزرانیں۔ انہیں حکم ملا کہ احکام بجالانے کی غرض سے روزانہ حاضری دیا کریں۔ مجھے اطلاع ملی کہ یورپین عورتوں اور مردوں میں سے جو کشن گڑھ کی حویلی کے نیچے تہ خانے میں چھپے رہ گئے تھے، انہیں

باغیوں نے نہایت سفا کی سے قتل کر دیا۔ نہر کے ایک افسر نرائن داس کے مکان پر تقریباً ۲۰۰ باغیوں اور بدمعاشوں نے حملہ کیا اور تمام سامان وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔ ایک انگریز بھی جو اس مکان میں چھپا ہوا تھا، قتل کر دیا گیا۔ آج بادشاہ کی جانب سے احکام نافذ کئے گئے کہ مہاراجہ جے پور کو فوجی امداد بھیجنے کے لئے لکھا جائے۔

۱۴ رمئی بادشاہ پریشان اور رنجیدہ تھے اور اس لئے کسی کو باریاب ہونے کا موقع نہیں دیا۔ امین الدین خان اور ضیاء الدین خاں نے ضروری کام کے سلسلہ میں باریابی کی اجازت چاہی لیکن انکار کر دیا گیا۔ دن کے آخری حصہ میں بادشاہ نے مولوی صدر الدین خان بہادر کو بلایا اور انہیں شہر کا مجسٹریٹ مقرر کر دیا تا کہ تمام مقدمات کا غیر جانب داری اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ مگر مولوی صاحب نے عدم صحت کی بنا پر معذوری چاہی۔ اس کے بعد کلکٹری کے خزانچی کی طلبی ہوئی اور اس سے پوچھا گیا کہ ۱۱ رمئی کو خزانے میں نقد روپیہ کس قدر تھا۔ مگر اس نے یا تو بتانا نہ چاہا یا بتا نہ پایا۔ اور بھی مسلمان معززین طلب کئے گئے۔ جے پور، جودھپور اور بیکانیر کے راجگان کے نام احکام نافذ کئے گئے کہ یا تو خود آ ؤ یا بادشاہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجو۔ میرزا امین الدین خاں کو حکم دیا گیا کہ فیروز پور جائیں اور

وہاں جا کر اسلام کی بنیاد ڈالیں اور میواتیوں کی فوج بھی جمع کریں۔ مرزا نے کہا کہ مجھے شہر میں ہر جگہ آنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ اس کے بارے میں احکام نافذ کر دیے گئے۔ خبر ملی کہ چندراولی کے گوجر وامر رام کی سرکردگی میں جمع ہو کر مضافات کو لوٹ رہے ہیں۔ مرزا ابوبخش کی سرداری میں ایک دستہ اس شورش کو دبانے کے لئے بھیجا گیا۔ گوجروں کے ایک موضع میں آگ لگا دی گئی۔ دو اشخاص جن میں ایک مرد اور ایک عورت تھی جو یورپین نژاد تھے، باہر نکال لئے گئے اور اُن کے متعلق احکام نافذ کر دئے گئے کہ انہیں باحفاظت تمام قلعہ میں رکھا جائے۔ شہر میں اس خبر سے بہت جوش پھیل گیا۔ یوروپیوں کی فوج میرٹھ سے کوچ کر کے دہلی آ رہی ہے جو قاصد یہ خبر لائے اُن کے متعلق گمان کیا گیا کہ وہ انگریزوں کے جاسوس ہیں۔ اور اسی لئے وہ قید میں ڈال دیے گئے۔ شہر کے منتظم افسر نے خبر دی کہ بہت سے یورپین کی لاشیں اِدھر اُدھر پڑی ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مسٹر سائیمن فریزر اور کپتان ڈگلس کی لاشوں کی تلاش کی جائے تاکہ وہ مل جائیں تو انہیں عیسائیوں کی قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ مگر باقی لاشوں کو دریا برد کر دیا جائے۔ دیسی افسروں نے پھر فوجوں کے راشن کے لئے مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ فوجوں کو لوٹ مار سے نہیں روکا جاسکتا۔ حکیم احسن اللہ خاں اور نواب

محبوب علی خان کو اناج کا فوری بندوبست کرنے کا حکم ملا تا کہ شہر لوٹ مار سے محفوظ رہے۔ دو آدمیوں کو بدمعاش سمجھ کر جیل خانے میں ڈال دیا گیا۔

۱۵ رمئی شہر کی حفاظت کی غرض سے سو سپاہیوں کا دستہ قائم کرنے کے متعلق احکام نافذ ہوئے۔ عبدالقادر کو باریابی عطا ہوئی تا کہ جدید انتظام کے لئے ایگزیکیوٹیو افسروں کی فہرست پیش کریں۔ محبوب علی خاں نے عبد القادر کو سواروں کی دو پلٹنوں کی کمان سپرد کی۔ نواب جھجر کے ایجنٹ غلام خاں اپنے اردلی اکبر علی کی معیت میں آئے اور بیان کیا کہ جھجر کی فوجوں نے بغاوت کر دی ہے اور یہ کہ جھجر کے افسران کے انتظام میں مشغول ہیں۔ لیکن پھر بھی پچاس سوار شاہی فوج میں شامل ہونے کے لئے بھیج دیے گئے ہیں۔ مولوی احمد علی نے راجہ بلب گڑھ کی طرف سے یہ بیان کیا کہ مجھے شورش دبانے کے کام پر لگایا گیا ہے اور جیوں ہی یہ کام ختم ہو جائے گا میں اپنے گھوڑے لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اُن کی فوری طلبی کے متعلق احکام جاری ہوئے۔ خبر ملی کہ مجسٹریٹ اور کلکٹر پیدل فوج اور سواروں کی ایک پلٹن کے ساتھ خزانہ کی محافظت کے لئے آ گئے ہیں۔ عبدالکریم خان کو حکم دیا گیا کہ پیدل فوج کے چار سو سپاہی اور ایک ہزار سوار علیحدہ علیحدہ ۵ روپئے اور تیس روپئے کی شرح کے حساب سے بھرتی کریں۔ الٰہی بخش کو اسکی

پلٹن کمان سے علیحدہ کر دیا گیا اور یہ حکم نافذ ہوا کہ جب تک بادشاہ حکم نافذ نہ کریں کسی حکم پر عمل نہ کیا جائے۔ قاضی محمد فیض اللہ نے پانچ روپے نذر کے طور پر پیش کیے اور اس کے بعد انہیں شہر کا کوتوال مقرر کر دیا گیا۔ خبر ملی کہ باغی شہر کے باشندوں سے بہ جبر روپے وصول کر رہے ہیں اور یہ بھی کہ دو سو باغی کچھ روپیہ لوٹنے کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ کر جا رہے تھے کہ راستے میں گوجروں نے ان پر حملہ کر دیا اور سارا روپیہ چھین لیا۔ سپاہیوں نے حکیم احسن اللہ خاں اور محبوب علی خاں کے احکام ماننے سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ وہ انگریزوں سے نام و پیام نہ کریں گے۔ یہ بھی خبر ملی کہ سر جان مٹکاف اور مسٹر فورڈ جھجر میں دیکھے گئے ہیں جہاں نواب نے انہیں پناہ دینے اور مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ نواب کے نام تہدید آمیز چٹھی لکھی گئی اور جتلا دیا گیا کہ آپ فوراً بادشاہ سے آ کر نہ مل جائیں گے تو آپ پر حملہ کر دیا جائیگا۔ سپاہی اس خبر سے بہت ہراساں ہوئے کہ گورکھوں اور انگریزوں کی متحدہ فوج شملہ سے کوچ کرتی ہوئی آ رہی ہے، سکھی چند کے لئے رسد مہیا کرو، چند قابلِ عزت آدمیوں کو گرفتار کر کے اُن سے بوجھ اُٹھوایا گیا تا کہ وہ روپیہ ادا کریں۔ شہر کے سنجیدہ طبقہ کی تکالیف اتنی زیادہ ہو گئیں تھیں کہ انھوں نے انگریزوں کی آمد اور باغیوں کی شکست کی دُعائیں مانگیں۔ تمام قیمتی

اشیاء زمین کے نیچے دبادی گئی تھیں اور شہر کے شرفاء نے رضا کاروں کی ایک فوج اپنی حفاظت کے لئے مرتب کی تا کہ اُن کا جان و مال غارت گری سے بچا رہے۔

۱۶ ر مئی سپاہی محل کے سامنے علی الصبح جمع ہو گئے۔ بادشاہ اور اُن کے افسروں کو دھمکی دی اور یہ الزام عائد کیا کہ آپ نے یورپین مردوں اور عورتوں کو قلعہ میں پناہ دے رکھی ہے اور اُن کی وساطت سے میرٹھ کے انگریزوں سے سلسلہ نامہ و پیام قائم رہے۔ حسبِ ذیل افسر شہر کے انتظام میں ہاتھ بٹانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ مفتی یوسف علی خاں، میر عادل بہادر کپتان علی دلدار خاں، محمد حیدر حسین خاں، سیّد شرف علی خاں فوجدار۔

مجھے آج معلوم ہوا کہ تقریباً چالیس یورپین شاہی محل میں چھپے ہوئے ہیں۔ سپاہی غصے میں بھرے محل میں گئے اور کہا کہ ہمارے ہاتھ ایک قاصد لگ گیا ہے جس کے پاس چٹھی برآمد ہوئی ہے، جس میں باغیوں کو برا بھلا کہا گیا ہے۔ سپاہیوں نے حکیم احسن اللہ خاں اور نواب محبوب علی خاں کو قتل کر دینے کی دھمکی دی اور کہا کہ زینت محل بیگم کو بادشاہ کی وفاداری کی ضمانت کے طور پر لئے جاتے ہیں۔ محل میں بے انتہا غُل مچ رہا تھا۔ ایک طرف سپاہی دوسری طرف بادشاہ کے گھر کے آدمیوں نے آسمان سر پر اُٹھا

رکھا تھا اور آپس میں ایک دوسرے کو سخت سست کہہ رہے تھے۔ سپاہیوں کے غصہ کو فرو کرنے کی غرض سے نواب محبوب علی خاں نے حلف لے کر کہا کہ وہ چٹھی میرے ہاتھ کی نہیں ہے اور نہ ہی مجھ کو اسکا علم ہے۔ (آج محل کے پناہ گزیں یورپین نہایت بے دردی سے قتل کر دیے گئے، تمام بھلے آدمی اُس دِن کا خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ جو ہم سب کا محافظ اور زندہ رکھنے والا ہے، دین و دنیا میں ہمیں بچائے) بادشاہ اور اُن کے مشیر سب کے سب دم بہ خود کھڑے رہے۔ بادشاہ نے سپاہیوں کی دو ٹولیاں کر دیں۔ ہندو اور مسلمان اور ہر ایک سے کہا کہ اپنے مذہبی آدمیوں سے پوچھو کہ بے کس مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ لیکن خونی جنونی کس کی سنتے ہیں؟ بہتر یہی ہے کہ اُس دن کے خوف ناک واقعات پر خاموشی کا پردہ ڈال دیا جائے۔ سہ پہر کو ایک سوار گرفتار کیا گیا جو عین لوٹ مار کی حالت میں پکڑا گیا تھا۔ اسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا جنہوں نے حکم دیا کہ چرایا ہوا مال اس سے واپس لے لیا جائے اور اسے تنبیہہ دیکر چھوڑ دیا جائے۔ باغیوں کی روزمرّہ کی کارروائیوں سے بادشاہ کا جی بہت کڑھتا تھا کیونکہ باغی نہ تو شہر چھوڑ کر جاتے تھے اور نہ اس کی حفاظت ہی کرتے تھے۔ وہ وہاں صرف لوٹ مار کی غرض سے ٹھہرے ہوئے تھے۔

آج کے دِن بادشاہ نے مولوی محمد باقر اور مولوی قادر کو باریاب ہونے کی عزت بخشی کیونکہ انھوں نے اپنے فرائض کو نہایت ذہانت اور بہادری سے سرانجام دیا تھا۔ موخر الذکر نے اطلاع دی کہ میں ایسے انتظامات مکمل کر رہا ہوں کہ جن کی وجہ سے باغی خود بخود شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بادشاہ نے مولوی محمد باقر کو خلعت عنایت کیا اور مولوی عبد القادر کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ شاہی ہودہ میں بٹھا کر اُن کے گھر روانہ کیا۔ باغیوں کی ایک جماعت نے منشی موہن کے مکان پر حملہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُسے مار ڈالیں گے مگر حضرت میاں نظام الدین نے جو شہر کے ایک درویش صفت بزرگ کے صاحبزادے تھے، یہ کہہ کر ان کی جان بچی کہ منشی مسلمان ہے، بہت سے پڑوسیوں نے بھی یہی گواہی دی کہ وہ مسلمان ہے اور عیسائی نہیں ہے۔ لاہوری دروازے کے دکانداروں نے بادشاہ کے حضور میں یہ شکایت گزرانی کہ کاشی نالی تھانہ دار ۱۰۰۰ روپیہ رشوت لینے کی غرض سے ہمیں سخت تکلیف دے رہا ہے۔ بادشاہ نے تھانہ دار کو فی الفور جیل خانہ بھجوادیا۔ آج کے دن بادشاہ نے سرجان مٹکاف کے بارے میں خاص تحقیقات کرنے کا حکم دیا۔ ان کی ہدایت کے موافق مقتول یورپین کی لاشوں کو بغور دیکھا گیا کہ ممکن ہے وہ بھی کہیں انہی میں نہ ہوں۔ ان کے دوست بھی جو ان کی

سلامتی کے لئے بے چین تھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہ کر سکے۔ سول افسروں کا حال معلوم کرنے کی غرض سے میں نے دو قابل اعتماد برہمنوں، گروہاری مصر اور ہیرا سنگھ کو متعین کیا کہ باہر جا کر ان کا حال معلوم کریں۔ میں نے انہیں خاص طور پر سر جان مٹکاف کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا لیکن وہ کچھ حال معلوم نہ کر سکے۔ بعد میں بادشاہ کو اطلاع دے دی گئی کہ سر جان مٹکاف کا مقتول اشخاص میں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

۱۷ر مئی چند سوار آج کچھ ذخیرہ اجناس لائے جسے انھوں نے شاہ درہ میں لوٹا تھا۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ سر جان مٹکاف ابھی تک جھجر ہی میں مقیم ہیں اور نواب کی زیرِ حفاظت ہیں۔ مسٹر تھارلیٹ نے جو نواب کی زیرِ حفاظت تھے اپنی جان کی سلامتی کے لئے کلیر جانے کی اجازت چاہی۔ نواب نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ آج باغیوں نے ابوبکر کو بوڑھے بادشاہ کی جگہ اپنا بادشاہ مقرر کر لیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ بہادر شاہ بہت معمر اور کمزور ہو گئے ہیں۔ حکیم احسن اللہ خاں کو باریابی حاصل ہوئی اور انھوں نے عرض کیا کہ باغی پرفریب اور خونی لوگ ہیں اور ان پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ بادشاہ نے بہت سے سپاہیوں کو بلا کر خوب دھمکایا۔ ایک سپاہی نے آ کر بیان کیا کہ کئی لاکھ کا خزانہ پیدل فوج کی ایک پلٹن اور چند سواروں کی

زیرِ حفاظت گڑ گاؤں سے دہلی آ رہا ہے اور یہ کہ میواتیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا ہے اور میں امداد کے لئے بھاگ کر آ گیا ہوں۔ مولوی باقر نے پیدل فوج کی دو پلٹنوں اور سواروں کے ایک دستہ کو حکم دیا کہ جا کر خزانہ کی حفاظت کریں۔

۱۸ر مئی۔ حسب ذیل شہزادگان باغی افواج کی کمان کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ (۱) مرزا مغل (۲) مرزا خضر سلطان (۳) مرزا ابوبکر (۴) مرزا عبداللہ۔ اجین کی رانی کے پاس سے پیغام ملا اور جواباً اسے لکھ دیا گیا کہ آپ کا دربار میں حاضر ہونا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ سفر مینا کی دو پلٹنیں آج دریائے جمنا کے کنارے پہنچیں اور وہیں مقیم ہوگئیں۔ احکام نافذ کئے گئے کہ خوش آمدید کہنے کی غرض سے ان کے لئے مٹھائی وغیرہ بھیجی جائے۔ علی خان کے پاس بہت سے رنگروٹوں کی درخواستیں آئیں لیکن انھوں نے یہ کہہ کر معافی چاہی کہ مجھے اپنے فرائض کا علم نہیں ہے۔ دو سوار جنہیں چٹھیاں دے کر روانہ کیا گیا تھا، واپس لوٹ آئے کیونکہ راستہ میں گوجروں نے ان پر حملہ کر دیا تھا اور اُن کے گھوڑے چھین لئے تھے اور چٹھیوں کو پھاڑ ڈالا تھا۔ ایک سانڈنی سوار کے ساتھ بھی یہی کیفیت گذری، اُسے نہ صرف لوٹ لیا گیا تھا بلکہ زخمی بھی کر دیا گیا تھا۔

سفر مینا کے صوبہ دار نے بادشاہ کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ میرے انگریز افسر نے میرے سپاہیوں کو میرٹھ ہی میں رہنے کا حکم دیا اور اُن کے انکار کر دینے پر اُن پر گولیاں چلائی گئیں جس کی وجہ سے تقریباً دو سو سپاہی مر چکے ہیں۔ انہوں نے خبر دی کہ باقی ماندہ سپاہی میرے ساتھ دہلی آ گئے ہیں۔ انہیں قلعہ سلیم گڑھ میں خیمہ زن ہونے کا حکم ملا۔ چند مہاجن محبوب علی خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم افواج کے اخراجات برداشت کرنے کی مقدرت نہیں رکھتے اس لئے کہ ہم بہت غریب ہو گئے ہیں۔ مگر انہیں آگاہ کر دیا گیا کہ اگر آپ لوگ سپاہیوں کے اخراجات کی کفالت نہ کریں گے تو بلاشبہ وہ آپ کو لوٹ لیں گے اور بہ جبر آپ کا روپیہ چھین کر لے جائیں گے۔

۱۹ مئی بادشاہ نے دربار منعقد کیا۔ مولوی علی تھانہ دار بھی حاضر تھے اور انھوں نے نذر کے طور پر چند اشرفیاں پیش کیں۔ سکوں پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ سکہ زد برسیم و زر در ہند شاہ و دین پناہ ظلِ سبحانی، سراج الدین بہادر شاہ، دوسری جانب حسبِ ذیل عبارت درج تھی۔ ''سکہ صاحب قرآنی زد بہ تائیدانہ، سایہ یزداں۔ سراج الدین بہادر، بادشاہ''۔ بادشاہ نے مرزا جواں بخت کو خلعت عنایت فرمایا اور انہیں اپنا وزیر مقرر کیا۔ بادشاہ نے باقی

افواج کے ہندوستانی افسروں کو بھی باریابی دی۔ جنھوں نے میرٹھ میں انگریزوں اور ہندوستانی سپاہیوں کی باہمی لڑائی کے واقعات بیان کئے اور کہا کہ الہ آباد کی فوج بھی انگریزوں سے بگڑ گئی ہے جس کی وجہ سے لفٹنٹ گورنر نے شہر کے دروازے بند کرادئے ہیں۔ جن میں سے کوئی شخص بھی بغیر اجازت گذر نہیں سکتا۔ گڑگاؤں کے خزانے کے متعلق خبر ملی کہ اسکا بہت سا حصہ میواتیوں سے چھین لیا گیا ہے اور دہلی آرہا ہے۔ بادشاہ اس خبر سے بہت محظوظ ہوئے اور حکم دیا کہ روپیہ شاہی خزانے میں داخل کردیا جائے۔ خبر ملی کہ مہاراجہ پٹیالہ اپنی فوج سمیت انگریزوں کے ساتھ مل گئے ہیں اور یہ کہ انبالہ سے جو باغی فوجیں آرہی تھیں اُن پر پٹیالہ کی فوجوں نے حملہ کردیا اور اُن کے ہتھیاروں کو اُن سے چھین لیا۔ باغیوں نے اس کا انتقام یوں لیا۔ مہاراجہ پٹیالہ کے بھائی کنور اجیت سنگھ کے مکان پر حملہ آور ہوئے اور انہیں گرفتار کرلیا۔ چونکہ وہ چلنے سے معذور تھے اس لئے اُن کے ملازمین انہیں شاہی محل تک لے گئے۔ بادشاہ اُن کی آمد کی خبر سن کر اُن سے ملنے کے لئے باہر آئے اور اشرفیوں کی نذر قبول کی جسے اجیت سنگھ نے پیش کیا تھا۔ بادشاہ نے نہایت تپاک آمیز اخلاق کے ساتھ اُن کا استقبال کیا اور سپاہیوں کو ڈانٹا اور بتایا کہ کنور صاحب کے تعلقات اپنے بھائی کے ساتھ اچھے نہیں ہیں۔

بادشاہ نے کنور صاحب کے لئے علیحدہ مکان کا بندوبست کردیا۔ نواب اکبر علی خاں والی پاٹودی کے پاس سے ایک عریضہ موصول ہوا جس میں انھوں نے حاضری سے معذوری ظاہر کی تھی۔ انہیں حکم ملا کہ جس قدر جلد ہوسکے دربار میں حاضر ہوجاؤ۔ آج کے دِن ایک درزی کے مکان میں دو یورپین مرد، ایک بچہ اور تین خاتونیں پائی گئیں۔ انہیں باغیوں نے گرفتار کرلیا اور مکان کو تباہ کردیا۔ آج کے دن جامع مسجد میں مسلمانوں نے جہاد کا علم بلند کیا۔ یہ کاروائی دھرمپور کے باشندوں اور شہر کے بدمعاش آدمیوں کی تھی۔ بادشاہ بہت ناراض تھے اور انھوں نے بہت کچھ زجروتوبیخ بھی کی اس لئے کہ اس قسم کی کاروائی ہندوؤں کی علیحدگی کی باعث ہوجائیگی۔

۲۰ رمئی، اطلاع ملی کہ انگریزی فوج آرہی ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی سوار و پیدل فوج کے حواس باختہ ہوگئے۔ وہ اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے اور صلاح و مشورہ کررہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ معلوم ہوگیا کہ یہ خبر سراسر صداقت سے مبرّا ہے۔ جو جاسوس خبریں لینے بھیجے گئے تھے وہ عریاں لوٹ کر آگئے کیونکہ گوجروں نے اُن کو لوٹ لیا تھا اور اُن کے کپڑے بھی اُتروا لئے تھے۔ مولوی محمد سعید نے باریابی چاہی اور بادشاہ سے عرض کیا کہ علمِ جہاد اس لئے بلند کیا گیا ہے، مسلمانوں کے خیالات کو ہندوؤں کے خلاف

مشتعل کیا جائے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ ایسا جہاد بالکل ناممکن ہے اور نہایت بڑی حماقت ہے۔ اس لئے کہ زیادہ تر باغی فوج کے آدمی ہندو ہی ہیں۔ مزید برآں اسکا نتیجہ باہمی خوں ریزی کی شکل میں نکلے گا اور بہت خراب نتائج پیدا کرے گا۔ یہ ظاہر کیا گیا کہ ہندو اگر انگریزوں سے اتحاد کرنے کی جانب داری کرر ہے ہیں اور انہیں مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور ابھی سے وہ علیحدگی کرتے جاتے ہیں۔ ہندو افسروں کا وفد آج بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت کی کہ مسلمان ہندوؤں کے خلاف اعلانِ جنگ کرر ہے ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ جہاد تو صرف انگریزوں کے خلاف ہے۔ میں نے منع کر دیا ہے کہ ہندوؤں کے خلاف جہاد نہ کیا جائے۔ بادشاہ نے مرزا امین الدین احمد خاں اور حسین علی خاں کو چند چیزیں ہدیۂ دیں۔ آج کے دِن چند آدمیوں نے پیتل کی توپ چرانے کی کوشش کی۔ انہین گرفتار کرلیا گیا۔ اور حکم ملا کہ انہیں توپ سے اُڑا دیا جائے۔ تین بجے حکیم احسن اللہ خاں نے عرض کیا کہ سپاہی شہر میں لوٹ مار کرر ہے ہیں اور درخواست کی کہ انہیں شہر بدر کر دیا جائے۔ اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی غرض سے مرزا مغل کو حکم دیا گیا کہ طاقتور دستہ کے ساتھ میرٹھ کی جانب جائیں اور انگریزی فوج پر حملہ آور ہوں۔ آج دو یورپین

خاتون برآمد ہوئی ہیں اور باغیوں کے قبضے میں ہیں۔ جو اسے قتل کرنا چاہتے ہیں مگر اسلامی شرع کی بنیاد پر انہیں پسپا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ بادشاہ نے اس کارروائی کو پسند کیا۔ بعد کو معلوم ہوا فوجوں کو انگریزوں سے جنگ کرنے کے لئے میرٹھ بھیجنے کی کارروائی حکیم احسن اللہ خاں کی اختراع تھی جو شہر کے باغیوں اور سپاہیوں سے پاک رکھنا چاہتے تھے کیونکہ وہ بہت بے قابو ہو جاتے تھے۔

۲۱ر مئی بادشاہ کے بے حد اصرار سے جدید مقرر شدہ افسروں اور شہر کے مہاجنوں نے افواج کی ادائیگی کے لئے لاکھ روپے کا چندہ اکٹھا کیا۔ پنجابیوں اور دوسرے مسلمان سوداگروں نے جنہیں سود لینے کی اجازت نہیں ہے، روپیہ جمع کرنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ تین سوار شہر میں گئے۔ ایک سپاہی نے اُن میں ایک تلوار مانگی۔ جس کی وجہ سے آپس میں تو تو، میں میں ہونے لگی سوار نے بڑھ کر سپاہی کو قتل کر ڈالا۔ سپاہی کے رفقاء بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جنھوں نے اسکی فوری گرفتاری کے احکام نافذ کردیے چنانچہ اسے توپ کے منھ سے باندھ دیا گیا تا کہ بالآخر اسے اُڑا دیا جائے۔ مگر بعد میں اسے معافی دے دی گئی۔ خبر ملی کہ مہاراجہ پٹیالہ نے پوربیوں کی دو پلٹنوں کو اپنی طرف ملا لیا ہے۔ جنھوں نے یہ بھی وعدہ کیا ہے

کہ اپنے تمام رشتہ داروں کے دلوں سے جنھوں نے میرٹھ میں بغاوت کی تھی، بغاوت کی آگ کو فرو کردیں گے۔ اس کی بھی خبر ملی کہ جے پور اور پٹیالہ ہردو باغیوں کو اپنے اپنے علاقے میں رہنے سے روکنے کی تدابیر عمل میں لا رہے ہیں۔ بعض سواروں اور ملنگوں کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ گڑگاؤں میں مارے گئے ہیں۔ بادشاہ نے نواب جھجر کے ایجنٹ غلام نبی خاں کو حکم دیا کہ فوراً آ جاؤ اور اپنے آقا کو دہلی لے آؤ۔ آج قلعہ سپاہیوں سے بھر گیا۔ جو اپنی تنخواہ کے لئے چلا رہے تھے۔ بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ چونکہ کل (۲۲ رمئی) ماہ رمضان کا آخری دن ہے لہٰذا ہندوؤں کے خلاف جہاد کا اعلان ہو جانا چاہئے۔ بادشاہ اور شاہی کونسل نے سخت مخالفت کی اور کہا کہ اکثر باغی ہندو ہیں اور پورے طور سے مسلح ہیں اور یہ کہ وہ بآسانی تمام مجاہدین کو تباہ و برباد کردیں گے۔ اطلاع ملی کہ راجہ ناہر سنگھ والی بلب گڑھ نے پلول تک قبضہ کرلیا ہے۔ تمام یوروپین وہاں سے بھاگ گئے اور موہا کوانی (؟) بلب گڑھ آ گیا ہے۔ بادشاہ نے تمام شہر میں منادی کرادی کہ ہندو اور مسلمانوں کو آپس میں لڑنا نہیں چاہئے۔ ہندوؤں نے جان کے خوف سے اپنے تمام مکانات بند کرلئے ہیں۔ جالندھر سے باغی فوجوں کے دستے شہر میں داخل ہوئے اور اپنی بہادری کے قصے بیان کرتے تھے۔ اور

بتاتے تھے کہ ہم نے افسروں کو کس طرح قتل کر ڈالا۔ بادشاہ آج شاہی جلوس
کے ساتھ نماز ادا کرنے جامع مسجد گئے۔ مرزا مغل بہادر اور مرزا ابوبکر بھی اُن
کی معیت میں تھے۔ آج کے دن شوبھا چند کایستھ کے مکان کو لوٹ لیا گیا۔
ان کے خلاف الزام یہ تھا کہ وہ انگریزوں سے ساز باز رکھتے تھے اور انہیں شہر
کی خبریں بھیجتے رہتے تھے۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ باغیوں نے بہت سا
روپیہ جمع کر لیا ہے اور یہ کہ وہ ۳۲ روپیہ فی مہر کے حساب سے اشرفیاں خرید
رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی اطلاع دی گئی کہ بہت سے باغی جو روپیہ لے کر
بھاگ گئے تھے انہیں گوجروں نے راستے میں لوٹ لیا اور وہ صرف اپنی
جانیں بچا کر شہر میں واپس آ گئے ہیں۔ شام کی پریڈ میں ۲۰۰ سپاہیوں کی کمی
تھی۔ سپاہیوں میں سونے کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ شہر کے بدمعاشوں
نے بہت سے سپاہیوں کو اس طرح سے دھوکہ دیا کہ وہ انہیں ایک محلّہ میں
لے گئے اور انہیں یہ کہہ کر مکان میں بٹھایا کہ ہم جا کر اشرفیاں لاتے ہیں پھر
اُن سے روپیہ لے لیا اور دوسرے دروازے سے چمپت ہو گئے۔ سپاہیوں
نے اس دھوکہ کا بدلہ محلّہ کے بے گناہ آدمیوں سے لیا۔ آج تین بجے کے
قریب نواب صاحب جھجر کے خسر عبد الصمد خاں سو سواروں کے ساتھ
آ پہونچے۔ سپاہیوں کا ایک دستہ خزانہ لانے کی غرض سے رہتک بھیجا گیا۔

۲۳ر مئی۔ ان مظالم کو دیکھ کر جو باغی شہر والوں پر ڈھا رہے تھے حکیم احسن اللہ خاں نے بادشاہ سے کہہ کر ایک حکمنامہ شائع کرا دیا جس میں فوجوں کو اس بنا پر شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ سوائے لوٹ مار اور خونریزی کے اور کچھ نہیں کرتیں۔

جالندھر سے جو فوجیں آئی تھیں انھوں نے اس خزانے کا کچھ حصہ تو آپس میں تقسیم کر لیا جسے وہ اپنے ساتھ لائے تھے اور باقی ماندہ حصہ یعنی اسّی ہزار روپئے شاہی خزانے میں داخل کر دیے۔ مرزا ابوبخش کو توالی گئے اور جو یہودی اور عیسائی قید میں تھے اُن کو مار ڈالنے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ شاہی احکام نافذ ہوئے کہ رنجیت جوہری کے مشورے سے یہ طے پایا کہ پرانے سکّوں کو چلنے سے روک دیا جائے اور اُن کے بجائے نئے سکّے جاری کئے جائیں۔ سپاہیوں نے کنہیا لال حیدرآبادی کے مکان کو لوٹ لیا۔ مگر لوٹنے سے پیشتر کنہیا لال کے ملازمین اور باغیوں میں خوب جنگ ہوتی رہی۔ آخر کار مرزا خضر سلطان کو بذریعہ رشوت اس بات پر آمادہ کیا وہاں جائیں اور اس کی جان بچائیں۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اور اس کی جان بچائی۔ گامی خان بدمعاش کے متعلق آج حکم نافذ ہوا کہ اسے توپ سے اُڑا دیا جائے۔ مگر اس نے بھی رشوت دے کر اپنی جان بچائی۔ نواب میر احمد علی خاں نے بادشاہ کی

ہدایت کے ماتحت حکم دیا کہ شہر کے تمام مہاجنوں اور مالدار اشخاص کو گرفتار کر لیا جائے۔ بالخصوص ان کو جو انگریزوں کے ہوا خواہ ہیں۔ اُن سے باغیوں کے تنخواہ کے لئے روپیہ اینٹھا جائے۔ مرزا محمد علی بیگ مہرولی کے تحصیلدار مقرر ہوئے۔ جیون لال کے مکان اور باغ کو آج باغیوں نے لوٹ لیا اور تقریباً دو ہزار کا مال لے گئے۔ اُن پر شبہ یہ تھا کہ وہ انگریزوں سے ساز باز رکھتے تھے۔

۲۴ مئی۔ بعض خوشامدی آج دربار میں حاضر تھے۔ انھوں نے اطلاع دی کہ تمام انگریز ملک سے چلے گئے ہیں اور یہ کہ سوا کے چند آدمیوں کے میرٹھ میں کوئی انگریز باقی نہیں رہا۔ جنرل عبدالصمد خاں کے پھر نام احکام جاری کئے گئے کہ نواب جھجر کو حاضر کریں۔ اکثر شاہزادگان دربار میں موجود تھے اور انھوں نے بادشاہ کی خدمت میں نذر پیش کیں۔ شام کو عید رمضان کا چاند دِکھائی دینے پر سلامی سر کی گئی۔ اس خبر سے کہ سر جان مٹکاف زندہ بچ گئے اور جھجر سے ہانسی حصار چلے گئے ہیں بہت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

۲۵ مئی۔ بادشاہ نے آج جامع مسجد میں عید کی نماز ادا کی۔ شاہزادگان بھی ہمراہ تھے۔ نماز کی وقت راجہ بلب گڑھ کی طرف سے ایک سانڈنی سوار آیا اور یہ اطلاع دی کہ مہاراجہ نے انگریزی فوج دیکھی ہے۔ جو

سیدھی دہلی کی جانب پیش قدمی کر رہی ہے۔ اس خبر نے بے حد ہیجان پیدا کر دیا۔ سپاہی اور بادشاہ کے مشیر ادھر اُدھر پھر رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ کیا کارروائی اختیار کی جائے اور یہ کہ شہر کو چھوڑ دینا چاہئے یا نہیں۔ دیسی سواروں نے اپنے گھوڑوں کے زین کسنے شروع کر دیے۔ شہر کے بدمعاش اُن کا مذاق اُڑاتے رہے کیونکہ جلد جلد تیاری کرنے میں اُن کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ انگریزوں کی عدم موجودگی میں باغی شیر کی طرح تھے لیکن اُن کی آمد کی خبر سنتے ہی انھوں نے اسطرح اپنے لئے جائے پناہ تلاش کرنی شروع کی جس طرح بلّی کی موجودگی میں چوہا ڈھونڈا کرتا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انگریزی پیش قدمی کی خبر غلط تھی اور یہ کہ سانڈنی سوار کو عید کے جلوس کو دیکھ کر انگریزی ہراول فوج کا دھوکہ ہوا تھا۔ جب ذرا جوش دھیما پڑ گیا تو شہر کے عمائدین بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسا کہ عید کے موقع پر اُن کا دستور تھا۔ محل میں خبر پہنچی کہ جھجر اور باغیوں کے درمیان بمقام رہتک جنگ برپا ہوئی جس میں باغی فتح یاب ہوئے اور یہ کہ وہ اب خزانہ کا کچھ حصہ ساتھ لیکر جسے اُنھوں نے لوٹا تھا، واپس آ رہے ہیں۔

۲۶ ؍مئی۔ آج یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی نے اسلام گڑھ کی توپوں کو کنکروں اور پتھروں سے بھر دیا ہے۔ شبہ حکیم احسن اللہ خاں پر کیا گیا اور اس

الزام پر کہ وہ انگریزوں سے ملی بھگت رکھتے ہیں، انہیں بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ باغیوں نے حکیم صاحب اور محبوب علی خاں دونوں کو قتل کر دینے کی دھمکی دی اور تلواریں بھی میان سے نکال لیں۔ ہر دو ملزموں نے حلف اُٹھائے کہ ہم بے گناہ ہیں اور کہا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ توپوں پر سنتری ہر وقت نگراں رہتے ہیں۔ بادشاہ نے ملزموں کی حمایت کی اور سپاہیوں کے غصہ کو فرو کر دیا۔ سہ پہر کو تین بجے کے قریب ایک صوبہ دار کو شبہ کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا اور اس پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ چند گوجر اس الزام میں قید کر دیے گئے کہ وہ بارود چرا رہے تھے۔ رہتک کے شاہی خزانے سے تقریباً ایک لاکھ روپیہ لایا گیا۔

۲۷ مئی۔ پنجابیوں کی دو پلٹنیں بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوئیں۔ انھوں نے شکایت کی کہ فیروز پور کے صاحبوں نے ہماری پلٹنوں کے چند سپاہیوں کو گولی ماردی ہے اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور ہمیں اپنی حفاظت میں لے لیں تا کہ ہمارا حشر ہمارے ہمراہیوں کا سا نہ ہو۔ انھوں نے بادشاہ سے حفاظت کی ضمانت طلب کی اور کہا کہ اگر حضور ہماری حفاظت نہیں کر سکتے تو ہمیں غیر مسلح ہو جانے کی اجازت دیجئے۔ بادشاہ نے انہیں اپنی حفاظت کا یقین دلایا۔ رہتک سے آنے والی فوجوں نے یہ اطلاع دی کہ

مجسٹریٹ اور کلکٹر کسی نہ کسی ترکیب سے بھاگ کر نکل گئے ہیں۔ اس خبر سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی۔ آج یہ بات معلوم ہوئی کہ دمدموں کی بعض توپوں میں میخیں ٹھونک دی گئی ہیں اور باقیوں میں پتھر بجری اور کنکر بھر دیے گئے ہیں۔ اس سے بہت جوش پھیل گیا کیونکہ اس سے لوگوں کو یقین ہوگیا کہ شہر میں انگریزوں کے چند زبردست دوست موجود ہیں۔ ۲۰۰ کے قریب مسلح سپاہی مسجد میں گئے اور وہاں جا کر شاہی ملازمین پر یہ الزم لگایا کہ وہی توپوں کو خراب کرتے ہیں۔ بادشاہ کے دوستوں نے یہ جواب دیا کہ تمہارا الزام بالکل غلط ہے اور پھر کہا کہ تم کیسے سپاہی ہو کہ تم اپنی توپوں کی پوری طرح حفاظت نہیں کر سکتے۔ یہ شور غوغا دو گھنٹے تک پڑا رہا۔ اس کے بعد جا کر سکون ہوا۔ مصر محمد لال نے ابوبکر پر بے وفائی کا الزام عائد کیا اور کہا کہ یہی توپوں کو بگاڑتا ہے۔ سہ پہر کو تین بجے کے قریب یہ اطلاع ملی کہ ایک حولدار پر توپوں میں کنکر اور بجری بھر دینے کا شبہ کیا جا رہا ہے۔ اسے گرفتار کر کے اسے ایک توپ سے باندھ کر چھوڑ دیا گیا۔ گوجروں کی ایک جماعت ایک میگزین سے بارود اور سامان اسلحہ چراتی ہوئی گرفتار ہوئی۔

۲۸ مئی۔ آج کے دربار میں بادشاہ سے یہ بات بیان کی گئی کہ گوجر پانی پت میں آ گئے ہیں۔ فوجی پولس کی طرف سے جسے شہر کی حفاظت کے

لئے قائم کیا گیا تھا بادشاہ کی خدمت میں ایک بیان پیش کیا گیا کہ رہتک کے خزانے سے جو پونے دو لاکھ روپیہ آیا تھا، اس کی جانچ کی گئی تو بہت سی تھیلیوں میں صرف پیسے ہی برآمد ہوئے۔ باغیوں نے حکیم احسن اللہ پر پھر انگریزوں سے سازش کرنے کا الزام لگایا اور ان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ اِن سے کہہ دیا گیا کہ آپ بادشاہ سے گارڈ کی موجودگی کے بغیر بات چیت نہیں کرسکیں گے۔ نواب محبوب علی خاں کے مکان میں بھی پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تمام رات شور ہوتا رہا اور پریشانیوں کی سی حالت طاری رہی۔ حکیم احسن اللہ خاں اور محبوب علی خاں رات بھر بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ باغیوں کی تنخواہ کے ادائیگی کے بارے میں احکام جاری ہوئے۔ یہ کارروائی محبوب علی خاں کے اشارے سے عمل میں آئی تھی۔ جو پیشگی رقوم سپاہیوں کو دی جا چکی تھی وہ وضع کرلی گئیں۔ سوار کے لئے نو روپے اور پیدل سپاہی کے لئے سات روپے مقرر ہوئے۔ اس پر بہت شور و غوغا بلند ہوا۔ سوار تیس روپے کے حساب سے تنخواہ طلب کرتے تھے اور پیشگی رقوم وضع کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دہلی کی پلٹن کے صوبہ داروں نے اپنی فوج کے لئے سات روپے ماہوار منظور کر لئے۔ اس پر دہلی کی باغی فوج اور میرٹھ کے سواروں میں تکرار ہوئی اور آپس میں خوب گالی گلوج ہوئی۔ میرٹھ کے سواروں نے دہلی کی فوج

پر یہ الزام عائد کیا کہ تم نے لوٹ مار کر کے کافی روپیہ پیدا کر لیا ہے حالانکہ
میں نے اپنے شریفانہ طرز عمل سے لوٹ مار سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ انھوں
نے ۹ روپیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پیدل فوج کے سپاہیوں نے جواب
دیا کہ تم باغی اور بہت خراب آدمی ہو۔ تم نے نہ صرف سب سے پہلے بغاوت
کی اور اُن افسروں کو جن کا نمک تم نے کھایا تھا، مار ڈالا بلکہ دوسروں کو بھی
بغاوت پر آمادہ کیا اور اب تم ہم سے جھگڑا کرنا چاہتے ہو۔ دہلی کے سپاہیوں
نے کہا کہ ہم اپنے کئے پر پشیمان ہیں اور ہم سے یہ غلطی سرزد ہوئی کہ جب تم
دہلی آئے تو ہم نے تمھیں توپ سے نہیں اُڑا دیا۔ جذبات اس قدر مشتعل
ہو گئے تھے کہ ایک دفعہ تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بس اب دونوں میں ٹھن جائے
گی۔ مگر بادشاہ کے ملازمین نے بیچ بچاؤ کرا دیا اور بہت دقت سے فریقین
کے غصہ کو رفع کیا۔ محبوب علی خاں نے سواروں سے وعدہ کیا کہ تمھیں ۲۰
روپیہ ماہوار دیے جائیں گے۔ لاہور اور فیروز پور سے ۲۰۰ کے قریب باغی
دہلی پہنچے۔ ان میں سے کچھ زخمی تھے مگر سب کے سب غیر مسلح۔ انھوں نے
شکایت کی کہ جب ہم زمین پر غیر مسلح اور وردی پہنے بیٹھے ہوئے تھے تو
مہاراجہ پٹیالہ کے سپاہیوں نے ہم پر حملہ کر دیا اور بھاگ گئے۔ انھوں نے
بیان کیا کہ اور لوگ ہم سے زیادہ خراب حالت میں ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ

دہلی آرہے ہیں۔ گوالیار سے ۲۰۰ سپاہیوں کی ایک پلٹن آئی اور کہا کہ ہمیں بھی فوج میں شامل کر لیجئے۔ یہ سپاہی شیخی بگھار رہے تھے کہ ہم نے افسروں کو قتل کر ڈالا ہے۔ چونکہ یہ وردی پہنے ہوئے تھے اور ہر طرح سے مسلح تھے اس لئے شہر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ وہ انگریزی فوج کی ہراول ہے جسے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ باغیوں سے مل جائیں اور انگریزوں کے آنے پر وہ شہر کے اندر باغیوں پر حملہ کردیں۔ بادشاہ کو خبر دی گئی کہ مغل پورہ میں بہت سے یوروپین چھپے ہوئے ہیں، سپاہیوں کا ایک دستہ متعین کیا گیا کہ وہ انہیں ڈھونڈ نکالیں۔ اور قتل کر دیں۔ بادشاہ نے اپنے چند آدمیوں کو بھیجا کہ اگر یورپین مل جائیں تو انہیں محل میں لے آنا، چنانچہ ضروری احکام نافذ ہو گئے۔ سپاہیوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر خوب لوٹ مار کی۔ تین بجے کے قریب بادشاہ کی خدمت میں باغیوں کی فوجی حالت کے متعلق ایک بیان پیش کیا گیا۔ یہ بیان روزانہ پیش ہوتا تھا اور وہ یہ تھا۔

میرٹھ کے سوار

میرٹھ کی پیدل فوج

دو سو پیدل والنٹیر

دو سو فیروز پور کے پیدل سپاہی

دوسوانبالہ پوربیہ پلٹن کے سپاہی

دوسو چالیس جنگی کے پیادے

دوسو گوالیار کی پیدل پلٹن کے سپاہی

سو میرٹھ کی پلٹنوں کے باغی سپاہی

دوسو دہلی کے پلٹنوں کے باغی سپاہی

بادشاہ کی خدمت میں شکایات پیش کی گئیں کہ کوئی نہ کوئی ایسا شخص ہے جو انگریزوں سے خط و کتابت رکھتا ہے۔ بادشاہ سے درخواست کی گئی کہ اس شخص کا کھوج لگانا چاہئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ میرٹھ کے یورپین چاروں طرف سے گھر گئے ہیں اور نقل و حرکت کرنے سے بالکل عاجز ہیں اور جو باغی اُن کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ اُن کو پھانسی دیدیتے ہیں۔ کنور وزیر علی کاں کے متعلق اطلاع دی گئی کہ وہ مورچوں کو روزانہ دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ خبر ملی کہ گوالیار اور اکبر آباد سے فوجی دستے شہر میں آنے والے ہیں اور یہ خبر ملی کہ کچھ یوروپین سپاہی کرنال پہنچ گئے ہیں۔ باغی سپاہیوں کے کمان افسر نے بیان کیا کہ میں نے کل انگریزی کی فوجوں پر حملہ کرنے کے انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔

۲۹ رمئی۔ حکیم احسن اللہ خاں اور محبوب علی خاں پر باغی فوجوں کے

افسروں نے آج حملہ کر دیا۔ کیونکہ محل کے اناج خانہ میں گولے بارود کی کچھ مقدار پائی گئی تھی جس کی نسبت یہ گمان کیا گیا تھا کہ وہ انگریزوں کو بھیجی جانے والی ہے۔ باغی بہت دیر تک غل مچاتے رہے۔ اُن کا کہنا یہ تھا۔ بادشاہ کی بیگم زینت محل اور محمد حیدر علی خاں دونوں نے مل کر یہ کارروائی کی ہے۔ بعد میں اُن کے غصے کو فرو کر دیا گیا۔ آج ایک یورپین کو قلعہ میں لایا گیا جو قدسیہ باغ میں برآمد کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے اس کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ سر جان لارنس ہے کیونکہ اس کی پیٹھ پر زخم کا نشان ہے لیکن جب اسکے کپڑے اُتارے گئے تو زخم کا کوئی نشان موجود نہ تھا۔ خونیوں نے اس بدبخت کی زندگی کے کپڑے بھی اُتار لئے۔ یہ شخص ہندو منجم کے بھیس میں تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جنتری تھی اور گمان یہ تھا کہ وہ جاسوس ہے۔ تحقیقات کی گئی کہ کل کس آدمی کے حکم سے اناج کی گاڑیاں جن میں گولا بارود رکھا ہوا تھا، بھیجی گئی تھیں۔ شبہ مرزا ابوبکر پر تھا۔ بہادر گڑھ کے رئیس بہادر جنگ خاں نے چار اشرفیاں نذر میں پیش کیں۔ پیدل فوج کی دو پلٹنوں نے اور دو سو سواروں نے میرٹھ جاتے ہوئے سلیم پور میں قیام کیا۔

۳۰ رمئی۔ جو فوجیں سلیم پور تک گئی تھیں وہاں پر انھوں نے فساد مچا دیا۔ اور یہ بہانا کر کے لوٹ آئیں کہ ہماری رسد کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا

گیا ہے۔ یہ خبر ملی کہ یورپینوں کا چھوٹا سا دستہ نہر ہنڈن کے کنارے خیمہ زن ہے اور پُل کی حفاظت کا قصد رکھتا ہے۔ ایک سوار جاسوس جسے یورپینوں نے زخمی کر دیا تھا یہ خبر لایا لیکن وہ زخموں سے جانبر نہیں ہوسکا۔ انگریزوں سے لڑنے کے لئے فوجیں باہر بھیجی گئیں۔ تین بجے کے قریب دربار کے موقع پر مہاراجہ پٹیالہ نے میر حسن علی پر یہ الزام لگایا کہ وہ انگریزوں سے خط و کتابت کرتے ہیں۔ مہاراجہ پٹیالہ نے جو تکالیف باغیوں کو دی تھیں اُن کا بدلہ اُن کے وکیل سے لیا گیا۔ شام کے وقت یہ خبر ملی کہ نہر ہنڈن پر انگریزوں سے جھڑپ ہوئی ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ باغیوں سے توپخانہ چھین لیا گیا ہے اور توپچی بھاگ گئے ہیں۔ انگریزوں کا نشانہ ایسا اچھا تھا کہ بہت سے باغی جہنم واصل ہوگئے اور بہت سے پرندوں کی طرح اُڑ کر شہر میں آ گئے۔ رات کے وقت بہت سے زخمی سپاہیوں کو ڈولیوں میں بٹھا کر لایا گیا۔ دہلی کے ہندوؤں نے جنہیں باغیوں سے بے حد تکالیف پہنچی تھی، اس خبر پر اظہارِ خوشی کیا کیونکہ اب یہ شریر سپاہی ادھر اُدھر مارے مارے پھر رہے تھے اور اُن کی بہادری اور مردانگی سب رخصت ہوچکی تھی۔ انگریز اب ان کے بجائے آ رہے تھے۔ بادشاہ نے باغیوں کی مدد کے لئے محفوظ فوج بھیجی۔ مرزا ابوبکر نے جو اسکے کمان افسر تھے آ کر خوب شیخی بھگاری کہ میں نے میدانِ جنگ

میں یہ یہ بہادری دکھائی۔ سننے والوں کو یقین تھا کہ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں۔ بادشاہ بہت مضطرب تھے۔ تمام رات بیٹھے بیٹھے کاٹ دی۔ اُن کے مشیر اور درباری خوشامدی بھی حالات کی تبدیلی پر بحث کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے مشورے کر رہے تھے۔

۳۱ رمئی۔ نہر ہنڈن سے سواروں کے چند دستے آئے اور بڑا چھوٹا جو آدمی انہیں ملا اسے سلسلہ رسل و رسائل کے لئے پکڑ لیا۔ شہر میں اس وجہ سے ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوگئی۔ لوگوں نے اس ظلم کا بزور اسلحہ مقابلہ کیا۔ دو تین یورپین، عیسائی اور یہودی آج برآمد ہوئے۔ انہیں کوتوالی لے گئے۔ اور حسب معمول قتل کر ڈالا۔ پیدل فوج کے صوبہ دار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل کے معرکہ میں بہت سے مسلمان مقتول ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ سب کے سب شہید ہیں۔ کیونکہ وہ جہاد میں کام آئے ہیں۔ سپاہیوں کے طرز عمل کے متعلق تحقیقات کی گئی۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ جونہی باغیوں پر انگریزوں کی طرف سے باڑ ماری گئی ان کی ہمت جاتی رہی اور وہ بھاگ کر شہر کی طرف لوٹنے لگے۔ حاضرین میں سے کسی نے بیان کیا کہ تین سو انگریز اور ایک دیسی پلٹن انبالہ سے زبلہ پہنچ گئی ہے۔ اطلاع ملی کہ دو ہزار کے قریب سپاہی موال (؟) میں ہیں اور باغیوں سے ملنا چاہتے ہیں۔ کسی

نے یہ بات بھی بیان کی کہ اس فوج کے پاس تیرہ یورپین توپچی بھی قیدی کی حیثیت سے ساتھ تھے کیونکہ سپاہیوں نے ان کی توپوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ بادشاہ کو خبر دی گئی کہ چند زخمی سپاہی نہر ہنڈن سے واپس آئے ہیں اور اپنے مال غنیمت کی شیخی بگھار رہے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انگریز نہر ہنڈن کی ایک جانب خیمہ زن تھے اور چونکہ سپاہی ان کا مقابلہ کرنے سے معذور رہے، لہٰذا وہ واپس چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً ایک ہزار سپاہی اپنی وردیاں پھینک کر فقیروں کے بھیس میں اپنے اپنے گھر چل دیے ہیں۔ دمدموں میں بہت کم توپچی موجود تھے۔ سپاہی کوکا گڈی (؟) گاؤں میں سے گزرے اور بعد ازاں اسے آگ لگا دی۔ یورپین فوج آج پورے اطمینان کے ساتھ خیمہ زن ہوگئی۔ سپاہیوں کے پاس پانی ٹھہر گیا ہے۔ بادشاہ کمسریٹ سے پانی طلب کر رہے ہیں۔ سپاہی بھوکے پیاسے اور پریشان حالت میں شہر کو لوٹے۔ خبر ملی ہے کہ ہانسی اور کرنال کی فوجیں انگریزی کیمپ کی جانب پیش قدمی کر رہی ہیں۔

انقلاب ۱۸۵۷ء کی کہانی
جیون لال کی زبانی

(یکم جون ۱۸۵۷ء تا ۱۴؍ستمبر ۱۸۵۷ء)

ماخذ:

سرگذشت دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۵ جلد ۱

مطبوعہ ۵ مئی ۱۸۵۸ء روز چہار شنبہ

سرگذشت دہلی، ایام دربار بادشاہی

یکم جون ۱۸۵۷ء میں حکم ہوا کہ مکانات جے سنگھ پورہ[۱] کے صاف کئے جاویں اور جو گوجر اور میواتی وہاں رہتے ہیں نکال دیے جاویں اور پچھمن سنگھ مختار مہاراجہ جے پور کا وہاں ٹھہرے۔ چند ارابہ محمولہ شیرینی سپاہیوں کے واسطے مورچوں پر بھیجی گئی مگر جو مسلمان سپاہیوں نے اپنا ہاتھ گاڑیوں[۲] میں لگا دیا تھا، اس واسطے ہندوستانیوں نے انکار کیا کہ ہم نہ لیں گے اور وہ اسی وقت شہر میں آئے اور بلا ادائے ایک حبہ حلوائیوں سے مٹھائی لی۔ چند افسر اور سپاہیوں نے میر حسن علی[۳] وکیل مہاراجہ پٹیالہ کو حضور شاہ دہلی میں حاضر کیا اور عرض کی کہ دہلی کی خبریں انگریزوں کو پہونچاتا ہے۔ اب جیسا کہ اس کے

---

۱ ''مخطوط روزنامچہ نمبر ۱۳۴'' صفحہ نمبر ۲ جگہ پورہ، ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۲۶، جھومک پور، ''مشکاف'' صفحہ ۱۰۹، جھومک پور، صحیح ''جے سنگھ پورہ''
(اب یہ نئی دہلی کا ایک محلہ بن چکا ہے)

۲ ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۲۷، رکابیوں، ''مشکاف'' صفحہ ۱۱۰ Dishes صحیح۔ رکابیوں،

۳ ''غدر کی صبح وشام''۔ صفحہ ۱۲۷ و ''مشکاف'' صفحہ ۱۱۰ کے مطابق ''منیر چوکلی'' صحیح میر حسن علی۔

واسطے حکم ہو عمل میں آوے۔ جواب میں بادشاہ کے وکیل نے کہا کہ جو تمہارے جی میں آوے اس کا علاج کرو۔ راجہ ناہر سنگھ والی بلم گڑھ[1] نے ایک عرضی بدیں مضمون ارسال کی کہ میں نے گیارہ سپاہیوں کو قید کیا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو جاتے تھے اور دو ہزار روپیہ کی اشرفیاں ان کے پاس ہیں۔ اس پر حکم ہوا کہ سپاہیوں کو قید کرو اور اشرفیوں کو تا صدور حکم ثانی امانت رکھو۔ افسر سپاہیوں کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ پانچ سپاہی جو بھاگ کر اپنے گھروں کو جاتے تھے، کشن داس کے تالاب پر گوجروں نے ان کو لوٹ لیا اور ایک سپاہی کو کسی شخص نے جمنا پر مار ڈالا۔ بریلی سے اسی تاریخ یہ خبر آئی کہ میرٹھ میں فساد ہو گیا اور دہلی میں انگریز مارنے گئے۔[2] (تو دونوں رجمنٹ کے ہندوستانی افسروں نے اپنے اپنے رجمنٹ کے سپاہیوں سے پوچھا کہ اب تمہارا ارادہ کیا ہے، بہ جواب اس کے انھوں نے کہا کہ ہم کو بہر صورت تابعداری اور فرماں برداری کمپنی کی منظور ہے۔ دوسری تاریخ ماہ مذکورہ بالا کو تمام سپاہی دہلی کے دربار میں جمع ہوئے۔[3] اور نالش کی کہ تمام

---

[1] ''مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴'' صفحہ ۳، برلب گڑھ، صحیح بلب گڈھ (بلب گڈھ دہلی سے متصل ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو تقریباً دو سو مربع میل تھی۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں معاونت کے جرم میں یہاں کے راجہ ناہر سنگھ کو پھانسی دے دی تھی اور ریاست ضبط کر لی تھی۔ ملاحظہ ہو ''امپریل گزیٹیر، جلد دوم'' صفحہ ۱۶، صفحہ ۱۷، ''رضوی'' صفحہ ۳۶۶

[2] ''غدر کی صبح و شام'' صفحہ ۱۲۷ ''بریلی سے محل میں یہ خبر پہونچی کہ میرٹھ میں انگریز قتل کر دیے گئے ہیں''۔

[3] قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں درج نہیں ہے۔

دوکانیں شہر کی بند ہیں۔ آٹا ہم کو کھانے کو نہیں ملتا۔ حکم ہوا کہ دوگارد سپاہیوں کی شہر میں واسطے کشادہ کروانے دوکانوں بھیجی جائیں اور دو دو سپاہی ہر ایک بازار میں واسطے حفاظت دوکانداروں کے متعین ہوں۔ پٹیالہ سے خبر آئی کہ دو رجمنٹ جو مہاراجہ صاحب بہادر نے واسطے امداد انگریزوں کو بھیجی ہیں وہ باغی ہوگئیں اور تمام افواج مہاراجہ کی انگریزوں کے برخلاف ہے اور مہاراجہ سے عرض کیا ہے کہ آپ کو شایاں نہیں ہے کہ انگریزوں کی مدد کریں اور سپاہیوں سے جو اپنے ایمان اور مذہب کے واسطے لڑتے ہیں برخلاف ہوں اور پہلے بھی آپ نے پنجاب کی لڑائی میں انگریزوں کو رسد دی ہے مگر اس کا عوض آپ کو کچھ نہیں ملا (بلکہ کلکتہ میں آپ کے مقدمے کی تجویز بھی ہوئی[۱]) شاہ دہلی نے سب عام اور خاص کے واسطے احکام جاری کیا کہ جس شخص کو درخواست یا عرضی حضور والا میں گزرانی ہو، معرفت حکیم احسن اللہ خان اور نواب محبوب علی خان کے داخل کرے۔ زور آور سنگھ[۲] اور گردھر لال[۳] ساہوان اعظم طلب ہوئے، حکم ہوا کہ تین لاکھ روپیہ داخل کرو اور در صورت عدم ادخال زر مذکورہ ان کے گھروں کی بربادی کی جاوے گی۔ ساہوکاران نے اقرار کیا کہ دو لاکھ کئی ہزار روپیہ کل حاضر کریں گے۔ حکم

---

۱ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں قوسین میں دی گئی سطر درج نہیں ہے۔
۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۲۸ اور ''مشکاف'' صفحہ ۱۱۱ کے مطابق گروار سنگھ صحیح زور آور سنگھ
۳ 'غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۲۸ و ''مشکاف'' صفحہ ۱۱۱ کے مطابق گردھاری لال، صحیح ''گردھاری لال''۔

بربادی ہماری کا ملتوی رہے۔ خبر آئی کہ پچاس کشتیاں نمک اور شکر کی جو آگرہ سے آتی تھیں، دریا میں غرق ہوئیں اور چار رجمنٹ گوروں کی مع توپ خانہ اسپی اور توپ خانہ کلاں کسولی اور انبالہ کے مقام سے کرنال میں پہنچی (اور وہاں سے بہ موجب حکم کے میرٹھ کو روانہ ہوئی[۱]) یہ سنا گیا تھا کہ انگریزوں نے مہاراجہ صاحب والی پٹیالہ سے مدد خانگی طلب کی تھی۔ اس کے جواب میں مہاراجہ صاحب نے کہا کہ چھ آنے۔ جو بابت قسط ہم آپ کو دیتے ہیں، وہ موقوف ہو جاوے تو ہر طرح ہم حاضر ہیں۔ اس کے موافق مہاراجہ صاحب نے رجمنٹ سواراں و پیارگان بھیجی اور دو رجمنٹ انگریزوں کے ساتھ واسطے انتظام رہتک کے گئیں۔ تمام بنیوں کو طلب کر حضور شاہ دہلی سے حکم ہوا کہ چار من آٹا[۲] اور بیس سیر دال اور نمک فی دوکان جمع کرو۔ بنیوں نے حسب الارشاد کے سب سامان رسد کوتوالی میں بھیج دیا۔ بادشاہ نے مرزا مغل اور مرزا ابوبکر اور مرزا عبداللہ کو بلایا اور فرمایا کہ تمہاری صورت دیکھنا نہیں چاہتا کیونکہ تم مورچوں پر سپاہیوں کے ساتھ جاتے ہو اور تم یاد رکھو کہ انگریز فتحیاب ہونگے اور تم پھانسی پاؤ گے[۳]۔ باقی آئندہ از آفتاب عالم

---

۱ غدر کی "صبح و شام اور منکاف میں" رجمنٹ کے میرٹھ روانہ ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

۲ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں آٹے کی مقدار درج نہیں ہے۔

۳ اس جگہ پر مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں یکم جون کی روداد ختم کر دی گئی ہے اور آئندہ کے احوال ۲، جون کے تحت درج کیے گئے ہیں جبکہ منکاف میں صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲ پر یہ تفصیل یکم جون کے تحت ہی درج ہے۔

تاب۔

۱۹رمئی ۱۸۵۸ء۔ بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی، ۲رجون اور جو میرے سے پوچھو تو میں کفنی پہن کر ایام زندگی کو کسی باغ میں گزران دوں گا۔[1]

افسران سپاہی باغی نے اسی تاریخ یہ سنا کہ انگریز اور راجہ ناجہ اور راجاؤں کی فوج چاروں طرف سے میرٹھ میں مجتمع ہوئی ہے۔ اس واسطے انھوں نے بھاری بھاری توپیں میگزین سے نکال کر دہلی کی فصیل پر چڑھا دیں اور چند گولے سر کئے۔ دوکانداروں کو ان کی آواز سے کمال خوف ہوا اور فوراً اپنی دُکانوں کو بند کر کے اپنے گھروں کو چلے گئے اور دروازوں کے کواڑ بند کر لئے۔ سیٹھ لکشمی چند رئیس متھرا کے گماشتہ نے بیان کیا کہ شرف الحق کوتوال سابق دہلی کا آگرہ میں پہونچا اور باریاب ملازمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر ہو کر تمام مفصل حال بغاوت اور ہونا قتل انگریزوں کا اور

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۲۸ پر یہ عبارت اس طرح ہے۔ "رہی میری قسمت تو وہ اس شعر کے مطابق ہے: "کفن پہن کر زندگی کے ایام، کسی باغ میں گذران دونگا"۔

حاشئے میں مترجم نے ایک نوٹ لکھا ہے "دو شعر جوں کا توں درج کر دیا گیا ہے اور اسے موزوں لکھنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔" (میرے خیال میں یہ شعر نہیں ہے کیونکہ یہ کسی بھی طرح سے موزوں نہیں ہے اور بہادر شاہ ظفر جیسے قادرالکلام شاعر سے ایسا ناموزوں شعر کہنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ درخشاں تاجور)

بربادی شہر کی جو مسلمانوں کے ہاتھ سے وقوع آئی معروض کی بجواب اس کے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے فرمایا کہ بروقت آنے انگریزی فوج کے وہ سب لوگ اپنے اعمال بد کے سزا پاویں گے گماشتہ مذکور نے یہ عرض کیا کہ سرکار انگریزی نے سیٹھ صاحب سے پچیس لاکھ روپیہ واسطے خرچ لڑائی کے طلب کیا ہے فقط۔

۳؍جون ۱۸۵۷ء کو تمام سرداران شہر دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور مجرا بجا لائے حکیم احسن اللہ خاں[۱] نے کہا کہ ۱۹؍جیٹھ[۲] کو ۹ رجمنٹ پیادگان گورہ اور تین رجمنٹ سواران گورہ ان کے مقابلہ کو مع بھاری اور ہلکی توپوں کے واسطے سرکرنے مفسدان بغاوت شعار انبالہ[۳] سے روانہ ہوئی ہیں سو وہ علی پور میں پہونچی۔ اس واسطے سپاہیان باغی نے شہر سے باہر چند مورچال تیار کئے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہاں کہاں، عرض کیا کہ ایک تو دمدمہ انھوں نے دھیرج کی پہاڑی پر اور دوسرا گنبد پر کہ جو متصل چھاونی کے ہے اور تیسرا پرتوسہ پر کہ جو متصل باغ محلدار خان کے ہے اور چوتھا سلیم پور پر اور ایک رجمنٹ سپاہیان کی ان دمدموں پر تعینات ہے۔ یقین ہے کہ اب

---

[۱] غدر کی "صبح وشام اور منکاف میں حکیم احسن اللہ خاں کا نام درج نہیں ہے۔

[۲] غدر کی صبح وشام اور منکاف میں تاریخ حذف کردی گئی ہے۔

[۳] غدر کی صبح وشام اور منکاف میں انبالہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

بہت جلد لڑائی شروع ہو جاوے۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ دو رجمنٹ جو لاہور سے معین تھیں ان میں بھی کچھ آثار بغاوت بخوف ایمان ظاہر ہوئے ہیں۔ لہٰذا سر جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر پنجاب نے ہتھیار ان کے چھین لئے اور چیف کمشنر صاحب بہادر بسواری ڈاک واسطے مشورہ کے پٹیالہ کے مہاراجہ صاحب کے پاس آئے تھے اور بعد مشورہ کے لاہور کو واپس تشریف لے گئے۔ سنتے ہیں کہ پنجاب میں امن وامان اور چین جان ہے۔
حسب الحکم شاہ دہلی کے یہ مشتہر کیا گیا کہ میگزین میں لاکھ روپیہ کا اسباب ہے۔ کوئی شخص بلا حکم مرزا امین الدین خاں سپہ سالار فوج کے واسطے لانے ہتھیار کے نہ جانے پاوے۔ چند مغل حضور شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم نے دین کا جھنڈا کھڑا کیا اور اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جہادی لوگ بہ امداد سپاہیان افواج انگریزی سے لڑیں گے۔ اسی روز ۹ بجے کی شب کو چھاونی کے تمام گھروں اور بنگلوں میں آگ لگا دی گئی۔ گوجر زمیندار غازالدین نگر اور پونا وغیرہ سات گاؤں کو حکم ہوا کہ کوئی افواج ہمراہی انگریز ان کو رسد نہ دینے پاوے مگر جہاں کہیں انگریز ملے اس کو قتل کریں اور اس کے عوض میں گاؤں کی زر مالگذاری اور لوٹ معاف ہوگی اور (ہر گاؤں کے زمیندار کو نقارہ اور نشان مرحمت ہوا تا کہ وہ پہچانے جاویں کہ خیر خواہ اور

بندگان شاہ دہلی ہیں۔[1]) اسی دن یہ بھی خبر آئی کہ تین رجمنٹ سپاہیان باغی کی انگریزوں نے مقام فیروز پور میں اُڑا دیں۔ ۴رتاریخ ماہ مذکورہ جمیع ساہوان شہر حسب الحکم شاہ دہلی حاضر ہوئے اور لاکھ روپیہ داخل خزانہ عامرہ کیا اور عرض کی کہ باقی لاکھ روپئے دو چار دن کے عرصہ میں حاضر حضور ہوگا۔ بادشاہ کو خبر پہونچی کہ سپاہیان نے پل نہر کا کہ جو متصل سبز منڈوی[2] کے واقع تھا توڑ دیا اور اس جگہ مورچے اپنے قائم کئے تھے۔ امین الدین خان جو واسطے ہوا کھانے کے جلوس سے مع نوبت اور نشان گئے تھے، واپس آئے۔ ایک کہار حصار سے اسی تاریخ دہلی آیا اور اس نے بیان کیا کہ ۵ کمپنی سپاہیان کی جو تعینات تھی بگڑ گئی اور اس کے ساتھ تین سو میواتی ہیں اوّل انھوں نے صاحب کلکٹر حصار کو قتل کیا اور خزانہ سرکاری اور میگزین لوٹا اور اب وہ دہلی میں آنا چاہتے ہیں۔

اس کے تھوڑی دیر بعد دو سوار حاضر ہوئے اور انھوں نے بھی اس خبر کی صداقت کی اور عرض کی یہ سپاہی معہ خزانہ آتے ہیں اور ہم انہیں باولی

---

[1] زمینداروں کو نقارہ و نشان مرحمت ہونے کا ذکر "غدر کی صبح و شام" میں نہیں کیا گیا ہے۔ "منکاف" میں بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔

[2] "مخطوط روزنامچہ ۱۳۴" "نی منڈی، صحیح سبزی منڈی (سبزی منڈی دہلی کا ایک بڑا آباد بازار تھا۔ جب انقلابیوں نے افسران پر حملہ کیا تھا تو تمام رجمنٹ کے سپاہی بھاگ کر اسی بازار میں اکٹھا ہونے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ کنھیا لال صفحہ ۴۹، بشیر الدین، حصہ دوم صفحہ ۴۹۵)

کی سرائے[1] اچھوڑ آتے ہیں۔ حضور سے حکم ہو کہ کچھ سوار واسطے حفاظت خزانہ مذکورہ بھیجی جاویں اسی وقت حکم ہوا کہ سوار جلد جاویں اور بوقت ۸ بجے شب کے دو پیٹی محمولہ خزانہ و چند گاڑی پر از اسباب مع ۵ کمپنی اور ۳۰ میواتی کے قلعہ میں داخل کرو اور سپاہیوں کو حکم ہوا کہ جیل خانہ میں لاہوری دروازہ کے باہر ٹھہریں۔ اسی روز ایک چوبہ متھرا سے آیا اور اس نے بیان کیا کہ رجمنٹ سپاہیان باغی متھرا کا خزانہ لوٹ کر دہلی کو آتے ہیں اور کمپنی کی عملداری میں تخلل و بے بندوبستی ہو گئی ہے۔[2] فقط

از آفتاب عالم تاب ۲۶ رمئی ۱۸۵۸ء۔ ۵ رجون ۱۸۵۷ء کو حکم ہوا کہ کچھ بنئے اور حلوائی واسطے رسد رسانی سپاہیان مقیم جیل خانہ میں بھیجے جاویں اور گارد سپاہیوں کا مکھن لعل کے گھر متعین ہوا۔ ایک شقہ بنام نواب عبدالرحمٰن والی جھجر کے بدیں مضمون جاری ہوا کہ حضور نے لباس فقیرانہ زیب تن کیا۔ تم کو حکم ہوتا ہے کہ مع اپنی فوج کے دہلی میں حاضر ہو اور جس طرح ہو سکے حضور کو بخیریت تمام قطب صاحب پہونچا دو اور اپنا انتظام اور

---

[1] بادلی کی سرائے دہلی سے شمالی سمت پانچ میل دور علی پور اور دہلی کے درمیان تقریباً وسط میں واقع تھی۔ اس جگہ کو بندیل کی سرائے یا جھڑولہ بھی کہا جاتا تھا۔

ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۲۷۸، ''بشیر الدین'' (حصہ دوم) ''صفحہ ۱۵۰، رضوی صفحہ ۲۷۵، صفحہ ۳۵۱، جان کے ۱۴۳

[2] ''مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴''، ۴ رجون کی روداد یہیں ختم ہو گئی ہے جبکہ ''غدر کی صبح و شام'' صفحہ ۱۳۰۔۱۳۱ اور منکاف صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴ پر تھوڑی تفصیل اور دی گئی ہے۔

حکومت کرو۔ اسی روز ایک برہمن دلاپور سے آیا اور اس نے بیان کیا کہ جب سپاہی اپنی چار توپ[1] چھوڑ کر دہلی کی طرف بھاگے تو گوجروں نے توپوں کے بیل پکڑ لیے لیکن انگریزوں نے ان سے بیل چھین لیے اور توپوں کو میرٹھ لے گئے۔ (ایک لاکھ روپیہ جو ساہوان نے داخل کیا تھا وہ ملازمین قدیم شاہی کو تقسیم کر دیا گیا۔ اسی تاریخ کو جو کمپنی سپاہیوں کے بہ ہمراہ کئی سو سواران باغی متھرا سے مع خزانہ دہلی میں داخل ہوئیں ان کے بیان سے دریافت ہوا کہ انھوں نے چار لاکھ روپیہ متھرا سے لوٹا۔ بعدہ شہر میں لوٹ کر کے بہ سرعت گھاٹ دریا جمن پر پہونچی اور تین لاکھ روپیہ مع پانچ سیر گھی وہاں رکھ کے آگ لگا دی۔ پھر ان روپیوں کو متھرا کے چوبوں نے لوٹ لیا[2])

ایک حولدار جس کے گلے میں سونے کا کنٹھا تھا اور کچھ روپیہ بھی اس کے پاس تھا وہ انگریزی کمپنی سے جو علی پور میں مقیم تھا دہلی میں آیا اور سپاہیوں سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ انگریزوں سے صلح کر لو۔ یہ سنتے ہی سپاہی بہت غصہ ہوئے۔ پہلے تو اس کا کنٹھا اور زر نقد چھینا اور اس کو قلعہ کے لاہوری دروازے پر لے جا کر قتل کیا۔ کچھ سپاہیوں نے یہ سنا کہ لچھو سنگھ تھانہ دار

---

[1] "غدر کی صبح و شام" اور "مشاف" میں توپوں کی تعداد درج نہیں ہے۔

[2] "غدر کی صبح و شام" اور "مشاف" میں قوسین میں دیے گئے واقعات کا ذکر نہیں ہے۔

علی پور کا انگریزوں کو رسد پہنچاتا ہے اس واسطے وہ اس کے گھر محلہ کوڑیا پل محلات شہر دہلی میں گئے۔ اس کے دونوں بھائیوں کو گرفتار کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم محض بے گناہ ہیں۔ مدت ہوئی کہ لچھو سنگھ ہم سے علاحدہ ہو گیا ہے۔ ہم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں اس پر ہمسایہ کے لوگ بلائے گئے اور ان کی شہادت سے وہ دونوں بھائی رہا ہوئے۔

۶/ جون ۱۸۵۷ء کو بادشاہ سے یہ عرض کی کہ تمام ملازمان قدیم کی تنخواہ تقسیم ہو گئی۔ بادشاہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے۔ ایک گاڑی بان سے مفہوم ہوا کہ فوج راجہ پٹیالہ اور راجہ جیند اور انگریزوں کی انبالہ سے علی پور تک برابر دکھائی دیتی ہے اور بھاری بھاری توپ پھلور کی میگزین سے ہاتھیوں پر اور گاڑی بان محمولہ میگزین چلے آتے ہیں۔ افسران سپاہی نے شاہ سے عرض کی کہ شہر میں افواہ ہے کہ آج رات انگریز شہر میں داخل ہوں گے۔ اس واسطے فوج موروچوں پر بھیجی جاویں۔ بادشاہ نے اس بات کو بہت پسند کیا اور حکیم احسن اللہ خاں کو حکم دیا کہ رسد موروچوں پر بھیجی جاوے۔ حکیم مذکور نے سو من آٹا اور دال معرفت دیوان مل مودی[۱] کے مورچال پر بھیجدیا۔ ایک ساہوکار کی چھٹی لاہور سے بنام گھیسا رام اور تارا چند آئی اس سے واضح ہوا کہ اب وہاں امن و امان ہے۔ دہلی دروازہ پر بہت سے دوکانداروں کو

---

[۱] ''منکاف'' صفحہ ۱۱۵، Dwal ji Baniyah، صحیح۔ دیوانی مل مودی۔

باغیوں نے دوکان پر سے اُٹھا دیا اور ان کے اسباب کو اپنے قبضہ میں کر کے وہاں بود و باش کی۔ شہر کے تھانہ دار نے بنیوں کو بلا کر حکم دیا کہ اسباب رسد تیار رکھیں۔ سپاہیوں کے افسروں نے بادشاہ کے حضور عرض کیا ۲۴ ضرب توپ[1] بھاری دمدموں پر بھیج دی گئیں اور یہ بیان کیا کہ ہانسی سے خزانہ آتا ہے۔ چار بجے رات کے خبر آئی۔ تین رجمنٹ سپاہیان اور چند ہزار میواتی مع بھاری توپوں کے دمدموں پر انگریزوں سے مقابلہ کرنے کو موجود ہیں اور سنا ہے کہ انگریزوں نے تین لاکھ روپیہ ساہوان پانی پت اور کرنال سے قرض لیا ہے۔ پٹیالہ اور انبالہ اور کیتھل میں یہ مشہور ہے کہ افواج شاہ دہلی مقامات مذکورہ بالا کے تاخت و تاراج کرنے کو آتی ہے اور تمام پل ان مقامات کے کہ جہاں مورچے لگے ہوئے تھے، سپاہیوں نے توڑ ڈالے فقط باقی آئندہ۔

۲ر جون ۱۸۵۸ء، از آفتاب عالم تاب نے جون کے قریب چار سو مسلمان اور مغل دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ عرض کی ہم نے دین کا جھنڈا کھڑا کیا ہے اور اب ہم انگریزوں سے مقابلہ کرنے کو جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر دمدمہ پر چلے گئے۔ اسی تاریخ کو قریب ساڑھے چار سو سوار کے لکھنؤ سے آئے۔ ان کے افسروں نے بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ دو

---

[1] "غدر کی صبح و شام" اور "مکاشفات" میں توپوں کی تعداد درج نہیں ہے۔

رجمنٹ سپاہیان پیادہ[1] اور ایک سو سواران کے جو کہ لکھنؤ میں ہے، فتحیابی حضور کی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اسی وقت بازار اور تمام میگزین اور خزانہ لکھنؤ کا لوٹ لیا اب وہ دہلی کوتوالی میں ہیں۔ ۷۰ سوار علی پور[5] سے آئے اور بیان کیا کہ فوج شاہی نے انگریزوں کے دمدموں پر حملہ کر کے غنیم کو تین کوس[2] بھگا دیا۔ شہر کے سب حلوائیان کو معرفت تھانہ داران کے حکم دیا کہ ہر ایک حلوائی پچیس[3] روپئے کی مٹھائی تیار کر کے دمدموں پر سپاہیوں کے واسطے بھیج دیں اور بہت سے (نخود دبریاں بھی بھیجے گئے[4]) ایک رجمنٹ سپاہیان مقیم آگرہ کو دریافت ہوا کہ انگریزوں کا ارادہ ان کو اُڑا دینے کا ہے۔ اس واسطے وہ منحرف ہوگئی اور جس کو انھوں نے پایا قتل کیا اور لوٹ لیا۔ اب دہلی کو چلے آتے ہیں اور یہ بھی سنا کہ انگریزوں نے چند مواضعات میں آگ لگا دی اور چار معزز زمینداروں کو اس باعث سے کہ انھوں نے ایک میم سے کچھ بے ادبی کی تھی، پھانسی دے دی۔ ۱۶ گاڑی رسد کی جو کہ میرٹھ سے انگریزی فوج

---

۱ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں توپوں کی تعداد درج نہیں ہے۔

۲ ''مشکاف'' صفحہ ۱۱۶ اور ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۳۳ کے مطابق ''چھ میل''

۳ ''مشکاف'' صفحہ ۱۱۶ اور ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۳۳ کے مطابق ''بارہ روپے''

۴ قوسین میں لکھی ہوئی عبارت ''مشکاف'' میں درج نہیں۔

۵ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں ''علی پور'' درج نہیں۔

میں آتی تھیں علی پور[1] کے مقام گوجروں نے حملہ کیا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر کیا۔ شہر دہلی کے مسلمانوں نے بہ حکم بادشاہ دہلی لوٹ لیا۔ فقط۔

۸ر جون کو قاضی فیض اللہ کے نام حکم جاری ہوا کہ جس قدر زرگاواں شہر میں دستیاب ہوں فوج کی رسد پہنچانے کے لئے بھیج دیں۔ ایک سوار دمدمہ سے بارگاہ شاہی میں حاضر آیا اور عرض کیا کہ پچاس سپاہی صدمات گراب مورچال انگریزوں سے مقتول اور مجروح ہوئے۔ چند گوجروں نے قریب چالیس شتر انگریزوں کے چھین کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر کئے۔ جھجر سے خبر آئی کہ نواب بہٹر یچ (؟) کے پاس ایک رجمنٹ سپاہیان کی نوکر تھی۔ اس سے باہم سالو سنگھ[2] مختار نواب سے فساد برپا ہوا۔ سپاہیوں نے سالو سنگھ کو قتل کیا۔ اور عزم ان کا واسطے قتل نواب کے بھی ہے۔ مگر نواب بغور استماع اس خبر کے قلعہ میں جا کر چھپ گیا۔ سنا گیا کہ راجہ بلب گڑھ کے سپاہیوں نے مسٹر مزو صاحب[3] کو مار ڈالا۔ کوتوال شہر کی عرض درباب روانگی رسد فوج کی آئی۔ لاہور کی ایک چٹھی سے واضح ہوا کہ ہندوستانی سپاہی اور انگریزوں میں کچھ لڑائی ہوئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کے دولڑکے معہ

---

[1] "غدر کی صبح وشام" اور "مشاف" میں "علی پور" درج نہیں۔

[2] "غدر کی صبح وشام" صفحہ ۱۳۳ اور "مشاف" صفحہ ۱۱۶ کے مطابق ساول سنگھ، صحیح سالو سنگھ

[3] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۳۳ اور مشاف کے مطابق "مسٹر منن صحیح۔ مسٹر مزد

اپنی فوج کے لاہور میں داخل ہوئے اور انھوں نے اپنا بندوبست اور انتظام با اجازت انگریزوں کے کرلیا۔ پیشاور کے اخبار سے مدرک ہوا کہ سردار دوست محمد خاں کابل کو لوٹ گیا اور جملہ صاحبان انگریز بہادر نے بخوف حملہ اہل ایران کے قلعہ اٹک[1] کا خالی کردیا اور یہ بھی خبر آئی کہ راجہ صاحب پٹیالہ نے بدستور انتظام قرار واقعی انبالہ سے کرنال تک کرلیا، پچاس سپاہی پیامل ہرادر جوتی پرشاد[2] کے گھر کہ جو نیل کے کٹرہ میں[3] واقع ہے، گئے اور کہا کہ تیرا بھائی انگریزوں کو رسد دیتا ہے۔ یہ نہایت نامناسب ہے۔ ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ پیامل تو چھپ گیا مگر اس کے لڑکے کو پیش گاہ حضور میں حاضر کیا فقط باقی آئندہ۔

۹ رجون ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی

۹ رجون ۱۸۵۷ء ایک سوار نے بادلی کی سرائے سے آ کر حضور میں عرض کی کہ فوج کا ارادہ مصمم تھا کہ دوپہر کے وقت انگریزوں پر حملہ کریں مگر انگریزوں نے ان کا یہ ارادہ سن کر چار بجے صبح کے چند سواران گورہ کو لباس ہندوستانی پہنا کر شہر میں بھیجا۔ سوران مذکورہ نے آ کر بیان کیا کہ ہم چوتھی

---

[1] مثکاف اور ''غدر کی صبح وشام'' میں ''قلعہ اٹک'' کا ذکر نہیں ہے۔

[2] ''غدر کی صبح وشام'' اور مثکاف میں جوتی پرشاد کا نام نہیں ہے۔

[3] ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مثکاف'' میں نیل کے کٹرہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

رجمنٹ سواران نظامت کے ہیں اور چلو ہم تم شامل ہوکر انگریزوں کو قتل کریں۔ بادشاہی سپاہ ان کے دام وفریب میں آ گئی۔ مگر ایک سپاہی کو شبہ گزرا چاہا کہ سواروں پر حملہ کرے۔ اتنے میں تمام گورے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑے اوران کے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ یہ لڑائی ایک گھنٹہ تک رہی۔ آخر سپاہی بھاگ گئے اور دو دمدمہ متواتر انگریزوں کے قبضہ میں آئے۔ غرض سپاہی بھاگ کر شہر میں گئے اور دروازے بند کر لئے۔ اس معرکہ میں قریب دو چہار سپاہی مارے گئے[1] اسی تاریخ انگریزوں نے اپنے مورچے مبارک باغ پر کہ جو سبزی منڈی[2] کے راستے میں واقع ہے، تیار کئے اور دن کے چار بجے تک برابر دونوں طرف سے آتش فشانی رہی۔ سب سے بڑی اور چھوٹی ۱۷ توپیں اس لڑائی میں انگریزی سرکار کے ہاتھ لگیں (نواب محبوب علی خان اس لڑائی کے دیکھنے کو گئے[3]) چھیا مل کے رشتہ دار حاضر حضور ہوئے اور عرض کی کہ پیا مل کی لڑکے کو کہ مقید ہے، رہائی ہو اور انھوں نے یہ بھی عرض کیا کہ پیامل نمک خوار قدیم سرکار انگلشیہ کا ہے اور ہمیشہ وقت لڑائی رسد دیتا[4] چلا

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۳۴ اور مشکاف صفحہ ۱۱۷ کے مطابق اس دن چار سو باغی شہید ہوئے۔

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۳۴ اور مشکاف صفحہ ۱۱۷ کے مطابق سواری منڈی، صحیح۔ سبزی منڈی

[3] قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح وشام اور مشکاف'' میں نہیں ہے۔

[4] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۳۴ اور مشکاف صفحہ ۱۱۷ پر جو تفصیل دی گئی ہے۔ اس میں اور مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں دی گئی تفصیل میں تضاد ہے۔ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں جو بیان ہے وہی صحیح ہے۔ اس میں درج ہے ''اس کے والد نے باغی فوج کے لئے روزانہ راشن مہیا کیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں کی جس کی وجہ سے ان پر انگریزوں کی دوستی کا الزام قائم کیا جا سکے۔

آتا ہے۔ تمام سپاہی شہر کے فصیل کی برج پر اتواپ رکھنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ باشندے شہر کے نہایت متفکر اور متردد اور اہل ہنود اپنے اپنے مکان کے چھت پر سے لڑائی کا تماشا مضطربانہ دیکھتے تھے۔ صرف اہل اسلام شمول اس لڑائی کے ہو کے مقتول و مجروح ہوئے۔ اسباب میگزین اور رسد سب قسم کے ڈھیر قلعہ سے میدان جنگ میں جاتے تھے۔ فقط باقی آئندہ۔

بقیہ سرگذشت شاہ دہلی ۱۶ جون ۱۸۵۸ء چوتھی بے قاعدہ کیومری کے سوار سپاہیوں کی نامردانگی پر گالیاں دیتے تھے اور سپاہی بھی دروازے کے سواروں کو اس طرح کہتے تھے۔ باشندگان قلعہ کے بہت خوفناک ہو رہے تھے۔ مرزا مغل بیگ نے تمام سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہوشیار رہو اور میں بھی گشت میں رہوں گا۔ اس دن کی لڑائی میں تمام فوج کے جی چھوٹ گئے اور آدمیوں کو بڑا افسوس اس بات کا ہوا کہ انگریز لوگ سپاہیوں کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں کیوں نہ چلے آئے۔ اگر وہ چلے آتے تو بے شک آج ہی شہر قبضہ میں سرکار دولتمدار کے آ گیا ہوتا۔ ۱۰ ر جون ۱۸۵۷ء شاہ دہلی نے سپاہیوں سے کہا کہ یہ باعث بند ہونے دکانیں شہر کے مردمان کو بڑی تکلیف ہے اور حکم دیا کہ تمام دکانیں کھلوادو اور ولی محمد سوداگر کا ایک ملازم لاہور سے آیا اور بیان کیا کہ ایک لڑائی افواج انگریزی اور ہندوستانی میں ہوئی اور ۲۲

دکانیں[1] اولی محمد اور حسین بخش اور قطب الدین وغیرہ کی تباہ اور غارت ہو گئیں اور یہ فساد یہاں میرو انارکلی[2] و امرت سر اور راولپنڈی میں ہوا ہے اور اس نے یہ بھی اظہار کیا کہ راستہ بالکل خراب ہے۔ بمبئی سے یہ خبر آئی سر جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب نے گورنر جنرل بمبئی کو لکھا کہ ۵ رجمنٹ ہندوستانی اور سواران نے مفسدہ پردازی کی اور تمام دہلی کے انگریزوں کو قتل کیا اور اب فوج کی بہت ضرورت ہے۔ بجواب اس کے گورنر بمبئی نے یہ لکھا ہم تمہارے پاس اخیر جون میں بھیجیں گے اور تم جب تک دشمنوں سے مقابلہ نہ کرنا۔ برتقدیر اگر وہ حملہ آور بھی ہوں۔ جنرل سمند خاں[3] حسب الحکیم بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میں انگریزوں کے ساتھ بہ امداد فوج شاہی لڑوں گا۔ بادشاہ نے قبول کیا اور واسطے لڑنے انگریزوں کے سمند خاں[3] کو عہدہ جرنیلی اور خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور جنرل مذکور نے ادائے شکر بادشاہ کا بہت سا کر کے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نذر گزرانی اور تمام فوج کو حکم نافذ ہوا کہ بہ ہمراہی سمند خان جا کر انگریزوں پر فتح یاب ہو۔ اسی وقت سامان جنگ مہیا ہوا اور ایک بجے[4] پر ایک ہزار تین سو سوار ایک ہزار

---

[1] ''غدر کی صبح و شام'' اور ''معکاف'' میں دوکانوں کی تعداد درج نہیں۔

[2] ''غدر کی صبح و شام'' اور ''مشکاف'' میں میاں میر اور انارکلی کا تذکرہ نہیں۔

[3] ۴ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۳۷ اور مشکاف صفحہ ۱۱۹ کے مطابق سمند خاں صحیح ''صمد خاں''

[4] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۳۶ اور مشکاف صفحہ ۱۱۹ مطابق ۱۰ بجے۔

آٹھ سپاہی معہ ضرب اتواپ توپ خانہ[1] اپنی کے لاہوری دروازہ پر کشمیری دروازہ کی جانب سے روانہ ہوئے جس دم کہ میدان جنگ میں پہونچے اسی وقت جنرل سمند خاں نے انگریزوں سے کہا کہ میں جنرل سمند خان ہوں اور نواب صاحب والی جھجر نے یہاں مجھ کو انگریزوں کے غارت کرنے کے واسطے بھیجا ہے۔ انگریزوں نے جواب دیا کہ نواب صاحب والی جھجر تو رفیق شفیق سرکار کا ہے، وہ ایسا کام نہ کرے گا۔ اس پر سمند خاں نے اپنی فوج سے کہا کہ شمشیر برہنہ کر کے (انگریزوں کا قتل کرنا شروع کرو تو اس اثناء میں قریب ایک سو گورہ کے قتل ہوئے سبب[2]) انگریزوں کی طرف سے ایک گراب چلا۔ جنرل سمند خان اس کے صدمے سے فرار ہو گیا اور اتواپ کو میدان جنگ میں چھوڑ گیا اور اپنی فوج کو کشمیری دروازہ پر لایا اور یہاں سے گولے انگریزوں کی طرف چلانے شروع کئے اور شام کو اپنی فوج میں آ گیا اور سپاہی بھی داخل ہوئے اور ان گوروں کے سر جن کو انھوں نے میدان جنگ میں قتل کیا تھا، ہمراہ لے آئے۔ چند گولے انگریزوں کی طرف سے شہر میں بھی آئے تو اس باعث سے سعادت خان کی نہر کے تھوڑے مکان

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۳۶ اور منکاف صفحہ ۱۱۹ کے مطابق ۱۸ ہزار سپاہی اور بارہ بھاری توپیں

۲ قوسین میں دی گئی عبارت اس روزنامچے میں چھوٹ گئی تھی اس سطر کو مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) سے نقل کر کے جملے کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

غارت ہوئے اور آدمیوں کا بھی نقصان ہوا۔ پچاس سپاہی کے قریب راجہ اجیت سنگھ پٹیالہ والے کے مکان پر گئے اور اس کو مقید کر کے بحضور بادشاہ حاضر کیا۔ اور کہا کہ تو اپنے بھائی مسمّیٰ برندرا[1] سنگھ کو لکھ کہ وہ انگریزوں کی طرف سے ہو کر ہم سے نہ لڑے۔ حکیم احسن اللہ خان نے کہا کہ اس مقدمہ میں تقصیر راجہ اجیت کی نہیں ہے اور ایک مدت سے باہم (راجہ اندر سنگھ[2] اور راجہ اجیت سنگھ میں فساد اور نقیض ہے، اسی سبب سے[3]) راجہ اجیت سنگھ نے بود و باش پٹیالہ کی چھوڑ کر دہلی میں سکونت اختیار کی ہے۔ اسی وقت راجہ مذکور شاہ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ سوائے حضور کے مجھ کو اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ شاہ مذکور نے اس کو بہت سی تشفی دے کر اس کی رہائی کے واسطے حکم صادر فرمایا۔

مطبوعہ ۲۳؍جون ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت شاہ دہلی ۱۱؍جون ۱۸۵۷ء کالے خان گولہ انداز کہ جو سابق ملازم سرکار انگلشیہ اور تنخواہ اس کی ۲۸ روپیہ ماہواری تھی اس نے چار دن برابر افواج انگریزی پر آتشبازی کی اور تمام باشندۂ شہر دہلی کے اس کے گولہ اندازی کی تعریف کرتے تھے۔ شاہ

---

[1] ''غدر کی صبح و شام'' اور مشکاف اجیت سنگھ کے بھائی کا نام نہیں لکھا ہے۔ مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں ان کا نام اندر سنگھ درج ہے۔ صحیح نریندر سنگھ۔

[2] صحیح نریندر سنگھ

[3] قوسین میں دی گئی عبارت اس روزنامچے میں چھوٹ گئی تھی۔ اسے مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) کے صفحہ ۱۵ سے نوٹ کیا گیا ہے۔

دہلی نے یہ سن کر حکم دیا کہ جلد ۱۰۰ من بارود تیار کی جاوے اور اسی وقت مشورہ اور کوئلہ وغیرہ، حکیم احسن اللہ خاں[1] نے خرید کر کے روانہ کیا اور یہ بھی شہر دہلی میں مشہور ہوا کہ لفٹنٹ گورنر آگرہ نے جب سنا کہ شہر دہلی پر تین دن تک برابر غباری کی مار رہی ہے اور اس کو کچھ زیاں نہیں ہوا تو وہ فوراً بہ سواری ڈاک روانہ طرف دہلی ہوئے اور کمانڈر انچیف بہادر بھی کوہ شملہ سے اترے ہیں اور بہ سرعت تمام ۱۲ تاریخ تک علی پور میں آجائیں گے۔ اسی تاریخ کو یہ بھی سنا گیا کہ جس وقت ملکہ معظمہ انگلستان کو خبر پہونچی کہ افواج ہندوستانی نے فساد برپا کیا ہے تو انھوں نے ۲۴ ہزار سپاہ انگریزی ہندوستان کی جانب روانہ کی۔ اسی تاریخ کو بوقت دوپہر گوروں نے ایک مورچہ گنبد پر تیار کیا اور اس پر سے گولے اور گولیاں کشمیری دروازہ پر اس مراد سے کہ فصیل میں رخنہ ہو اور سرکاری فوج شہر کے اندر داخل ہو جاوے، چلانی شروع کیں۔ مگر بادشاہ کے گولہ انداز نے ان کو اس کام میں کامیاب نہ ہونے دیا اور اس سبب سے گورے بہت لاچار اور پس ہمت ہو گئے۔ شاہ دہلی نے حکم دیا کہ (۲ ہزار سپاہی کشمیری اور کابلی دروازے پر جائیں اور افواج انگریزی سے معرکہ آراء ہوں[2])۔ دو سوار دمدموں پر سے بحضور شاہ دہلی آئے اور عرض کی کہ کچھ فوج

---

[1] ''غدر کی صبح وشام'' اور مٹکاف میں حکیم احسن اللہ خاں کا ذکر نہیں ہے۔

[2] قوسین میں دی گئی عبارت اس روزنامچے میں چھوٹ گئی تھی۔ اس سطر کو مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۱۶ سے نقل کر کے جملے کو مکمل کیا گیا ہے۔

اور بلاتوقف بھیجی جائے۔ اس پر فوراً حکم ہوا اور فوج روانہ ہوئی۔ مگر تا پہنچنے اس فوج کے انگریزی فوج اپنی مقام مزودگاہ پر لوٹ گئی تھی۔ دہلی میں یہ بھی خبر آئی کہ افواج انگریزی کا یہ ارادہ ہے کہ بمقام قدسیہ باغ فوج شاہی پر بوقت چھاپہ مارے لہٰذا ۲ ہزار سپاہی واسطے حفاظت اور نگہبانی کے تمام شب کمر بستہ رہے۔ بہت سے باشندہ شہر دہلی کے جو اپنی اپنی چھت اور بالاخانوں پر سوتے تھے۔ گولے اور گولیوں کی ضرب سے ہلاک ہوئے اور بہت سے خانہ ویران اور برباد ہوگئے۔ انگریز جو کہ کسی خانساماں کے گھر میں چھپے ہوئے تھے، ان کو سپاہیوں نے گرفتار کر کے تہ تیغ بیدریغ کیا۔

۱۲؍جون ۱۸۵۷ء پیارے لال کو معہ دیگر اشخاص سپاہیوں نے گرفتار کر کے بحضور شاہ دہلی حاضر کیا اور معروض کی کہ یہ شخص گندھک وغیرہ انگریزوں کو پہونچاتا ہے۔ اسی تاریخ چند سوار بادلی کی سرائے سے دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور کہا کہ پانچ کمیٹیاں سپاہیوں کی اور ۳۰۰ سوار مع ہزار روپیہ[۱] دہلی داخل ہوئے ہیں۔ (اس پر ۵۰ سوار واسطے استقبال فوج اور لانے خزانہ کے روانہ ہوئے۔[۲]) بعد تھوڑی دیر کے سپاہی اور سوار معہ چند ساکنان سرسہ[۳] شہر دہلی میں آئے اور روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوا۔ یہ

۱۔ ۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۳۸ و مشاکف صفحہ ۱۲۱ کے مطابق "چھ ہزار روپے"
۲۔ قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح و شام" اور "مشاکف" میں درج نہیں۔
۳۔ "غدر کی صبح و شام" اور "مشاکف میں" "ساکنان سرسہ" کا ذکر نہیں۔

فوج شمرو کی بیگم کے باغ میں مقیم ہو کر واسطے ادائے مجرئی کے قطعہ دہلی میں حاضر ہوئی۔ اسی تاریخ کو بادشاہ سپاہیوں سے بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم کسی روز انگریزوں پر فتحیاب نہیں ہوئے (اب تم جاؤ اور انگریزوں کو سبزی منڈی سے نکال دو' اس پر باہمی مشورہ ہو کر یہ صلاح ٹھہری کہ کل صبح کو انگریزوں پر حملہ کریں گے۔ حسب الحکم شاہ دہلی حکیم احسن اللہ خاں نے تنخواہ سرشتہ پولس قطب تقسیم کر دی)[1]

۱۳ر جون ۱۸۵۷ء حسب الحکم تاریخ گذشتہ کے تمام سپاہی اور سوار باغی و نیز خاص افواج شاہی مع پلٹن سفر مینا و ہمراہی چند اتواپ کشمیری اور لاہوری دروازہ ہو کر واسطے لڑنے انگریزوں کے باہر آئی۔ اسی تاریخ کی رات کو چند چوروں نے چھپی واڑہ[2] کے محلّہ میں ایک کایستھ[2] (؟) کا گھر لوٹ لیا اور چند مردمان خانہ کو مجروح کیا۔ تھانہ دار بغور اطلاع موقع واردات پر گیا اور چوروں میں سے ایک آدمی کو گرفتار کر لایا۔ ایک سوار مورچوں سے دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ فوج گنبد تک پہنچ گئی تھی جب انگریزوں نے ایک گراب سر کیا کہ اس کے صدمہ سے بیس سپاہی

---

[1] قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام اور مٹکاف میں درج نہیں۔

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۳۸، چاوڑی محلہ، مٹکاف صفحہ ۱۲۱ Chaora Mohalla، صحیح چاوڑی بازار (یہ بازار چونکہ بہت چوڑا تھا، اس لئے اس کا نام چوڑا بازار پڑ گیا تھا۔ کثرت استعمال سے یہ چاوڑی بازار کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ملاحظہ ہو۔ بشیر الدین حصہ دوم صفحہ ۱۸۴۔

فوج شاہی کے اور ۶۰ جنگی رسالہ کے سپاہی مجروح ہوئے (اور تمام فوج بہ بہانہ لے جانے زخمیوں کے لوٹ آئی۔ اس روز پھر دہلی میں بحضور شاہ دہلی یہ بھی معروض ہوا کہ ۲ رجمنٹ پیادگان وسواران سکھر سے اور ایک رجمنٹ سپاہی انبالہ سے اور کئی رجمنٹیں مقامات مختلفہ سے باغی ہوکر دہلی کو چلی آتی ہیں۔[۱])

مطبوعہ ۳۰ رجون ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت دربار شاہی دہلی ۱۴ رجون ۱۸۵۷ء سپاہیان بغاوت شعار بلدیو سنگھ برادر لچھمن سنگھ تھانہ دار علی پور کو اس اتہام سے کہ وہ انگریزوں کو دہلی سے رسد پہنچاتا ہے۔ ماخوذ کرکے کوتوالی میں لائے اور گولی مار کر اس کی لاش ایک درخت پر لٹکا دی۔ علاوہ اس کے تیرہ اشخاص باشندگان کابلی دروازہ اور گنج رام چندر داس[۲] کو باشتباہ پہنچانے روٹیوں کے باغیوں نے تہہ تیغ کیا۔ ایک بنیا مسمیٰ جمنا داس کو سپاہیوں نے واسطے بیچنے آٹا بقیمت گراں لوٹ لیا اور اکثر شہر دہلی میں باغیوں نے ظلم کرنا شروع کیا۔ قریب ۳ بجے چھ ہزار پیادہ وسوار معہ توپ[۳] اور اسباب میگزین کے واسطے لڑنے انگریزوں کے شہر سے باہر نکلنے طرفین سے لڑائی شروع

---

[۱] قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں درج نہیں ہے۔ یہاں غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۳۸ مشکاف صفحہ ۱۲۱ پر درج ہے۔ "جن پلٹنوں نے پسپائی کی مثال قائم کی وہ، وہ تھیں جو انبالہ سے آئی تھیں۔"

[۲] غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں گنج "رام چندر داس" کا ذکر نہیں۔

[۳] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۳۸ بارہ توپیں، مشکاف صفحہ ۱۲۱ Twelve Guns۔

ہوئی اور اس میں چند تن طرفین کے مجروح اور مقتول ہوئے کچھ اور سپاہ واسطے مضبوط کرنے لشکر کے روانہ ہوئی اور اس روز تمام کو آواز گولوں کے برابر سنی گئی۔ انگریزوں کے مورچہ سے جو گولہ اور گولی آتی تھی، اس سے سعادت خان کی نہر پر بہت سے گھروں کا نقصان ہوا اور آدمیوں کو بھی بہت رنج اور تکلیف پہنچی۔ جو شخص دہلی سے واسطے پناہ لینے کے دوسرے شہر کو نقل کر جاتے تھے ان کو راستہ میں گوجر لوٹ لیتے تھے۔ اس واسطے باشندے نہایت متفکر اور متردد تھے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ایک فیل بان انگریزی کمپیوں سے بھاگ کر مع ہاتھی کے حضور شاہ دہلی میں حاضر ہوا اور اس ہاتھی کو بطریق نذر گذرانا۔ اس پر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھی کو فیل خانہ میں بھیج دو۔ اسی تاریخ کی صبح کو نواب محبوب علی خاں بعارضہ بیماری راہی ملک عدم ہوئے۔ ایک تمن بادشاہی فوج کا مع چند ہاتھیوں کے ہمراہ نقش نواب مذکور کے گیا اور نواب کو بطور تمام آرائش و زیبائش، شان و شوکت مسجد شاہ کریم اللہ کہ جو بازار خانم خلاف شہر دہلی میں واقع ہے، مدفون ہوا۔ ان کی نقش کے ساتھ تمام امرایان عظام دہلی کے تھے۔

۱۵؍جون ۱۸۵۷ء اس تاریخ سات گولے انگریزوں کے مورچہ کے محل بادشاہ میں آئے۔ اس پر بادشاہ دہلی نے سپاہیان باغیان سے کہا کہ

تم شہر سے باہر چلے جاؤ اور نہیں تو میں خود مع اپنی رعیت کے قطب صاحب میں چلا جاؤں گا۔ بموجب اس کے دس ہزار سپاہی مع میگزین کے آدھی رات کو واسطے لڑنے انگریزوں کے مستعد اور مسلح ہوئے۔ چند آدمی طرفین کے میدان لڑائی میں مارے گئے۔ آخر کار سپاہیوں کو انگریزی آتشبازی کی برداشت نہیں ہوئی اور میدان لڑائی میں مارے گئے اور میدان جنگ سے بھاگ کر الٹے شہر میں داخل ہوئے۔ اس روز باشندگان شہر کو یہ بھی خیال گذرا کہ انگریز کیمپوں سے گولہ اور گولیاں شہر دہلی کے میگزین (کی طرف آتی ہیں تو شاید ان کا یہ عندیہ ہو کہ میگزین[۱]) سپاہیان باغی کا اڑا دیں۔ چند بنئے شہر کے سپاہیان باغی نے بجرم اس کے کہ وہ آٹا دال نہیں دیتے تھے، گرفتار کئے۔ پچاس قلی واسطے مکان مہاراجہ ہندو رائے کے بھیجے گئے[۲] اور تمام امیروں کو معرفت دربانوں کے پیغام بھیجا گیا کہ نواب محبوب علی خاں کے مرنے کے تیسرے روز سب امیر امراء دربار شاہی میں حاضر ہوں۔ ایک سوار نیچ کا دربار میں حاضر ہوا اور کہا کہ پانچ سو سوار کل کے روز قدم بوس حضور ہوں گے۔

---

۱ اس روزنامچے میں چند الفاظ چھوٹ گئے تھے۔ انہیں مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۱۹ سے نقل کیا گیا ہے تا کہ جملہ مکمل ہو جائے۔

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۳۹ اور مکاف صفحہ ۱۲۲ کے مطابق مہاراجہ اندور صحیح۔ مہاراجہ ہندو رائے۔

۱۶/ جون ۱۸۵۷ء حکیم احسن اللہ خاں اور میر فتح علی داروغہ تخت اور بوڈھن صاحب اور سردار جامع مسجد میں بہ تقریب تیجہ نواب محبوب علی خاں مرحوم شامل فاتحہ ہوئے اور بعد فراغت رسمیات اپنے اپنے دولت سرائے کو لوٹ گئے، اسی تاریخ ایک سوار مورچوں پر سے آیا اور معروض کی کہ ایک لڑائی فی مابین سپاہیان باغی اور فوج سرکار ہوئی اور دو سو آدمی طرفین کے مارے گئے۔ اور پانچ سو سوار نیمچ سے آکر مع خزانہ کے دہلی میں داخل ہوئے۔ سات بجرم پہچانے خبر انگریزوں کے (جو سابق میں قید ہوئے تھے رہا ہوئے۔ مورچہ پر تین آدمی باشتباہ ہونے مخبر انگریزوں کے[۱]) سپاہیوں نے تہہ تیغ کیے۔ ایک عورت ساکن نہر سعادت خاں[۲] اور ایک آدمی باشندہ مالی واڑہ بضرب غلولہ کہ جو انگریزی مورچہ سے سر ہوئے تھے ہلاک ہوئے فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۱/ جولائی ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت شاہ دہلی ۱۷/ جون ۱۸۵۷ء ایک اشتہار متضمن نیلام افیون اور بھنگ چرس[۳] کے شہر دہلی میں مشتہر کیا گیا۔

---

[۱] قوسین میں درج جملے اس روزنامچے میں چھوٹ گئے تھے، انہیں مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۲۰ سے نقل کیا گیا ہے تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔

[۲] غدر کی صبح و شام اور مکاشفات میں "ساکن نہر سعادت خاں" درج نہیں ہے۔

[۳] مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں "بھنگ" لکھا ہے جبکہ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۰ اور مکاشفات صفحہ ۱۲۳ پر "بینک ہاؤس" درج ہے اور حاشیے میں لکھا ہے کہ "یہ مکان مسز ڈائس سومبا کی ملکیت تھا جو بعد میں لیڈی فورسٹر بنیں"۔

۱۸ر جون ۱۸۵۷ء سنا گیا دوسری رجمنٹ دوادر مکدون (؟) نامی نے نصیر آباد میں بغاوت اختیار کر کے اپنے افسروں کو ہلاک کیا اور خزانہ اور میگزین اور شہر کو لوٹ کر دہلی میں داخل ہوئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ (مہاراجہ صاحب والی جے پور نے بہت لاچار ہو کر ان کو رسد دی تھی اور یہ فہمائش کی تھی کہ[۱]) وہ دہلی کو نہ جاویں۔ انھوں نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اسی تاریخ دہلی میں یہ بھی خبر پہونچی کہ لالہ جوتی پرشاد[۲] انگریزوں کے واسطے بھرتی فوج کی کر رہا ہے اور ہندوستانی رجمنٹوں نے کانپور کے مقام پر تمام انگریزوں کو قتل کیا اور اب وہ دہلی پر آتے ہیں۔ یہ بھی معروض ہوا کہ قریب ایک ہزار پانچ سو گورے نصیر آباد سے واسطے آنے آگرہ کے براہ جے پور روانہ ہوئے۔

۱۹ر جون ۱۸۵۷ء افسران افواج باغی نصیر آباد بخدمت شاہ دہلی واسطے ادائے تسلیمات حاضر ہوئے اور اقرار کیا کہ کل کے روز ہم انگریزوں پر حملہ کریں گے۔[۳] چنانچہ درمیان انگریزوں اور فوج شاہی میں دوسرے روز معرکہ ہوا جس میں بہت سے آدمی مقتول اور مجروح ہوئے۔ ایک گولہ کسی

۱۔ قوسین میں درج جملے اس روزنامچے میں نہیں تھی، اسے مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۲۱ سے نقل کیا گیا ہے۔

۲۔ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۱ اور مشکاف صفحہ ۱۳۴ میں لالہ پرشاد، صحیح - لالہ جوتی پرشاد۔

۳۔ "غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۱ مشکاف صفحہ ۱۳۴ میں ۱۹ر جون کی روداد نہیں تک بیان کی گئی ہے۔ آگے کی تفصیل ۲۰ر جون کے واقعات کے تحت دی گئی ہے۔"

طوائف کے گھر میں گرا اور وہ اس کے صدمہ سے جل گئی۔ ایک پروانہ بنام کوتوال متضمن اس کے کہ وہ رسد واسطے فوج کے سنگر[1] میں بھیج دے، جاری ہوا۔ سپاہیوں نے پھر انگریزوں پر بعد دوپہر کے حملہ کیا اور شام تک لڑائی جاری رہی۔

۲۰ / جون ۱۸۵۷ء اسی تاریخ کو ایک گولہ گنیش لال بقال کی دوکان پر گرا۔ اس کے صدمہ سے ایک اس کا نوکر مارا گیا۔ ایک جاٹنی ساکن دھیرج کی پہاڑی نے شہر دہلی میں بلی ماروں کے محلہ میں گھر لیا۔ یہ سن کر قریب ساٹھ سپاہی[2] نمبر ادلوٹنے مال و اسباب کے اس کے مکان پر گئے مگر ساکنان محلہ نے سپاہیوں کا مقابلہ کر کے چند سپاہیوں کو مجروح کیا اور سپاہی ان کی مدد کو آئے۔ انھوں نے امید سنگھ کے لڑکوں کا اور رام سہائے مل کا گھر بھی لوٹ لیا اور انگریزی فوج پر اس تاریخ کو بھی حملہ ہوا مگر کچھ کامیاب نہ ہوئے۔ گولہ اور گولیوں کی ضرب سے جو شہر میں گرے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔

۲۱ / جون ۱۸۵۷ء کو کئی ہزار سپاہیان نے انگریزی کیمپوں پر بھی حملہ کیا اور بہت دیر تک لڑائی رہی مگر معاملہ یکسو نہ ہوا اور رات کو بہت سے

---

۱ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ صفحہ ۲۱ سکھر، صحیح۔ سنگر

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۲ اور مٹکاف صفحہ ۱۲۴ کے مطابق سات سپاہی۔

گولے اور گولیاں قلعہ میں آئیں۔ ایک سوار بحضور شاہ دہلی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تین رجمنٹ ہندوستانی پیادگان اور سوار علی پورا؎ میں جالندھر سے آئی ہیں اور وہ حضور کے احکام کی خاطر اس جگہ مقیم ہیں۔ اس پر حکم ہوا کہ وہ شہر کے باہر کسی جگہ پر مقیم رہیں۔ نو گاڑی رسد کی جو انگریزی فوج کو جاتی تھی ان کو پکڑ کر حضور شاہ میں لے آئے۔ اس روز یہ بھی افواہ تھی کہ فوج بریلی اور کانپور کی دہلی کو آتی ہیں۔ اسی تاریخ کی شام کو سپاہی واسطے لڑنے کے باہر شہر نکلے۔

۲۲؍ جون ۱۸۵۷ء تین رجمنٹ پیادگان و سواران جالندھر سے آئیں اور قدسیہ باغ میں مقیم ہوئیں۔ ان کے افسر دربار میں حاضر ہوئے اور بادشاہ سے عرض کی کہ راستہ میں ہماری نوک جھونکی راجہ پٹیالہ کی فوج سے ہوئی۔ چنانچہ ہم نے ان کو ہٹا دیا اور ایک توپ ان کی چھین لی۔ چونکہ ایک بڑا انگریزی لشکر فروکش ہے لہٰذا وہ گھوم کر براہ کھڑکی حاضر ہوئے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی عرض کی کہ ہم نے نصیر آباد کے کلکٹر کو قتل کیا اور اس کا ہاتھی لے آئے ہیں۔ اس پر بادشاہ دہلی نے فرمایا کہ تم بڑے بہادر سپاہی ہو۔ سوائے تمہارے ایسا کام کون کر سکتا ہے۔ قریب پچاس سپاہی کے تاریخ

؎ غدر کی صبح و شام، اور منکاف میں علی پور درج نہیں۔

مذکورہ بالا جگل کشور ولد کنہیا لعل اخبار نویس حیدر آباد کے گھر پر گئے اور لوٹنا چاہتے تھے مگر مرزا مغل بیگ وہاں پہنچ گیا اور سپاہیوں کو فہمائش کر کے ان کے ارادہ سے باز رکھا پھر سپاہی میر عیاشق کے کوچہ میں گئے اور تمام محلّہ کو لوٹ لیا۔ فقط۔

مطبوعہ ۲۸/ جولائی ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۳/ جون ۱۸۵۷ء ایک بڑی بھاری توپ شاہنشاہ عالم[1] کے وقت کی سپاہیوں نے نکالی۔ اس کی مرمت کی اور اس کو برج پر چڑھایا۔ اول سپاہیوں نے ایک بکرا توپ کے منہ سے باندھا اور ۲۵/ سیر مٹھائی منگائی۔ ایک ہار پھولوں کا توپ کے گلے میں ڈالا اور برہمن اور نجومی طلب کئے۔ ان سے پوچھا کہ مہاراج اپنے پترہ میں دیکھو کہ ہم کب فتح یاب ہوں گے۔ کہا کہ ایک برس خلل عظیم ہندوستان میں رہے گا۔ چند ہزار آدمی مارے جائیں گے۔ امن و امان، چین جان کی صورت سمیت ۱۹۱۶ء مطابق اپریل مئی ۱۸۵۹ء[2] میں ہوگی۔ اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ دو رجمنٹ پیادگان ہندوستانی جو کلکتہ میں مقیم تھی ان کو خوف پیدا ہوا کہ انگریز بہ جبر ہم سے چربی گائے کی کارتوس کٹوادیں گے۔ اس واسطے وہ نیپال کی جانب چلے گئے۔ دہلی میں اسی تاریخ

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۳ اور مشکاف صفحہ ۱۲۵ کے مطابق شاہ جہاں

[2] غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں مطابق اپریل مئی ۱۸۵۹ء درج نہیں ہے۔

یہ بھی خبر آئی کہ ایک برہمن کو علی گڑھ میں اس جرم سے کہ اس نے لوگوں سے کہا تھا کہ ایک لڑائی دہلی میں درمیان افواج سرکاری اور باغی کے ہوئی جس میں چند تن مارے گئے۔ بحکم صاحب کلکٹر بیرون شہر پھانسی دی گئی۔ یہ بھی خبر آئی کہ ۲۵ رجمنٹ [۱] گورہ کی انگلستان سے ہندوستان کے واسطے روانہ ہوئی اور رجمنٹیں گوروں کی بمبئی سے دہلی کو چلی آتی ہیں۔ ایک پروانہ بنام کوتوال شہر مضمن اس بات کے کہ وہ شہر میں اور سامان رسد سپاہیان کے واسطے جو انگریزوں پر حملہ کرنے گئے ہیں روانہ کرے جاری ہوا۔ اس روز تمام دن لڑائی ہوئی۔ آخر کو سپاہی جب آگ انگریزوں کی برداشت نہ کر سکے تب واپس شہر میں بوقت چار بجے شام کے آئے۔ اس روز یہ بھی منادی ہوئی کہ ایک بھاری توپ سر ہوگئی اور اس کی آواز ایسی ہیبت ناک ہوگی کہ پرانے اور کچے مکان گر پڑیں گے۔ لہٰذا چاہئے کہ ایسے مکانوں میں کوئی نہ سوئے۔

۲۴ رتاریخ ۱۸۵۷ء سپاہیوں کے افسر دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کل صبح سے شام تک انگریزوں کے ساتھ لڑائی لڑے اور جب دونوں طرف سے بگل بجا لڑائی موقوف ہوگئی۔ جس وقت کہ فوج شہر کی جانب واپس آئی تھی، کالے خان گولہ انداز نے ایک چھرا مارا جس کے صدمہ

---

[۱] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۳ اور مکاف ۱۲۶ مطابق بیس رجمنٹ۔

سے تین سپاہی اور کتنے ہی شخص مجروح اور مقتول ہوئے۔اس سبب سے گولہ انداز مذکور کو باغیوں نے قید کیا اور بحضور شاہ دہلی واسطے حکم کے لائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ملازم قدیم سرکار شاہی کا ہے۔افسروں نے کہا کہ یہ کچھ سازش انگریزوں سے رکھتا ہے۔اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ لکشمی چند سیٹھ نے کئی ہزار سپاہی واسطے حفاظت شہر اور رکھنے امن و امان کے نوکر رکھے ہیں۔اور کچھ فوج آگرہ میں بھیجی ہے۔حکیم احسن اللہ خان نے حضور شاہ دہلی میں عرض کی کہ سپاہیان شہر کو خراب اور برباد کرتے ہیں اور دھیرج کی پہاڑی[1] اور تیلی واڑہ انھوں نے بالکل ویران کر دیا۔انھوں نے یہ بھی عرض کیا کہ خبر آئی ہے کہ کانپور کی فوج میرٹھ میں داخل ہوئی اور ایک لڑائی انگریزوں کے ساتھ کی جس میں چند نفر مارے گئے اور ایک ہزار پانچ سو گورہ براہ نصیر آباد آگرہ میں پہونچے۔

۲۵ جون ۱۸۵۷ء حکیم احسن اللہ خان نواب احمد علی خان[2] ناظر حسین مرزا مظفر الدولہ اور سردار شہر[3] کے واسطے ادائے مجرا در بار شاہی میں

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۴ اور مٹکاف ۱۲۷ کے مطابق دیپ، چاہ پہاڑی، صحیح۔دھیرج کی پہاڑی (دھیرج کی پہاڑی شہر پناہ سے ڈیڑھ کوس کی دوری پر واقع تھی۔ملاحظہ ہو۔خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۲)

[2] غدر کی صبح وشام اور مٹکاف میں احمد علی خاں کا نام درج نہیں۔

[3] مٹکاف صفحہ ۱۲۷ پر محبوب علی خاں کا نام بھی لکھا ہے۔

حاضر ہوئے۔ سپاہیان کے سردار بھی واسطے ادائے تسلیمات دربار میں آئے اور وہاں تذکرہ سپاہیان کے ظلم کا ہوا۔ بسنت اعلی[1] خاں اور خواجہ بخش[2] خواجہ سرایاں جو اس وقت دربار میں حاضر تھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ تمام بدمعاش اور لٹیرے جو بہ علت لوٹنے مال باشندگان شہر کے ماخوذ ہوئے تھے، ان کو حکیم احسن اللہ خان کچھ رشوت لے کر چھوڑ دیا اور یہ بھی کہا کہ جب تک ان بدمعاشوں کو سزائے قرار واقعی نہ ہوگی تب تک امن شہر میں نہیں ہوگا اور دوکانیں نہیں کھلیں گی (بادشاہ نے کہا کہ بڑے خوف کا مقام ہے کہ درمیان لٹیروں کے شاہزادہ بھی ہیں[3]) ایک زمیندار باغپت کا بحضور شاہ دہلی حاضر ہوا بعد پیش کرنے نذرانہ ایک روپیہ کی عرض کی کہ ایک ہزار سپاہی اور سوار مہاراجہ سروپ سنگھ[4] والی جنید کے باغپت میں آتے ہیں اور شہر کو لوٹ رہے ہیں اور پل جمنا کا تیار کرتے ہیں۔ لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ کچھ فوج بادشاہی ان کی تنبیہ کے واسطے بھیجی جائے۔ بادشاہ صاحب نے حکم دیا کہ تم مرزا خضر سلطان کے پاس جاؤ اور یہ ماجرہ بیان کرو۔ بسنت علی خان اور خواجہ بخش خواجہ سراء جنھوں نے حکیم احسن اللہ خاں کو مہتم لینے رشوت کا کیا تھا، قلعہ میں

---

[1] ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۴۴ اور مشکاف صفحہ ۱۲۷ کے مطابق ''علی خاں'' صحیح۔ بسنت علی خاں

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۴ اور مشکاف صفحہ ۱۲۷ کے مطابق قادر بخش، صحیح۔ خواجہ بخش

[3] قوسین میں درج عبارت ''غدر کی صبح وشام'' اور مشکاف میں درج نہیں۔

[4] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۵ اور مشکاف صفحہ ۱۲۷ کے مطابق سردیپ سنگھ، صحیح سوروپ سنگھ

سے باہر نکالے گئے۔ اسی روز نواب عبداللطیف خاں کے نام حکم اس مضمون سے جاری ہوا کہ وہ نواب مصطفیٰ خان کو اپنے سواروں کی حفاظت میں دہلی کو روانہ کرے۔ ۴۰۰ جہادی گوڑ گانوہ اور ضلع کے دہلی میں آئے اور دربار میں حاضر ہوئے۔ بہت سی گولیاں قلعہ میں انگریزی مورچوں سے آئیں جس کے صدمہ سے ایک سائیس اور کئی آدمی جان بحق تسلیم ہوئے۔ مہاجنان ساکن محلّہ چوڑی والا دربار میں حاضر ہو کر ملتمس ہوئے کہ شمرو کی بیگم کے مکان میں بارود تیار ہوتی ہے اور وہ مکان ہمارے گھر سے متصل ہے۔ مبادا اس میں آگ لگے اور ہم سب اُڑ جائیں۔ بادشاہ نے ان کو بہت تسلی دی اور کہا آئندہ وہاں بارود تیار نہ ہوگی۔ مکھن لعل زینت محل[1]، حکیم احسن اللہ خاں اور نواب احمد قلی خاں مشورہ کرتے رہے۔ بادشاہ نے افسران سپاہی سے کہا کہ تم میری پانچ سو برس کی سلطنت کو غارت کرتے ہو۔ اور جس وقت سپاہی لڑنے کو انگریزوں سے جاتے ہیں اُلٹے چلے آتے ہیں۔ خیر خدا کی یہی مرضی ہے کہ میں اور میری سلطنت غارت ہو جائے۔ مگر میری یہ خوشی ہے کہ سپاہی شہر اور قلعہ سے باہر چلے جاویں۔ بجنور سے یہ خبر آئی کہ وہاں کے کلکٹر نے نواب محمود خان والی نجیب آباد کو وہ ضلع سپرد کیا اور اب روڑکی کو چلا گیا اور بریلی کی فوج شاہ جہاں پور میں ہے۔ فقط باقی آئندہ۔

---

[1] ''غدر کی صبح و شام'' اور ''ملکاف'' میں ''زینت محل'' کا نام درج نہیں ہے۔

مطبوعہ ۴ راگست ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۶ رجون ۱۸۵۷ء ایک سو آدمی بھوپال سے اور دو سو دیگر مقامات سے دہلی میں داخل ہوئے۔ بحضور شاہ دہلی آداب بجالائے اور اسی تاریخ ایک سو آدمی[1] بنارس سے بھی آئے۔ ان سب کو حکم ہوا کہ شہر سے باہر ٹھہریں۔ ۲ر رجمنٹ پیادگان ۲۰۰ سواران مع دو ضرب توپ واسطے تنبیہہ افواج راجہ جنید کی جیند کی جانب باغپت[2] بھیجی گئی۔ مرزا مغل دہلی دروازہ سے واپس آئے تھے۔ بسبب کودنے ان کے گھوڑے کے ایک خندق میں نگی سے گر پڑے اور کچھ خفیف سی چوٹ بھی لگی اور یہ بھی خبر آئی کہ گوالیار کینٹ کے سپاہیوں نے بغاوت اختیار کی اور بعد کرنے ہلاک اپنے افسران انگریزی کے سمت دہلی روانہ ہوئے اور یہ بھی عرض بحضور شاہ دہلی ہوئی کہ فوج جو باہر شہر سے لڑنے کو گئی ہے بہ باعثِ ناموافقت ہوا کے لوٹ آئی۔ احکامات بنام افسران فوج متضمن اس بات کے کہ تم مجھے غارت کرنے کو آئے ہو لہٰذا شہر دہلی سے کسی شہر کو چلے جاؤ۔ پیش گاہ دربار شاہی سے جاری ہوئی۔ (افواہاً سنا گیا کہ ۵۰۰۰ گورہ اور ۵۰۰ سو پٹھان انگریزی فوج میں داخل ہوئے۔[3])

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۶ اور منکاف صفحہ ۱۲۸ کے مطابق ''ایک آدمی''

[2] غدر کی صبح وشام اور منکاف میں باغپت کا تذکرہ نہیں۔

[3] قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح وشام'' میں درج نہیں۔

۲۷ جون ۱۸۵۷ء اسی تاریخ کی صبح سے شام تک افواج انگریزی اور باغی سے بمقام قدسیہ باغ و عید گاہ معرکہ عظیم ہوا اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایک عرضی باغپت کے مقام سے اس فوج کی جو واسطے تنبیہہ سپاہیان راجہ جیند کے سپاہی بھاگ گئی اور ہم کل صبح کو یہاں سے مراجعت کریں گے۔ ایک حکم بنام حکیم احسن اللہ خاں اس مراد سے جاری ہوا کہ وہ میگزین بارود کا شمرو کی بیگم کے مکان واقعہ محلّہ چوڑی والا سے کسی اور جگہ ہٹا دیں۔ ۴۰۰ سپاہی اور سوار کشمیری دروازہ کے باہر جمع ہوئے۔ انگریزوں نے گراب پیچھے سے مارا جس کے صدمہ سے بہت سے آدمی مجروح اور مقتول ہوئے۔ جا بجا یہ بھی سنا گیا کہ یہ لڑائی آج صبح کو ہوئی تھی۔ اس میں کمانڈر انچیف انگریزی فوج کا مارا گیا اور اس کی نعش کشمیری دروازہ کے باہر دفن کی گئی۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ انگریزوں اور گورکھوں میں کچھ جھگڑا ہوا اور ۳۰ سوار گوالیار کنٹنجنٹ کے دہلی میں داخل ہوئے اور بیان کیا کہ تمام فوج گوالیار کنٹنجنٹ کی دہلی کو آتی ہے۔ اس پر حکم ہوا کہ وہ شہر سے باہر ٹھہریں۔ شاہ دہلی نے مرزا مغل کو مطلع کیا کہ سرکاری خزانہ میں روپیہ نہیں ہے اور آئندہ کو اخراجات روز مرّہ سپاہیوں کو نہیں دیے جائیں گے۔ لشکر کہ جو باغپت کو گیا تھا وہ واپس آیا اور بیان کیا کہ ہم تھانہ دار و متصدی باغپت کو بہ باعث رسد

رسانی افواج انگریزی کے گرفتار کر لائے ہیں۔ اس پر حکم ہوا کہ ان کو قید رکھو اور یہ بھی معلوم ہو کہ لشکر مذکورہ بالا نے باغپت کو لوٹ لیا۔ انگریز پرمٹ کی کچہری پر سرنگ کی تیاریاں بمبر اڑانے فصیل شہر کی کر رہے تھے مگر اس بات کی اطلاع سپاہیوں کو ہو گئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔[1]

۲۸ر جون ۱۸۵۷ء تمام سرداران اور امرایان عظام دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور آداب بجا لائے۔ ایک عرضی مرزا مغل کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ پچیس ہزار روپیہ جو سرکار سے عطا ہوا تھا سپاہ کو تقسیم ہو گیا اور دو ہزار پانچ سو روپیہ اور مطلوب ہے۔ بعد ملاحظہ عرضی کہ حکم صادر ہوا کہ روپیہ بھیج دیا جائے۔ ایک شخص متصل لاہوری دروازہ قلعہ کے ایک گھر میں سرنگ لگاتا ہوا انگریزوں کی طرف سے ممبر اڑا دینے دیوار قلعہ کی گرفتار ہوا اور سلیم گڑھ پر توپ سے اُڑا دیا گیا۔ دو آدمی قلعہ میں گولہ اور گولی کے گرنے سے ہلاک ہوئے۔ افسران فوج نے بیان کیا کہ باعث ہونے موسم برسات کے ہم کو باہر کے قیام سے کمال تکلیف ہے۔ لہٰذا حکم صادر ہو کہ تا اقتضائے ایام برسات ہم شہر میں رہیں۔ ان کی درخواست منظور ہوئی اور تمام سپاہی جو

---

[1] اغدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۷ پر یہ روداد اس طرح درج ہے "آج انگریز شہر کے دمدمے کو اڑا دینے سے قاصر رہے۔ انھوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے کسٹم ہاؤس میں سرنگیں بچھا دی تھیں۔" حاشیے پر مرتب کا ایک نوٹ لکھا ہے کہ "یہ بیان محض خیالی اور فرضی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انگریز شہر سے اتنے دور تھے کہ اس قسم کی کوئی کارروائی نہیں کر سکتے تھے۔"

لاہوری دروازہ اور دہلی دروازہ اور ترکمان دروازہ پر پڑے ہوئے تھے وہ شہر میں آئے اور مدرسہ اور دیوانی کی کچہری اور باشندگان شہر کے گھروں اور دوکانوں میں سکونت پذیر ہوئے۔ مرزا مغل نے چپراسیوں پر نام شاہ دہلی کا کندہ کرا کر شہر دہلی کے تھانوں اور قطب صاحب اور اور جگہ کے برقندازوں کے واسطے بھیج دیں[۱]۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۱ر اگست ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت دربار دہلی ۲۹ر جون ۱۸۵۷ء تمام سردار اور امیر واسطے مجراء کے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور بہت دیر تک عرض کیا کہ دو رجمنٹ پیادگان ہندوستانی اور ۶ سوار[۲] اور ایک کمپنی توپ خانہ کی مع ایک لاکھ چند ہزار روپیہ نیچ سے دہلی کو روانہ ہوئی ہیں اور ۵ یا ۶ دن میں داخل شہر دہلی ہوں گی۔ بریلی کی فوج کے افسر بھی حاضر ہوئے اور گذارش کی ہمارا کیمپ آج ہاپڑ میں ہیں۔ ۳ر دن کے عرصہ میں دہلی میں داخل ہوگا۔ ایک عرضی ولی داد خان مالا گڈھ[۳]، الہ کی آئی۔ اس میں مندرج تھا کہ ایک رجمنٹ پیادگان اور کچھ توپ خانہ بریلی کے کیمپوں سے میری مدد کے واسطے مرحمت ہو۔ اس کے جواب میں اس کو لکھا گیا کہ تم اپنی

---

[۱] غدر کی صبح شام صفحہ ۱۴۸ اور مشکاف صفحہ ۱۳۰ پر درج ہے کہ کوتوالی، قطب صاحب اور دوسرے مقامات پر جو گارڈ مقرر تھے اس کے سپاہیوں کو آج بادشاہ کے نام کے تمغے دیے گئے۔

[۲] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۸ اور مشکاف صفحہ ۱۳۰ کے مطابق "۶۰۰ سوار"

[۳] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۴۸ اور مشکاف صفحہ ۱۳۰ کے مطابق "بالا گڑھ"۔

خاص فوج سے بندوبست اور امن و امان اپنے علاقہ کا رکھو۔ مٹھن لعل متصدی باغ بیگم صاحبہ شمرو کو مطلع کیا کہ تمام مکان و دوکانیں اور باغ شمرو کا حضور میں ضبط ہوا۔ تم کو چاہئے کہ کرایہ ان کا خزانہ شاہی میں داخل کرو۔ ایک شقہ بنام افسران سپاہ شعر اس بات کے لکھا گیا کہ چند سپاہیوں نے لکشمی چند سیٹھ[1] کی کوٹھی پر حملہ کیا۔ لہٰذا چاہئے کہ ایک گارد اِس جگہ متعین کرو، اسی تاریخ یہ بھی شاہ دہلی کو خبر پہنچی کہ سپاہی تمام تختہ بلّی اور کڑیاں وغیرہ جو جمنا کے کنارے پر پڑی ہیں واسطے کھانا پکانے کے لئے جاتے ہیں۔ اس واسطے بنام افسران فوج حکم ہوا کہ بلا توقف یہ زیادتی بند کی جائے۔ شاہ درہ کے تھانہ دار کی عرضی اس مضمون سے پہنچی کہ بریلی کی فوج کل صبح کو دہلی میں داخل ہوگی۔ اس کے جواب میں حکم ہوا کہ سب طرح کی اجناس رسد مہیا رکھو۔ افسران باغی رجمنٹ بنارس کے دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہماری رجمنٹ صفدر جنگ کے مقبرہ میں واسطے حکم حضور کے ٹھہری ہوئی ہے۔ اس پر حکم ہوا کہ وہ اس جگہ مقیم رہیں اور رسد اس جگہ پہنچ جائے گی۔ چار سو روپیہ چاندنی چوک کی دوکانوں کا کرایہ کی بابت خزانہ شاہی میں داخل ہوا۔ ایک آدمی املی کے محلّہ[2] میں بہ جرم رکھنے مال میگزین کے مقید کیا گیا۔

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۸ اور منکاف صفحہ ۱۳۰ کے مطابق "لچھمی پت" صحیح لکشمی چند۔

[2] غدر کی صبح و شام اور منکاف میں املی کے محلّہ کا ذکر نہیں۔

ایک عرضی راجہ ناہر سنگھ والی بلب گڑھ کی شعر اس بات کی کہ مجھ کو اگر حکم ہو تو میں اپنے چچازاد بھائی مسمی نول سنگھ کا مال بلب گڑھ کو پہنچادوں۔ اس پر حکم ہوا۔ اچھا۔ قریب ۲۰۰ سوار کانپور سے آئے اور عرض کیا کہ کانپور میں چند روز تک انگریز اور ہندوستانی فوج میں لڑائی رہی۔ آخر کو انگریز سب ہلاک ہوئے اور شہر سپاہیوں کے قبضہ میں ہے۔ تمام افسر فوج کے مرزا مغل کے مکان پر حاضر ہوئے اور کونسل ہوئی۔ یہ بھی افواہاً سنا گیا کہ چار شخص لباس فقیری میں کمپو انگریزی میں گئے۔ چنانچہ ان کو گوروں نے پکڑ لیا اور اپنے افسروں کے پاس لے گئے اور سب حال دہلی کا ان سے پوچھا ان چاروں نے بیان کیا کہ جو آدمی سرنگ لگانے قلعہ میں گیا تھا اس کو سپاہیوں نے پکڑ کر مار ڈالا۔ اس خبر کے سننے سے انگریزی افسروں نے جانا کہ بے شک یہ مخبر ہیں اور حکم دیا کہ ان کو گولی سے مار دو۔ نواب جھجر کی فوج مذہبی مقدمہ میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ دو گارد[1] سپاہیوں کی ہر ایک تھانہ شہر دہلی میں متعین ہوئی۔

۳۰ / جون ۱۸۵۷ء اس تاریخ کو انگریز اور ہندوستانی سپاہیوں سے سبزی منڈی[2] کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ سپاہیوں کے افسر دربار میں حاضر

---

۱ غدر کی صبح و شام اور مٹکاف میں گارد کی تعداد درج نہیں۔

۲ مٹکاف صفحہ ۱۳۱ Suneri Mandai، صحیح سبزی منڈی۔

ہوئے اور عرض کی کہ ہم حضور کے نوکر تابعدار ہیں اور جہاں تک ہم سے ہوسکے گا انگریزوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں گے۔ بعد ازاں بڑی دیر تک سپاہیوں کی بہادری کے مقدمہ میں تذکرہ ہوتا رہا۔ ۵۰۰ جہادی جو انگریزوں سے لڑنے گئے تھے واپس آئے اور ایک ہاتھی جو پکڑ لائے تھے بادشاہ کی نذر گزارنا۔ ایک شخص جو لاہوری دروازہ[۱] کے برج کے نیچے سرنگ کھود رہا تھا، سامنے کوتوالی کے ایک درخت پر پھانسی دیا گیا اور منادی ہوئی کہ جو کوئی انگریزوں سے شمولیت رکھے گا وہ اسی طرح سے سزا پائے گا۔ ایک آدمی کو فقیری بھیس میں سپاہیوں نے اجمیری دروازہ پر پکڑا اور اس اشتباہ سے کہ وہ انگریزوں کا مخبر ہے قتل کیا۔ یہ بھی افواہ ہوئی کہ ۲۰۰ گورہ نکلے اور انھوں نے تمام تیلی واڑہ اور دھیرج کی پہاڑی اور سیدی پورہ کو جلا کر خاکستر کیا۔ (ایک انگریز لاہوری دروازہ کے برج تک آیا اور اپنا پستول توپ خانہ کے آدمیوں پر سر کیا مگر کچھ اثر پذیر نہ ہوا۔ پھر کہا کہ تم میرے اوپر گولیاں مارو اور کہہ کر بھاگ گیا۔ جمنا کا پل طغیانی کے باعث بہ گیا۔ چند گاڑیاں محمولہ اسباب راجہ ناہر سنگھ جو بلب گڑھ کو جاتی تھی ان کو سپاہیوں نے احتمال سے کہ میگزین کا اسباب بھرا ہوا ہے، گرفتار کیا اور کوتوالی میں لائے مگر

---

[۱] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۴۹ اور مٹکاف صفحہ ۱۳۲ کے مطابق کشمیری گیٹ کے قریب۔

جب تلاشی کی تو کوئی چیز اس قسم کی برآمد نہ ہوئی، تب چھوڑ دیا۔[1]) اسی دن یہ بھی خبر آئی کہ بریلی کی فوج غازی آباد تک پہونچی ہے۔ لہٰذا داروغہ میر بحری کے نام حکم ہوا کہ پل کو بلا توقف تیار کرے۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۸/اگست ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی، پہلی جولائی ۱۸۵۷ء حکیم احسن اللہ خان اور نواب حسن علی خان اور سردار دربار شاہی میں واسطے ادائے مجراء کے حاضر ہوئے۔ اسی روز دو ہرکارہ بیجا بائی صاحبہ کے بحضور شاہ دہلی حاضر آئے اور بعد گزرانے نذر ایک روپیہ[2] کی عرض کیا کہ بیجا بائی صاحبہ نے واسطے حضور کے ایک عرضی بھیجی تھی مگر راستہ میں ہم سے گوجروں نے بمقام فرید آباد چھین کر چاک کر ڈالی۔ ایک روپیہ دونوں ہرکاروں کو بہ طریق انعام مرحمت ہوا اور یہ بھی سنا گیا کہ بریلی کی فوج دریائے جمن کے کنارے پر آ پہونچی ہے جو کہ پل دریا کا توڑ ڈالا ہے۔ اس سبب سے وہ شہر میں نہیں آ سکتی۔ ۴۰۰ قلیوں کو حکم ہوا کہ وہ جا کر بلا توقف پل تیار کریں اور ۲ کمپنی سفر سینا کی پلٹن کی بھی اس کام کے واسطے بھیجی گئی۔ میر فتح اللہ داروغہ تخت سپرنٹنڈنٹ مرمت پل کا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے دوربین لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بریلی کی فوج میں ہاتھی گھوڑے اور کئی ہزار آدمی دکھائی

---

[1] قوسین میں درج عبارتیں مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں ہیں۔

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۰، مشکاف ۱۳۲ کے مطابق ایک لاکھ روپے کی نذر پیش کی۔

دیے۔ خان حسن علی خان نے عرض کیا کہ آج صبح کو چار ہوائی گولے سر ہوئے۔[1] منجملہ ان کے تین راستہ میں پھوٹ گئے اور ایک انگریزی کمپوں میں پڑا۔ اس وقت حکم ہوا کہ ۱۰۰ ہوائی گولے فوج میں بھیجی جاویں کہ وقت ضرورت کام آویں (حکیم احسن اللہ خاں کو حکم ہوا کہ پل جمنا کا جلد بلا توقف تیار ہو[2]) اسی تاریخ کو یہ بھی سنا گیا کہ بہت سے آدمی گولہ اور گولیوں کی ضرب سے شہر میں مارے گئے اور جس برج پر کالے خاں تھا اس پر انگریزوں نے بہت آتش فشانی کی چنانچہ دو گولہ انداز اور ۷ آدمی مارے گئے اور توپیں بیکار ہو کر خاموش ہو گئیں اور اسی سبب سے خوف کا محل ہے کہ انگریز آج حملہ آور ہوں گے۔ جب استماع اس خبر کی شاہ دہلی کو ہوئی، مرزا مغل[3] اور سرداروں کو طلب کر کے حکم دیا کہ واسطے مقابلہ انگریزوں کے شہر سے باہر جاؤ۔ حسب الحکم چند ہزار سپاہی پیادہ و سوار مع توپ خانہ کے بیرون شہر گئے اور عیدگاہ پر دمدمہ اور سنگھر باندھی اور نصیر آباد کے توپ خانہ کی فوج نے بھاری توپوں کو دہلی دروازہ پر چڑھایا۔ منشی کشن لال چوکیداروں کا بخشی مقرر ہوا۔ بحضور شاہ دہلی معروض ہوا کہ پل جمنا کا تیار ہو گیا اور بریلی کی فوج

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۰ اور مشکاف صفحہ ۱۳۳ کے مطابق ''چھ گولے''

[2] قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں درج نہیں۔

[3] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں مرزا مغل کا نام درج نہیں۔

کل صبح کو شہر میں داخل ہوگی۔ نواب احمد قلی خان واسطے پیشوائی فوج کی گیا اور یہ بھی سنا گیا کہ نواب بہادر جنگ خان نے والی جھجر سے ۶۰۰۰ روپیہ قرض لے کر اپنی فوج کی تنخواہ تقسیم کی (اور ۲۰۰ بیلداروں[1] کو حکم ہوا کہ سبزی منڈی[2] کے گھر مسمار کر دیں[3])

۲؍جولائی ۱۸۵۷ء[4] (نواب احمد قلی خاں کو حکم ہوا کہ بریلی کی فوج کو شہر میں لے آویں[5]) حکیم احسن اللہ خاں اور جنرل سمند خاں[6] اور میر حامد علی خاں[7] و ابراہیم علی خاں و غلام علی خاں اور سردار دربار شاہی میں واسطے مجرا کے حاضر ہوئے (نواب احمد قلی خاں مع محمد بخت[8] خاں کمانیر اور

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۱، مشکاف صفحہ ۱۳۳۔ دو آدمیوں۔
[2] مشکاف صفحہ ۱۳۳ Suneri Mandai، صحیح: سبزی منڈی
[3] قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں درج نہیں۔
[4] مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں ۲؍جولائی ۱۸۵۷ء کے واقعات کی پوری تفصیل نہیں دی گئی ہے۔ بہت سے واقعات کو حذف کر کے انہیں صرف چند سطروں میں بیان کر دیا گیا ہے۔ مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۳۲۔۳۳
[5] قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچے میں درج نہیں۔
[6] صحیح جنرل صمد خاں
[7] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں ''میر حامد علی خاں'' کا نام درج نہیں۔
[8] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲ اور مشکاف ۱۳۳ پر حاشیے میں بخت خاں کے متعلق ایک نوٹ درج ہے۔ غدر کی صبح و شام میں لکھا ہے ''بخت خاں توپ خانہ کی میدانی باٹری کا سب سے بڑا دیسی افسر تھا۔ اس کے ماتحت تمام توپچی ہندوستانی تھے۔ یہ باندی ذرا مشہور تھی اس لئے کہ پہلی جنگ افغانستان مین وہ سیل کے ماتحت اپنی کارگزاری دکھا چکی تھی۔ اعزاز کے طور پر اس کی توپوں پر پھولوں کا محراب نما تاج بھی رکھ دیا گیا تھا۔ بخت خاں ہلال آباد میں اس باٹری میں کام کر چکے تھے۔ غدر کے بعد ان کی بہت تلاش کی گئی مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ وہ جنگ میں کام نہیں آئے ورنہ ہمیں اس کی خبر ملتی۔ ایک دو توپیں بھی حاصل نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ وہ کسی دن دستیاب ہو جائیں۔
(یادداشت نوشتہ جی۔ ایچ۔ ایم۔ ریکٹس سی پی)

صوبہ دار بریلی کی فوج نے دربار سے مراجعت کی۔ محمد بخت خاں نے درمیان گفتگو شاہ سے یہ تذکرہ کیا کہ فوج کا بندوبست کیا جائے اور سپاہی باشندگان شہر کو نہ لوٹیں۔ اس پر شاہ دہلی نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ فوج نہیں ہے۔ فقط سپاہی ہیں سو میرے حکم کو نہیں مانتے اور میری یہ منشا ہے کہ انگریز نیست و نابود ہو جاویں اور شہر کی لوٹ موقوف کی جاوے۔ اس پر محمد بخت خاں نے عرض کی کہ اگر حضور میری دستگیری کریں اور مجھے اپنی حمایت میں لے لیں تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ہر طور کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ محمد بخت خان دربار شاہی سے رخصت ہو کر پاس صوبہ داروں کے آیا اور کہا کہ بادشاہ نے مجھ کو اپنا غلام بنایا ہے۔ اب یہ کہو تم کس طرف ہو۔ صوبہ داروں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور حسب الحکم تمہارے کام کریں گے۔ چنانچہ ایک سپر اور ایک تلوار اور خطاب جرنیلی محمد بخت خان کو اور حکم اعلیٰ امورات جنگی میں حضور شاہ دہلی سے عطا ہوا۔ تمام صوبہ داران فوج کو حکم ہوا کہ تم محمد بخت خان کے دربار میں واسطے لینے حکم کے حاضر ہو۔ مرزا مغل سپہ سالار مقرر ہوا۔ محمد بخت خان نے شاہ دہلی سے عرض کی کہ اگر شہزادے شہر کو لوٹیں گے یا اور قسم کی بے بندوبستی کریں گے تو میں ان کے کان اور ناک کاٹ لوں گا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کل

اختیارات تم کو عطا ہوئے جو مناسب جانو عمل میں لاؤ اور حسب درخواست اس کی کوتوال شہر کے نام فرمان گیا کہ موت شہر میں بند ہو ورنہ تم کو پھانسی دی جائے گی اور یہ بھی حکم دیا کہ جو سپاہی رعیت کو لوٹے اس کو گرفتار کر لو۔ جنرل محمد بخت خاں نے عرض کی کہ فدوی حسب الحکم حضور کے دہلی دروازہ کے باہر مع اپنی فوج کے کہ جس میں ۴ رجمنٹیں پیادگان اور ۷۰۰ سوار اور ۶ گھڑ چڑھی توپیں، تین توپ کلاں اور ۱۴ ہاتھی اور چند صد کارتوس اور ۱۲۰۰ اعرابہ میگزین اور پھر کمپوں اور ۳۰۰ گھوڑے ہاپڑ کی لوٹ کے ۱۰۰۰ جہادی[1] ہیں، مقیم ہیں اور میں نے چھ مہینے کی تنخواہ فوج کو تقسیم کر دی ہے اور چار لاکھ روپیہ میرے پاس ہنوز باقی ہیں۔ یقین ہے کہ میری فوج واسطے اخراجات روزمرّہ کے حضور سے کچھ طلب نہ کرے گی اور بعد آخر ہونے لڑائی کے جو کچھ باقی رہے گا، خزانہ سرکار میں داخل کروں گا۔ شاہ دہلی نے ۴۰۰۰ روپئے واسطے ضیافت بریلی کمپوں کے مرحمت کیے[2]) اور بنام افسران رجمنٹ پیادگان اور سوار یہ حکم دیا کہ جنرل محمد بخت خاں کے دربار میں حاضر رہو اور اس کے صلاح اور مشورہ سے کام کرو۔ جو کمپنیاں آگرہ سے دہلی میں داخل ہوئیں

---

[1] ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۱۵۳ مٹکاف صفحہ ۱۳۵ کے مطابق ''ایک سو مجاہدین)

[2] مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں یہ ساری تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔ چند سطروں میں مخطوطہ نگار نے واقعات بیان کر دیے ہیں۔ صفحہ ۳۲

ان کو بھی یہ حکم ہوا کہ جنرل محمد بخت خاں نے یہ حکم بذریعہ منادی مشتہر کرادیا کہ تمام دوکاندار اور باشندہ مسلح رہیں اور کوئی شخص بلا ہتھیار اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور جس کے پاس ہتھیار نہ ہو وہ حضور میں درخواست دے کہ اس کو سرکار سے ہتھیار مل جائے گا اور جو سپاہی کسی کا ہتھیار چھینے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور جن کے پاس اسباب میگزین میں سے کوئی چیز ہو وہ جنرل کے سپرد کردیں ورنہ متوجب سزا ہوں گے۔ شہر کے تھانہ داروں کو حکم ہوا کہ کل صبح مع رئیسان عظام شہر کے دربار محمد بخت خان میں حاضر ہوں فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۵ راگست ۱۸۵۸ء بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی باقی ماندہ دوسری جولائی ۱۸۵۷ء اسی تاریخ محمد بخت خان واسطے ملاحظہ اسباب میگزین اور اسلحہ کے گئے اور انتظام شائستہ کیا (شاہ دہلی کے حضور میں یہ عرض ہوئی کہ چند سپاہیوں نے رائے رام سرن داس ڈپٹی کلکٹر سابق کا گھر دو گھنٹہ تک خوب لوٹا)[1] اور یہ بھی خبر آئی کہ چند ہزار[2] سپاہ راجہ بیکانیر کی بہ سرداری ایک سردار کے ہانسی حصار پہونچی، باغی اور غارت گروں کو قتل کیا اور اب اس علاقہ میں چین جان اور امن و امان ہے۔ اب ان کا ارادہ واسطے جانے

---

[1] قوسین میں درج عبارت مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں نہیں ہے۔

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۵۴ چھ ہزار سپاہی۔

روہتک کے مصمم ہے اور ڈاک حصار سے سرسہ تک بیٹھ گئی ہے۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر لکھنؤ سے پہنچی کہ سپاہ مقیمہ اس جگہ نے بغاوت کی اور تمام انگریزوں کا مچھی بھون میں محاصرہ کرلیا ہے اور یہ خبر آئی کہ گوالیار کا کنٹجنٹ بگڑا چاہتا ہے۔ مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیا بہادر ان کو سمجھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہمارے پاس رہو۔ انگریزوں کے پاس مت جاؤ۔ قریب آٹھ بجے رات کے جنرل بخت خان شاہ دہلی کے حضور میں حاضر ہوا اور بہت دیر تک شاہ دہلی اور حکیم احسن اللہ خاں اور نواب احمد قلی خان اور نواب زینت محل بیگم سے مشورہ ہوتا رہا۔

۴ر جولائی ۱۸۵۷ء نواب حسن علی خان اور راجہ امید سنگھ کے لڑکے مع دیگر سرداران دہلی واسطے اداء مجراء دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے۔ ایک عرضی حرافان[۱] شہر کی بدیں مضمون گزری کہ ہم کو جنرل محمد بخت خان نے معرفت برقندازوں کے طلب کیا۔ اس مین ہماری کمال بے عزتی اور حقارت ہے لہٰذا امیدوار ہیں کہ محمد بخت خان کو لکھا جاوے کہ اگر آئندہ کو ہمیں طلب کرنا ہو تو بجائے زبانی پیام رقعہ بھیجا کریں اس کے جواب میں جنرل نے لکھا کہ میں نے ساہوان شہر کو نہیں بلایا تھا۔ یہ غلطی کوتوالی کی ہے۔ میں نے تو فقط اتنا کہا تھا کہ ساہوان کو معرفت برقندازاں آگہی دی جاوے کہ وہ مسلح

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۵۴، ''شہر والوں کی طرف سے''۔

رہیں۔ تاریخ مذکورہ بالا کو محمد بخت خان کو لکھا گیا وہ انتظام اور بندوبست اداۓ تنخواہ ملازمان شاہی کا کرے اور اس کو یہ بھی اختیار دیا گیا کہ وہ لوگ جو بہ علت بدرویہ اور لوٹ کے ماخوذ ہوئے ہیں ان سے تاوان اور مصادرہ لے اور نیز یہ بھی حکم ہوا کہ وہ علاقہ دہلی میں فوج بھیج کر تھانہ دار اور تحصیل بٹھاوے اور مہاجنوں سے معاملہ کر لے اور اس کو یہ بھی آگہی دی گئی کہ شاہزادہ آج سے کرنیل فوج ہوں گے۔ ایک سوار ۴ بی نمبری رجمنٹ سواران کا محمد بخت خان کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ دو گوروں نے انگریزی کمپ سے میرا پیچھا کیا تھا۔ چنانچہ میں ایک کو ہلاک کر کے لاہوری دروازہ پر آیا۔ وہاں سپاہیان گارد نے میرا، ہتھیار اور گھوڑا چھین لیا۔ امیدوار ہوں کہ دلایا جائے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ۲۰۰ گاڑی محمولہ اسباب میگزین و رسد راجہ پٹیالہ نے بھیجی ہیں اور وہ رائے کی سرائے[1] ہو کہ انگریزی کمپ میں جاتی ہیں۔ پس دو رجمنٹ سپاہیان اور سواران کی مع ۴ ضرب توپ فی الفور واسطے روکنے رسد کے روانہ ہوئیں (جنرل محمد بخت خان نے ایک عرضی بدیں مضمون کہ میرے پاس خیمہ کم ہیں اور برسات شروع ہوئی ہے اس لئے اُمیدوار ہوں کہ اور خیمہ مرحمت ہوں۔ قریب بیس ہزار آدمی

---

[1] غدر کی صبح و شام اور منکاف میں "رائے کی سرائے" درج نہیں۔

حسب الحکم محمد بخت خان کے جامع مسجد اور لال ڈگی پر جمع ہوئے۔ خدا بخش خان نائب کوتوال وہاں آیا اور سبھوں سے کہا کہ تم ہتھیار باندھو۔ بعدازاں محمد بخت سلیم گڑھ اور لاہوری اور کشمیری دروازہ سے ہوکر روانہ ہو گیا اور وہاں حکم دیا کہ سب طرح کی مضبوطی رہے۔ بعدازاں[۱]) دربار شاہی میں واسطے اداء مجراء کے گیا اور دو انگریزوں کو جن کا عہدہ سارجنٹ تھا، بادشاہ کے حضور حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ بریلی سے میرے ساتھ آئے ہیں اور انھوں نے بہت کارنمایاں کیے۔ یعنی انگریزوں نے بریلی میں چاہا تھا کہ فوج کو اُڑا دیں مگر ان کا ارادہ بہ باعث اطلاع دینے ان صاحبوں کے فوج کو موقوف رہا۔ دونوں پہرے سارجنٹ حسب الحکم سلیم گڑھ و لاہوری و کشمیری دروازہ پر واسطے دیکھنے مورچوں کے گئے (اور کالے خان گولہ انداز سے کہ جو لاہوری دروازہ پر تھا کہا کہ اپنا ہنر ہم کو دکھاؤ۔ ۵۰۰ گولے ہر ایک مورچوں پر یعنی لاہوری اور کشمیری دروازہ و سلیم گڑھ پر رکھے گئے[۲]) اس تاریخ دہلی میں یہ بھی مشہور ہوا کہ کلکٹر گوڑ گانوہ کا (جو آگرہ میں پاس لفٹنٹ گورنر کے گیا تھا[۳]) اب اس نے مع ایک فوج راجہ جے پور کے مراجعت کی اور ۳ گاؤں دہقان

۱۔ قوسین میں درج عبارت مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔

۲۔ قوسین میں درج عبارت ''غدر کی صبح و شام'' اور مٹکاف میں درج نہیں۔

۳۔ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام اور مٹکاف میں درج نہیں۔

بغاوت شعار بھوراوغیرہ پر خاکستر کردیئے اور وہاں کے باشندوں کو قتل کیا۔ یہ بھی خبر آئی کہ ۹ ہزار گورے انگریزی کیمپ میں موجود ہیں اور رسد سب قسم کی چلی آتی ہے اور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی اور شمالی نے تیس لاکھ روپیہ[1] لکشمی چند سیٹھ[2] والی متھرا سے طلب کیے ہیں اور اس کے جواب میں لکشمی چند نے یہ کہا کہ تیس لاکھ روپیہ تو میرے پاس موجود نہیں مگر البتہ اشرفیاں اس قدر روپیہ کے عوض میں دے سکتا ہوں[3]۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ افواج مقیمہ کالپی اور اودے پور نے بغاوت اختیار کر کے اپنے انگریزی افسروں کو قتل کیا اور اب وہ دہلی کو آتے ہیں۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ یکم ستمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب۔ بقیہ سرگذشت دربار شاہی دہلی ۴ جولائی ۱۸۵۷ء مرزا خضر سلطان واسطے ادائے مجراء کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تمام شاہزادے آوارہ پھرتے ہیں اور باشندگان کو تکلیف دیتے ہیں۔ اس واسطے ان کو عہدہ کرنیلی سے موقوف کیا گیا۔ جنرل محمد بخت خاں بہ خطاب فرزند سرفراز ہوا اور پہلے یہ خطاب شاہ عالم نے راجہ پٹیالہ کو دیا تھا۔ (راجہ امید سنگھ کے لڑکے اور نواب حسن علی خان اور میر

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۵۶ اور منکاف صفحہ ۱۳۸ کے مطابق "بیس لاکھ"

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۵۶ اور منکاف صفحہ ۱۳۷ کے مطابق لکھمی چت صحیح لکشمی چند

[3] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۵۶ اور منکاف صفحہ ۱۳۸ پر درج ہے۔ "میرے پاس سونا تو موجود ہے لیکن چاندی نہیں

حامد علی خاں دربار شاہی میں واسطے ادائے مجرے کے حاضر ہوئے[۱] (تھانہ دار شاہ درہ کی عرضی اسی تاریخ آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ ۲۰ سوار واسطے رکھنے انتظام علاقہ کے تعینات ہوں، چنانچہ ۱۰ سوار بھیجے گئے[۲]) ایک شقہ بنام مولوی احمد علی وکیل راجہ بلب گڑھ جاری ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ ایک رتھ مرزا فخر الدین خان کا علاقہ بلب گڑھ میں لوٹا گیا ہے۔ اس کی کیفیت لکھو (اس تاریخ ایک منادی بہ حکم جنرل محمد بخت خان شہر دہلی میں ہوئی کہ سب لوگ چاندنی چوک میں حاضر ہوں اور وہاں ان کو کچھ حکم سنایا جائے گا[۳]) دو رجمنٹ کہ جو واسطے روکنے انگریزی رسد کے گئی تھیں انھوں نے تین گاڑیاں شکر[۴] کی پکڑیں اور ۹ سوار راجہ پٹیالہ کے ہلاک کئے اور علی پور میں مورچہ لگا دیا ہے۔ (سپاہ انگریزی نے آدھی رات پر چھاپا مارا جس میں آٹھ سو سوار اور سپاہی مارے گئے اور تھوڑی دیر تک معرکہ رہا بعدہٗ انگریزی فوج اپنے کیمپوں میں گئی اور سپاہی شام کو لوٹ کر شہر میں آ گئے۔ قریب بیس ہزار آدمی کے قلعہ لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک تک واسطے سننے احکام جنرل محمد بخت خاں

۱؎ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔

۲؎ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام میں درج نہیں۔

۳؎ مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں یہ سطر درج نہیں۔

۴؎ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۶ مشکاف صفحہ ۱۳۸ کے مطابق ''دو گاڑیاں''

کے فراہم ہوئے لیکن جس وقت وہ تشریف لائے تمام آدمی مایوسانہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے[۱]) قریب ۴۰۰ آدمی رام پور[۲] اور نگینہ سے دہلی میں داخل ہوئے اور فتحپوری مسجد میں قیام کیا۔

۵/جولائی ۱۸۵۷ء جس وقت شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے۔ حکیم احسن اللہ خان اور نواب حسن علی خان واسطے اداء مجرا کے حاضر ہوئے۔ امانی بیگم زوجہ مرزا ابلاقی ولد بہادر شاہ بادشاہ دہلی حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ کل کی شب کو مرزا ابوبکر بحالت نشہ شراب مع چند سوار میرے پکڑنے کو آئے تھے۔ انھوں نے طمنچہ اور بندوقیں چلائیں اور نیز ساکنان کونچہ پر زدوکوب کی۔ برطبق اس کے خدا بخش نائب کوتوال وہاں گیا مگر مرزا ابوبکر نے ۲۰۰ ہاتھ تلوار کے اس پر مارے اور اس کو قید کر کے قلعہ میں لے آیا اور کہا کہ سپاہیوں نے اس کو بے عزت کیا اور اس کے گھر کو لوٹا۔ اس پر شاہ دہلی بہت ناراض ہوئے اور تمام شاہزادوں کو عہدہ کرنیلی سے موقوف کیا اور حکم دیا کہ مرزا ابوبکر پابہ جولاں یدر ہے گا۔ وہ کافور ہو گیا (اور سوائے مرزا مغل کے سب شہزادوں کو حکم ہوا کہ دربار میں نہ آیا کریں۔ ایک شقہ جانب

---

[۱] مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں یہ واقعات درج نہیں۔

[۲] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۵۶ ادھام پور، مٹکاف صفحہ ۱۳۸ "Nampur" صحیح۔ دھام پور (ملاحظہ ہو امپیریل گزیٹیئر جلد چہارم) صفحہ ۲۴۰۔۲۴۱

بنام محمد بخت خان و دیگر افسران فوج کے لکھی گئی کہ تمام شاہزادے عہدہ کرنیلی سے موقوف ہوئے۔ لہٰذا کوئی حکم نہ ماننا[1]) اور ایک حکم بنام کوتوال اس مضمون سے جاری ہوا کہ اگر کوئی شاہزادہ کسی کو لوٹے یا دق کرے اس کو گرفتار و مقید کرو (شہر میں یہ منادی ہوئی کہ جو کوئی چوکیداری نہ دے گا وہ مجرم سرکار ہوگا[2])۔ ۵ کمپنیاں سپاہی اور سواروں کی سیتاپور[3] علاقہ لکھنؤ سے دہلی میں داخل ہوئیں اور بیان کیا کہ راجہ مان سنگھ نے پچاس ہزار آدمی سب قسم کے اسلحوں کے فراہم کیا ہے اور کہا ہے کہ تم زیر حکم جنرل محمد بخت خاں کے رہو (یہ بھی سنا گیا کہ انگریزوں نے ایک مورچہ بہ مقام چندراوی تیار کیا ہے اور جنرل محمد بخت خان نے چند ہزار سپاہی اور سوار واسطے روکنے رسد کے علی پور[4] بھیجے ہیں چنانچہ ۲ گاڑیاں رسد کی سپاہیان نے پکڑیں اور وہ ضیاء الدین کے باغ تک ان کو لے آئے تھے۔ جب انگریز سپاہیوں نے ان پر حملہ کیا تو ان سے گاڑیاں چھین لیں اور اپنے کیمپوں میں لے گئے۔ ایک خبر نصیر آباد سے معلوم ہوا کہ کرنیل لارنس صاحب کوہ آبو سے نصیر آباد میں

---

[1] مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں یہ واقعات درج نہیں۔

[2] مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں یہ بات درج نہیں۔

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۷ جوتاپور، مشکاف صفحہ ۱۳۹ "Jutapur" صحیح۔ سیتاپور

[4] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں علی پور درج نہیں۔

داخل ہوئے اور رعایا کو تسلی دی کہ ایک ہزار سوار اور سپاہی دھولپور کے راجہ پرتاپ سنگھ[۱] نے مقامات مختلفہ پر واسطے حفاظت شہر کے متعین کی ہیں اور اس نے ۵۰۰ سپاہیان[۲] راجہ جے پور سے مقابلہ کیا۔ فوج راجہ اندور کی اور نواب والی جاورہ کی جو مہد پور[۳] میں مقیم ہے بلا اصدار حکم خود بخود چلی گئی۔ کشوری لال لڑکا وکیل مہاراجہ ہندوراؤ کا جو بیکانیر میں تھا، بعارضہ ہیضہ راہی ملک عدم ہوا[۴]) ملتان سے خبر آئی کہ انگریزوں نے فوج کے ہتھیار مانگے تھے۔ اس پر سپاہیان نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم ہتھیار مانگو گے تو ہم تم کو مثل اور رجمنٹوں کے قتل کریں گے۔ اس سبب انگریز لوگ بھاگ کر ملتان کے قلعہ میں پناہ گیر ہوئے۔ اور فوج لاہور کی جانب روانہ ہوئی۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب۔ بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۶ / جولائی ۱۸۵۷ء بہادر علی خان پٹھان ساکن بہادر گڑھ دربار شاہی میں حاضر ہوا اور گیارہ روپیہ نذر پیش کر کے عرض کی کہ بہادر گڑھ قدیم سے میرے بزرگوں کے قبضہ میں تھا چند روز گذرے کہ اس پر بہادر جنگ خاں متصرف ہو گیا ہے۔ اس پر حکم ہوا کہ اس امر کی تحقیقات کی جاوے گی۔

---

۱ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''منکاف'' میں راجہ ''پرتاپ سنگھ'' کا نام درج نہیں۔

۲ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''منکاف'' میں سپاہیوں کی تعداد درج نہیں۔

۳ ''غدر کی صبح وشام'' میں مہد پور درج نہیں۔ منکاف صفحہ ۱۳۱ Moridpur صحیح مہد پور

۴ مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) میں یہ تفصیلات درج نہیں۔

یعقوب علی اس کے ہمراہی نے بھی نذر پیش کی۔ سپاہیان باغی افسر دربار میں آئے اور عرض کی کہ جنرل محمد بخت خان نے دو کمپنیاں واسطے حفاظت پل ہنڈن کے بھیجی تھیں مگر چونکہ رسد نہیں پہنچی اور ہیضہ بہت شدت سے نازل ہوا اس واسطے ہم لوٹ آئے۔ انھوں نے یہ بھی فریاد کی کہ جنرل محمد بخت خاں اپنے فوج کی رسد رسانی خوب کرتا ہے مگر اور فوج کو رسد دینے میں اسے کچھ پرواہ نہیں۔ بادشاہ نے اس پر فرمایا کہ تم جنرل مذکور کے پاس جاؤ کیونکہ اس کو حکم ہوا ہے کہ وہ سب فوج کی رسد دے گا۔ بادشاہ نے مرزا عبد اللہ اور شہزادوں کو واسطے ان کے بدرویہ کی ملامت کی اور حکم دیا کہ جو روپیہ تم نے صرافان شہر سے بہ جبر لیا ہے اس کو داخل کرو در صورت عدم ادائے روپیہ تمہاری تنخواہ سے مجرا ہوگا۔ حیدر حسن خاں توپ خانہ والا اور مرزا معین الدین خاں[۱] تھانہ دار سابق پہاڑ گنج طلب ہوئے اور حکم ہوا کہ جو اسباب باشندگان تم نے لوٹا ہے وہ حوالہ کردو ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ (دو عریضات مرسلہ جنرل محمد بخت خاں پیلے محتوی بریں معنیٰ کہ افواج کو بہ سبب ہونے موسم برسات کے بہت تکلیف ہے لہٰذا مکانات واسطے ان کی بود و باش کے مرحمت ہوں اور دوئم بہ طلب ۵۰ چپراسیوں کے آئیں۔ بعد ملاحظہ کے حکیم احسن اللہ خاں[۲] کو حکم ہوا کہ مکانات واسطے بود و باش سپاہیان

۱۔ ''غدر کی صبح و شام'' میں ''معین الدین خاں'' کا نام درج نہیں۔
۲۔ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں احسن اللہ خاں کا نام درج نہیں۔

کے دیے جاویں اور پرتاپ سنگھ کو حکم ہوا کہ وہ چپراسی بھیج دے۔ ایک محمد
بخت خان کو بھیجا گیا اس میں لکھا تھا کہ شہر دہلی میں کتنی فوج ہے کہ روز مرہ کا
روپیہ خزانہ شاہی سے ان کو دیا جائے اور جہاں تک بنے اس بات کی روک
رہے۔ اسی تاریخ یہ بھی مشہور ہوا کہ ایک سپاہی سیلم گڑھ پر گولے کے
صدمے سے ہلاک ہوا اور دربانان کے نام حکم جاری ہوا کہ دیوان عام میں
معہ ہتھیار کے کوئی آنے نہ پائے اور جس کسی کے سر پر خواہ وہ لڑکا ہی ہو پگڑی
نہ ہو اسے مت آنے دو۔ احمد بخت خاں[۱] رسالہ دار ۴ رجمنٹ سواران
نظامت و چند سوار معہ چند روپے لیکر کمپوں سے بھاگ کر اسی تاریخ کی شام
کو جب کہ مینھ خوب برس رہا تھا شہر دہلی میں داخل ہوئے۔ بادشاہ نے جنرل
محمد بخت خاں کو طلب کیا مگر بہ باعث کار ضروری اس نے آنے سے عذر کیا
پھر بادشاہ نے نواب احمد قلی خاں کو مع ایک لقو بند کے اس کے پاس بھیجا اور
زبانی کہلا بھیجا کہ اس کو لوہے کے حلقہ میں بند کر کے اپنے بازو پر باندھ لو اور
تم غنیم پر فتحیاب ہو گے۔ اس تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ کمپنیاں[۲] گوروں کی مع
ضرب توپ آگرہ سے آئی ہیں اور وہ آج شب کو صفدر جنگ خاں کے مقبرہ
میں قیام کریں گے اور کل صبح کو علی پور کی طرف روانہ ہوں گی۔ بادشاہ اسد[۳]

---

[۱] "غدر کی صبح و شام" صفحہ ۱۵۹ مشکاف صفحہ ۱۴۰ احمد خاں۔ صحیح احمد خاں
[۲] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۹ اور مشکاف صفحہ ۱۴۱ کے مطابق تین کمپنیاں۔
[۳] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۹ آسوز کی باتری۔ صحیح اسعد برج (اسد برج قلعہ کے جنوب مشرق کونے میں ایک
بہت بڑا برج تھا، ملاحظہ ہو بشیر الدین (حصہ دوم) صفحہ ۸۲)

برج پر تشریف لے گئے اور مورچوں کا ملاحظہ کیا۔ جنرل محمد بخت خاں نے دو ہرکارے جے پور کو واسطے لانے خبر فوج بمبئی روانہ کئے اور سب فوج کو حکم دیا کہ کل کے روز واسطے پریٹ کے سب حاضر ہوں[۱]) ۳ آدمی بہ لباس فقیرانہ جو انگریزوں نے واسطے لانے خبر کے شہر دہلی میں بھیجے تھے وہ محمد بخت خاں کے کیمپوں میں گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے۔ دو آدمی جو چھپی ہوئی ایک میلی تھیلی میں بند کئے ہوئے دو بوتل برانڈی کی لئے جاتے تھے وہ بھی گرفتار ہوئے۔ ایک ہاتھی انگریزی کمپیوں کا پکڑ کر شہر دہلی میں لے آئے۔ پروانہ جات بنام تھانہ داران شہر مشعر اس بات کی کہ شاہ دہلی نے احمد قلی خاں کو عہدۂ مجسٹریٹی مرحمت کیا لہٰذا اچھا ہے سب بجا آوری اس کے احکام کی کریں۔ فقط۔

۷ر جولائی ۱۸۵۷ء نواب امین الدین خاں اور مرزا ضیاء الدین خان اور میر حامد علی خان اور دیگر سرداران شہر دہلی واسطے ادائے تسلیمات دربار میں حاضر ہوئے۔ نواب ولی داد خاں رئیس مالاگڑھ[۲] نے ایک عرضی بھجی۔ اس میں لکھا تھا کہ بلند شہر کا کلکٹر مع چند سو گوروں کے لڑنے کو آیا۔ چنانچہ میں بھی معہ اپنی فوج کے روانہ ہوا اور مین پور پر کہ چھ کوس مالاگڑھ[۳]

---

۱ مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں قوسین میں دی گئی عبارت درج نہیں۔

۲-۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۵۹-۱۶۰ مشکاف صفحہ ۱۴۱ کے مطابق بلب گڑھ صحیح۔ مالاگڑھ

سے ہے، ایک لڑائی ہوئی۔ میں نے کلکٹر مذکور کو شکست دی اور تین توپیں اس کی چھین لیں۔ لاچار وہ قلعہ میں چلا گیا اور اگر کچھ میری مدد کے واسطے اور فوج بھیجی جائے تو میں کلکٹر مذکور کو ہلاک کر دوں۔ بعد ملاحظہ عرض جنرل محمد بخت خاں کو حکم ہوا کہ ایک رجمنٹ سپاہیوں کی اور دو توپ[1] واسطے مدد نواب مذکور بالا کے بھیج دے اور کوتوال شہر کو حکم ہوا کہ بہ موجب ہدایت جنرل محمد بخت خان فوج کی رسد کا انصرام کرے۔ راجہ ناہر سنگھ بلب گڑھ والے نے بذریعہ عرضی شاہ دہلی کو اطلاع دی کہ افسران افواج نیچ نے مجھ کو لکھا تھا کہ ۷۰۰ من آٹا و دیگر اجناس رسد مثل دانہ ہو وگاہ وغیرہ فوج کے واسطے جو دو دن بلب گڑھ میں مقام کریں گے، تیار رہے۔ اس واسطے عرض رسا ہوں کہ جو کچھ اس مقدمہ میں ارشاد ہو اس کی تعمیل کروں۔ قریب ۷۰ سوار ۴ رجمنٹ سواران لکھنؤ کی دہلی میں داخل ہوئی۔ ان کو حکم ہوا کہ وہ نزدیک فوج جنرل محمد بخت خان کے قیام پذیر ہوں۔ چند افسران رجمنٹ کارٹر اور لوگ[2] نے بادشاہ کو عرضی دی اور سب جنرل محمد بخت خان کے مستغیث ہوئے کہ جنرل مذکور ہماری احتیاج رفع نہیں کرتا اور اس سبب بجا آوری احکام سے ہم ناراض ہیں۔ فقط باقی آئندہ۔

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۰ ایک توپ مٹکاف صفحہ ۱۴۱ One Gun

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۰ اور مٹکاف صفحہ ۱۴۲ کے مطابق "اعلیٰ ذات کے چند سپاہیوں نے"

مطبوعہ ۱۵ ستمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی تتمہ اخبار نمبر ۲۳/۷ انھوں نے یہ بھی بادشاہ سے عرض کیا کہ ہم جو روپیہ لائے تھے وہ ہم کو واپس ملے یا مرزا مغل کے حکم میں رہے۔ بعد ملاحظہ کے ان کو تسلی اور تشفی دی اور ارشاد کیا کہ جنرل محمد بخت خاں آئندہ کو تم سے بہت سلوک ہوگا اور تمہارے اخراجات کی اس کو فکر رہے گی اور تم کو بھی لازم ہے کہ بجا آوری اس کے احکام میں کبھی قصور نہ کرو۔ ایک شقہ جنرل محمد بخت خاں کو بھیجا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ فوج کو تشفی دینی واجب ہے۔ ایک پروانہ بنام لکشمی نرائن وکیل بہادر جنگ خاں رقم ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ تم اپنے آقا کو اطلاع دو کہ دو من افیون بلا توقف شہر دہلی میں بھیج دے اور روپیہ اس کا خزانہ شاہی سے مرحمت ہوگا۔ تمام فوج کی پریڈ شہر کے باہر دہلی دروازہ سے اجمیری دروازہ تک ہوئی۔ جنرل محمد بخت خاں نے سب کو تسلی دی اور ہر ایک رجمنٹ کو شقہ بادشاہ کی طرف سے دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جو سپاہی اور افسر میدان جنگ میں کام آئیں گے ان کی پینشن مقرر ہو جاوے گی اور جو میدان جنگ میں بہادری دکھائیں گے ان کو ۵۰ بیگہ زمین مرحمت ہوگی اور نیز عہدہ جلیلہ ان کو مرحمت ہوں گے۔ اس کے بعد جنرل مذکور سوار ہو کر میگزین کی طرف گیا۔ وہاں توپ خانہ کا ملاحظہ کیا۔ چونکہ وہ سب تیار تھے

اس واسطے واپس آیا۔ دو قطعہ عریضات جنرل محمد بخت خان دربار شاہی میں آئی۔ ایک میں لکھا تھا کہ میں نے مشورہ صوبہ داران فوج سے درباب بھیجنے فوج بمقام مالاگڑھ[1] کیا تھا اور جس وقت میں حاضر ہوں گا اس کا حال بیان کروں گا اور دوسری عرضی میں تحریر تھا کہ میں بندوبست واسطے تقسیم تنخواہ ملازمان شاہی کروں گا۔ ایک عرضی افسران نیچ کی آئی۔ اس میں مرقوم تھا کہ حضور کے اقبال سے ہم نے فتح بمقام ہوڈل[2] جے پور کی فوج سے حاصل کی اور جے پور کی فوج بھاگ گئی۔ اب امیدوار ہیں کہ ۶ اتواپ کلاں اور ایک کمپنی سفرمینا کی بھیجی جائے تاکہ ہم قلعہ آگرہ کو سر کریں۔ بعد ملاحظہ کے وہ عرضی جنرل محمد بخت خاں کے پاس بھیج دی گئی۔ حسب درخواست نواب زینت محل[3] بیگم حکم بنام کوتوال جاری ہوا کہ وہ تمام تھانہ داروں کو اطلاع دے کہ روزمرہ کی رپورٹ نواب احمد قلی خان کو کیا کریں۔ یہ سن کر حکیم احسن اللہ خاں دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں رات دن کاروبار شاہی میں مصروف رہتا ہوں اور عہدہ جلیلہ مجسٹریٹی کا نواب احمد قلی خان کو دیا گیا۔ یہ سن کر بادشاہ نے حکیم موصوف کو بہت تشفی دی اور حسب احکامات سابقہ

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۱ اور مشاف صفحہ ۱۳۲ کے مطابق "بلب گڑھ" صحیح مالاگڑھ

[2] غدر کی صبح وشام میں "ہوڈل" درج نہیں۔

[3] غدر کی صبح وشام اور مشاف میں زینت محل کا نام درج نہیں۔

کوتوال کو حکم دیا کہ وہ روزمرّہ رپورٹ حکیم احسن اللہ خان کو کیا کرے۔ شہر میں افواہاً سنا گیا کہ چند گوروں نے ۳ مارواڑی اور ایک مسلمان کو بھولی بھٹیاری کے محل[1] سے گرفتار کیا اور کمپوں میں لے گئے۔ چنانچہ تینوں مارواڑیوں کو تو رہا کیا مگر مسلمان کو گولی ماردی۔ پانچ لاکھ روپیہ مہاراجہ برندر سنگھ[2] والی پٹیالہ نے جو بھیجے تھے وہ انگریزی کیمپوں میں پہنچے۔

۸؍ جولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی حسب معمول دیوان عام میں تشریف لائے اور تمام امیران عظام مجراء بجالائے۔ ۹ ہزار روپیہ پاس مرزا مغل کے بابت چار دن روزینہ فوج بھیجا گیا۔ عرضی نواب خان بہادر خان ولد نواب حافظ رحمت اللہ خان[3] رئیس بریلی کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ بریلی اور شاہجہان پور پر میں نے قبضہ کرلیا۔ اس کے جواب میں شاہ دہلی نے لکھا کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں۔ ایک عرضی افواج پیشاور کی مشعر اس بات کی کہ قریب تیس ہزار[4] آدمی ہم سب ہیں، جلدی حاضر حضور ہوتے ہیں۔ تمام سوار جو مہتاب باغ میں مقیم تھے، ان کو حکم ہوا کہ لال ڈگی اور خان علی خان

---

[1] غدر کی صبح وشام میں بھولی بھٹیاری کے محل کا ذکر نہیں (کہا جاتا ہے کہ یہ محل بھولی بختیاری نام کے ایک بزرگ نے بنوایا تھا جو بگڑ کر بھوری یا بولی یا بھولی بھٹیاری کے محل کے نام سے مشہور ہو گیا، ملاحظہ ہو بشیر الدین حصہ اوّل صفحہ ۵۶۱)

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۱ مٹکاف صفحہ ۱۴۳ کے مطابق نریندر سنگھ۔ صحیح نرندر سنگھ۔

[3] خان بہادر خان، حافظ رحمت خاں کے پوتے تھے، ملاحظہ ہو، قائدین تحریک آزادی صفحہ ۱۳

[4] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۲، دوسوار سپاہی، مٹکاف صفحہ ۱۴۳ 20,000 men

کے مکان پر جاویں اور رام چند داس گڑ والا اور دوکاندار کٹرہ گھی و پٹری نہر سعادت خان کو گرفتار کر کے پاس شاہ دہلی کے لائے اور جب انھوں نے تین ہزار چھ سو روپیہ[1] اندرانہ داخل کیا اس وقت ان کو چھوڑ دیا۔ محمد عظیم خان ولد شاہزادہ جہاں اختر نے درخواست کی کہ مجھ کو کچھ فوج مرحمت ہو کہ میں اپنے گھر والوں کو سرمد سے لے آؤں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ انگریزی فوج وہاں آنے والی ہے۔ برطبق اس کے جنرل محمد بخت خان کے نام شقہ جاری ہوا کہ محمد عظیم خاں کو وہ مدد دے۔ ۵/قصاب جو گوشت انگریزی کمپوں میں ایک چارپائی پر لئے جاتے تھے ان کو سپاہیوں نے پکڑ کر ہلاک کیا اور اسی سبب سے تمام مسلمان شہر دہلی کے ناراض ہوئے۔ ۴۰ خلاصی مع چند توپوں کے کہ جو کپتان لوئیس صاحب بہادر کمشنری آف آرڈنس نے فیروز پور سے روانہ کئے تھے۔ انگریزی کمپوں میں پہنچے۔ دس ان میں سے علیحدہ ہو کر دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ قریب ۴۰۰ انگریزوں کے کوہ نینی تال پر ہیں اور نواب رام پور نے مراد آباد[2] اور امروہہ کا انتظام کرلیا اور

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۲ اور مشکاف صفحہ ۱۴۳ کے مطابق ۶۲۰۰

[2] جون کے آخر میں نواب رام پور نے انگریزوں کی طرف سے مراد آباد کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا تھا لیکن جزوی طور پر لیکن اصل انتظام ایک باغی رہنما مجو خاں کے ہاتھ میں تھا۔ یہ انتظام اس کے پاس ۲۵، اپریل ۱۸۵۸ء تک رہا جب تک کہ جنرل جونس کی بریگیڈ وہاں نہیں پہنچ گئی۔ ملاحظہ ہو امپیریل گزیٹیر جلد نہم صفحہ ۵۰۷۔۵۰۶

نواب محمد خان والی نجیب آباد کے قبضہ میں بجنور آدم پور، نگینہ اور دھام پور وغیرہ ہے اور کرنیل لارنس صاحب بہادر کوہ آبو سے نصیر آباد میں آ گئے۔ سب راجاؤں کے وکیل دربار صاحب عدوم میں حاضر ہوئے اور صاحب موصوف نے ایک ہزار آدمی راجہ پرتاپ گڑھ سے طلب کیے۔ نواب والی جادرہ نے واسطے حفاظت نیمچ کے انہیں مقیم کیا اور پانچ ہزار سوار[1] اور سپاہی جودھ پور سے طلب کئے۔ اسی تاریخ سنا گیا کہ راؤ تلارام نے بیس گوجروں کا بہ جرم ڈکیتی سر کاٹا اور (ریواڑی کے دروازہ پر آویزاں کیا[2])۔ یہ خبر آئی کہ انگریز ہنوز لکھنؤ میں ہیں اور مچھی بھون میں انھوں نے سنگھر باندھا ہے اور بہت سی سرنگیں تیار کی ہیں مگر (گومتی کے طرف کی سرنگیں خراب ہوگئیں[3]) اور وہ بیلی گارد میں دمدمہ تیار کرتے ہیں اور انگریزوں نے فیروز پور کے قلعہ پر بھی توپیں چڑھادی ہیں۔ بغاوت اور سرکشی بنارس اور الہ آباد میں بھی ہوئی مگر انگریز خیریت سے رہے اور الہ آباد کے انگریز قلعہ کے اندر جا گھسے۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۲ اور مشکاف صفحہ ۱۴۴ کے مطابق ۵۰۰ سوار اور پیدل سپاہی۔

۲ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں یہ بات درج نہیں۔

۳ مخطوط روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں یہ بات درج نہیں۔

شاہ دہلی ۹ رجولائی ۱۸۵۷ء حسب معمول شاہ دہلی دربار میں رونق افروز ہوئے۔ چند رشتہ داران نواب محبوب علی خان نے چار روپیہ نذر گذرانی قصابان شہر مستغیث ہوئے کہ پانچ ہمارے ہمراہوں کو سپاہیان نے ہلاک کیا اور ہم کو حکم ہے کہ دوکانیں مت کھولو۔ مرزا مغل کو حکم ہوا کہ اس مقدمہ کی تحقیقات کرو اور مرزا مغل نے شہر میں منادی کرائی کہ جو کوئی شخص گاؤ ذبح کرے گا وہ سزا پائے گا۔ افواہاً سنا گیا کہ جنرل محمد بخت خاں بہ جمعیت ۱۵ ہزار پیادگان[۱] وسواران انگریزوں پر حملہ کرنے گیا تھا چنانچہ ایک لڑائی کشن گنج[۲] کے برج پر ہو رہی ہے اور انگریزوں کا سنگھر جو بیرون ٹکا ہزاری پر تھا اس کو سپاہیان نے لیا۔ جنرل محمد بخت خاں اچانک مع چند سواران کے انگریزی کمپوں میں گیا۔ بہت سے افسر اور سپاہی انگریزی کمپوں میں مارے گئے۔ توپ خانہ کی توپوں کے آدمیوں نے انگریزی کمپوں میں محمد بخت خاں کو پہچان لیا اور جہادیوں نے اس روز بہت سخت لڑائی لڑی اور سپاہیوں نے انگریزی کمپوں میں غارت گری شروع کی لیکن انگریزوں نے ایک گراب کا گولہ مارا جس کے صدمہ سے مجبور ہو کر سپاہی لوٹ آئے۔ اس دن کی فتح

---

[۱] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۳ اور مشکاف صفحہ ۱۴۵ کے مطابق "دس ہزار"

[۲] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۳ اور مشکاف صفحہ ۱۴۵ کے مطابق چھاونی صحیح۔ کشن گنج (کشن گنج سبزی منڈی کے قریب ایک محلہ تھا جہاں ۱۸۵۷ء کے دوران مورچہ بندی رہی اور مقابلے ہوئے) ملاحظہ ہو رضوی صفحہ ۳۵۸

میں بیس گھوڑے ستر اونٹ بیش قیمتی چیزیں ہاتھ آئیں اور تیرہ سوار و بارہ سپاہی مقید کر کے لائے۔ محبوب علی خان کی سرائے میں چند گورے جو چھپے تھے ان کو بھی مارا اور ان کے سر بطور نشان فتح کے بادشاہ کو پیش کیے۔ شاہ دہلی ان کو دیکھ خوش بہت ہوئے اور ایک سو روپیہ انعام دیا۔ دو گولہ انداز کالے خان کے توپ خانہ کے اس جرم سے کہ انھوں نے اور توپ خانہ کے آدمی میدان جنگ میں نہیں بھیجے گولی ماردی گئی۔

۱۰ر جولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی واسطے ملاحظہ مورچہ جات کے سلیم گڑھ تشریف لے گئے۔ نواب محمد ولی داد خان رئیس مالا گڑھ نے درخواست کی کہ کچھ مدد سپاہیان کی مجھ کو جلدی ملے ورنہ انگریز مجھے مار ڈالیں گے۔ اس پر حکم ہوا کہ جنرل محمد بخت خان بلا توقف کچھ فوج اس کی مدد کے واسطے بھیج دے۔ بادشاہ کے حضور عرض ہوئی کہ ایک لاکھ پچھتر ہزار روپیہ خزانہ میں باقی ہے۔ مہدی علی خان اور ناظر حسن علی خاں رئیس لکھنؤ[۱] کی عرضی آئی اس میں لکھا تھا کہ ہم نے تمام انگریزوں کو اس جگہ کے قتل کیا اور چند ضلع جات پر ہمارا قبضہ ہو گیا۔ بعد ملاحظہ کے ایک شقہ رضا مندی کا ان کے نام لکھا گیا۔ افواہاً یہ بھی سنا گیا کہ انگریزی فوج فصیل شہر تک واسطے حملہ آوری کے پہونچ گئی ہے۔ یہ سن کر چند ہزار سپاہی اور سوار واسطے ان کے مقابلہ کے تیار

---

[۱] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۴ پر فرزند علی خاں اور نذیر حسن علی خاں درج ہے۔

ہوئے۔ مگر بعد ازاں دریافت ہوا کہ چند سو گورے واسطے لانے نقش کے جو میدان جنگ میں پڑی ہوئی تھی، تیلی واڑہ آگئے۔ جنرل محمد بخت خان نے ایک گھوڑا واسطے سپاہیان مجروں کے طلب کیا۔ حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا کہ گھوڑا دیا جائے۔ جنرل محمد بخت خاں کے نام حکم جاری ہوا کہ کچھ فوج چندراوی پر جہاں انگریز پل تیار کیا چاہتے ہیں روانہ کی جائے۔

۱۱رجولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دیوانِ عام میں تشریف لائے اور تمام امیران شہر کا جو دربار میں حاضر تھے تسلیمات لیا۔ بعد ازاں مرزا مغل بیگ کے مکان پر تشریف لے گئے اور ایک گھنٹہ تک باہم مشورہ رہا جس وقت مراجعت فرما کر دیوان عام میں تشریف لائے جنرل محمد بخت خاں مع پچاس افسران و سپاہیان حاضر دربار ہوا اور عرض کیا کہ شقہ جو میرے پاس گیا تھا اور وہ شخص جنھوں نے برخلاف اس کے حضور میں عرض کیا ہے وہ جھوٹے ہیں۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ میں نے کوئی شقہ اس مضمون کا نہیں بھیجا۔ تب جنرل محمد بخت خان نے عرض کی کہ آئندہ کو شقہ میرے نام بمہر حضور جاری ہوا کرے۔ جنرل محمد بخت خان کی سفارش سے بادشاہ نے قبول کیا کہ وہ شخص جو میدان جنگ میں مارے جائیں گے ان کے وارثین کو پنشن دی جائے گی اور جب تمام افسر آداب تسلیمات بجالا کر رخصت ہوئے، جنرل محمد بخت

۱؎ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں جگہ کا نام درج نہیں۔

خاں نے شاہ دہلی سے عرض کی کہ میں رئیس سلطان پور علاقہ لکھنؤ اور قدیم بادشاہی عالی خاندان کے لواحقوں میں سے ہوں۔ حضور اس کی اپنے خاندان میں تحقیق کرلیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ تحقیقات کی ضرورت نہیں۔ فی الحقیقت تم بڑے بہادر ہو۔ جنرل نے عرض کیا کہ میں اس عزت کا اس وقت مستحق ہوں گا کہ جب انگریزوں کو دہلی اور میرٹھ اور آگرہ سے بھگا دوں گا۔ داروغہ املاک نواب عبدالرحمٰن رئیس جھجر کو جنرل محمد بخت خاں نے حکم دیا کہ کالا محل[۱] نواب صاحب[۲] کا خالی کردو۔ اس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ جنرل محمد بخت خان مرزا مغل کے گھر گئے اور اس سے ذکر اذکار کچھ دیر تک رہا۔ بعد ازاں کمپوں کو لوٹ گئے۔ ایک شقہ راؤ تلارام[۳] رئیس ریواڑی مشعر اس بات کے کہ بادشاہ کے موضع جو اس ضلع میں ہیں ان کی مالگذاری خزانہ سرکاری میں داخل کرے۔ حکیم عبدالحق خاں کے نام حکم جاری ہوا کہ دس سوار شاہ درہ کے تھانہ دار کے پاس بھیج دے۔ شہر میں اس بات کی منادی ہوگئی کہ جو کوئی کلدار یا ڈبل روپیہ لینے سے انکار کرے گا وہ گنہگارِ شاہ ہوگا[۴]۔

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۵ کلاں محل۔

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۵ اور مشکاف صفحہ ۱۴۶ پر نواب عبدالرحمٰن خاں درج ہے۔

۳ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں راؤ تلارام کا نام درج نہیں۔

۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۵ اور مشکاف صفحہ ۱۴۷ کے مطابق جو کوئی شخص انگریزی سکہ قبول کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔

پانچ سوار کانپور سے آئے اور مرزا مغل کے پاس جا کر بیان کیا کہ پانچ ہزار سپاہی راستہ میں ہیں اور وہ دہلی کو آنا چاہتے ہیں۔ کوتوال شہر کے نام حکم جاری ہوا کہ وہ خیمہ تیار کرا کے جنرل محمد بخت خان کے پاس واسطے آسائش اور آرام فوج کے بھیج دے اور امیر احمد علی وکیل راجہ ناہر سنگھ رئیس بلب گڑھ دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ تیس ہزار[1] آدمیوں نیچ کیمپ کے واسطے بلب گڑھ میں رسد تیار ہوگئی۔ جنرل محمد بخت خان نے فوج کو اطلاع دی کہ اگر ہوا موافق ہوگی تو کل دس بجے میں لڑنے چلوں گا۔ افواہاً یہ بھی سنا گیا کہ سو خاکیوں[2] نے تین انگریزی افسروں کو کہ انھوں نے خاکیوں کو بادشاہ دہلی کی ملازمت میں آنے نہ دیا، قتل کیا اور تھوڑے انگریز مہدی پور علاقہ بلب گڑھ میں داخل ہوئے اور زمینداروں سے کہا تم اس جگہ کو خالی کر دو۔ یہاں چندروز میں ایک لڑائی ہوگی۔ دہلی میں یہ بھی سنا گیا کہ بارہ ہزار گورے بمبئی سے دہلی میرٹھ اور آگرہ کے واسطے آتے ہیں۔ سنکھری کے گوجر[3] علاقہ ٹیکم میں باغیوں میں شامل ہوگئے اور وہاں کے گاؤں کو لوٹا تب جاٹ میرٹھ میں

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۲۶ امشکاف صفحہ ۱۴۷ کے مطابق بیس ہزار آدمی۔

[2] ''غدر کے بعد جب انگریز پنجاب سے فوج لے کر دہلی پر چڑھے تو ان کی فوج کی وردی خاکی تھی اس طرح واسطے شہر میں خاکی کا لفظ ایک اصطلاح بن گیا تھا۔ خاکی کا ذکر درحقیقت انگریز کا ذکر سمجھا جاتا تھا۔'' ملاحظہ ہو۔ غالب کا روزنامچہ صفحہ ۳۵

[3] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۲۶ اور مشکاف صفحہ ۱۴۷ کے مطابق ''۳ ہزار گوجر''

گئے اور انگریزوں سے مستغیث ہوئے اور انگریزوں نے ایک کمپنی گوروں کی اور دو توپ انہیں دی۔ وہاں ایک لڑائی ہوئی جس میں تین ہزار گوجر تھے۔ باغیوں کو شکست ہوئی۔ سو آدمی ان کے مارے گئے۔ دو سرجنٹ اور سولہ سپاہی سرکار انگریزی کے کام آئے اور سنکھری گاؤں کو آگ لگا دی۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۹ر ستمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۲ر جولائی ۱۸۵۷ء اس تاریخ کو بادشاہ دہلی مہتاب باغ میں تشریف لے گئے جس وقت وہاں سے مراجعت کی تو نواب حامد علی خان اور نواب حسن علی خان مع اپنے فرزند سعادت علی خاں کے اور حسین مرزا ناظر اور مظفر الدولہ دربار میں حاضر ہوئے، اور مجرا بجالائے۔ نواب حسن علی خان نے پانچ روپیہ نذر گزرانی اور مظفر الدولہ نے ایک عرضی مرسلہ مہدی علی خان اور باقر علی خان[۱] فرزندان آغا میر رئیس لکھنؤ پیش کی۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم نے کانپور میں سب انگریزوں کو قتل کیا اور بعد بندوبست کرنے اس جگہ کے ہم لکھنؤ کی جانب گئے اور بعد بندوبست کرنے لکھنؤ کے ہم بنارس کو جائیں گے اور بعد ازاں حضور کی فوج میں مقام دہلی شامل ہوں گے۔ لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ ایک شقہ حضور سے مرحمت ہو بعد ملاحظہ کے وہ عرضی حکیم احسن اللہ

۱غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۶ بشیر علی خاں مثکاف صفحہ ۱۲۸ Basur Ali Khan صحیح باقر علی خاں

خان نے دربار شاہی میں حاضر کیا۔ عرالتیصات مرسلہ احمد علی خان والی کرنال اور فیض اللہ خاں رئیس کپورا اور مولوی احمد علی ساکن بلب گڑھ دربار شاہی میں گزری ان میں لکھا تھا کہ ہم خیر خواہ اور بندگان شاہی ہیں۔ اس کے جواب میں بذریعہ شقہ ان کو حکم دیا گیا کہ تم اپنی فوج لے کر حاضر ہو۔ ایک عرضی یوسف علی خان والی رام پور کی بھی مشعر اس بات کے کہ چند ضلع جات کو میں نے اپنے قبضہ میں کرلیا اور حضور کے حکم ثانی کا منتظر ہوں۔ اس پر بھی حکم ہوا کہ تم مع اپنی فوج کے حاضر ہو۔ کوتوال کی عرضی دربار بھیجنے ۳۰ خیموں کے جنرل محمد بخت خاں کے کمپوں میں پہنچی۔ تھانہ دار کشمیری دروازہ نے ہمراہ عرضی کے اسباب چند اشخاص کا کہ جو لاوارث مر گئے تھے دربار شاہی میں ارسال کیا۔ جنرل محمد بخت خان نے ایک عرضی بھیجی اس میں لکھا تھا کہ ۵ لاکھ روپئے[1] نواب جھجر کو اس مقدمہ میں لکھا گیا۔ ۹ سائیس انگریزی کمپوں سے بھاگ کر مرزا مغل کے پاس آئے اور بیان کیا کہ انگریزوں کے پاس فقط دو ہزار سپاہی ہیں اور بہ باعث قلت رسد کے بھوکے مرتے ہیں اور ان کے پاس میگزین بھی نہیں ہے اور چند روز سے راجہ پٹیالہ نے رسد بند کردی ہے۔ ۳۰۰ سوار گرد و نواح کے ضلع سے جنرل محمد بخت خان کے پاس آئے۔ ایک سوار کانپور سے اسی تاریخ دہلی میں آیا اور عرض کی کہ تین

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۷، منکاف صفحہ ۱۴۸ کے مطابق چار لاکھ

رجمنٹ پیادگان اور دو رجمنٹ سواران[1] دہلی کو چلی آتی ہیں۔ احمد خاں رسالہ دار انگریزی کمپوں سے بھاگ کر اپنے گھر کہ جو کوچہ چیلاں[2] محلات دہلی واقع تھا، آیا لیکن محمد بخت خان نے اس شبہ سے کہ شاید وہ انگریزوں کا جاسوس ہو، گرفتار کیا اور کوتوالی کی حوالات میں رکھا۔ دو انگریز سرجن[3] جو بریلی کے کمپوں کے ساتھ آئے تھے وہ بھی کوتوالی میں بھیجے گئے۔ دو گورے جو پہاڑ گنج میں پوشیدہ تھے ان کے سر سواران باغی نے کاٹ لئے۔ ۵ اونٹ رسد کے جو انگریزی کمپوں میں جاتے تھے متصل باغپت[4] ان کو پکڑ کر بحضور شاہ دہلی لائے۔ اس روز یہ بھی شہر میں افواہ ہوئی کہ راجہ الور کی فوج نے نیچ کے کمپیوں کا مقابلہ کیا تھا مگر شکست کھائی اور دو تین توپیں باغیوں نے چھین لیں اور سپاہیان فوج نصیر آباد کا ارادہ ہے کہ مرزا تیمور[5] کو اپنا جنرل بنائیں تھوڑے جاٹوں نے نواب ولی داد خان کی ۳ توپیں چھین لیں تھیں لیکن اب بہ باعث اس کے کہ ولی داد خان شاہ دہلی کا رشتہ دار ہے وہ پھرنا چاہتے ہیں اور تمام فوج کا ارادہ ہے کہ انگریزوں پر حملہ آور ہوں اور حسب الحکم شاہ دہلی

۱۔ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۸ مشکاف صفحہ ۱۴۹ کے مطابق "چار پلٹنیں"

۲۔ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں محلے کا نام درج نہیں۔

۳۔ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۸ اور مشکاف صفحہ ۱۴۹ کے مطابق سارجنٹ۔

۴۔ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں باغپت درج نہیں۔

۵۔ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۶۸ مرزا جمال مشکاف صفحہ ۱۴۹ Mirza Jaimul صحیح۔ مرزا تیمور

محصول ۸ آنہ فی من شکر پر لگایا گیا۔ ۱۰ سوار راجہ بلب گڑھ کے جو انگریزی کمپوں میں آگرہ[1] سے آتے تھے۔ متصل مقبرہ صفدر جنگ مع ایک بگی اور انگریزی چٹھی کے مقید ہوئے۔ ایک شخص یہ بھی دربار شاہی میں بیان کیا کہ افواج جھانسی دوتیا[2] اور نیچ سب متفق ہوگئی اور انھوں نے آگرہ پر حملہ کیا اور تین میل کے فاصلہ پر قلعہ سے جہاں انگریزوں نے مورچہ تیار کیا تھا ایک لڑائی ہوئی۔ انگریزوں کو شکست ہوئی اور پسپا ہوکر قلعہ کو بھاگے مگر سپاہیان باغی نے ان کا وہاں بھی پیچھا کیا اور جب انگریزوں نے دیکھا کہ ہم افواج ہندوستانی باغی کے مقابل ٹھہر نہیں سکتے تب وہ مجبور ہوکر قلعہ کے دوسرے دروازہ سے بھاگ گئے۔ جنرل محمد بخت خاں یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بذریعہ منادی کے شہر میں مشتہر کیا گیا کہ آگرہ کا قلعہ نیچ اور جھانسی کی فوج نے فتح کیا اور تمام انگریز نیست و نابود ہوگئے۔

مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۳ جولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی خاص پورہ[3] دروازہ سے ہوکر دیوان عام میں تشریف لائے۔ تمام امیران اور سرداران دہلی نے بہ عادت معہودہ

---

[1] غدر کی صبح و شام اور مشاف میں آگرہ درج نہیں۔

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۲۸ مشاف صفحہ ۱۴۹ کے مطابق متھرا۔ صحیح متھرا۔

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۲۹ مشاف صفحہ ۱۵۰ کے مطابق کھورہ دروازہ صحیح "خاص پورہ دروازہ"

مجرا کیا اور متضمن فتح آگرہ کے بہت دیر تک ذکر اذکار ہوتا رہا۔ ایک رجمنٹ سپاہی نے فتح آگرہ مژدہ میں سامنے بادشاہ دہلی باجا بجوایا اور بادشاہ نے خوش ہو کر دو اشرفیاں انعام دیں۔ بادشاہ نے حکیم عبدالحق خاں سے کہا کہ سوار بلب گڑھ کے جو تمہاری سازش سے چھٹیاں انگریزی کمپوں میں لے جاتے تھے۔ گرفتار ہوئے حکیم احسن اللہ خان جو اس وقت دربار میں موجود تھے۔ اس نے واسطے بریت حکیم عبدالحق خاں کے کہا کہ دو برس[۱] سے حکیم عبدالحق خان نے ریاست بلب گڑھ کی چھوڑ دی ہے اور راجہ بلب گڑھ کا ارادہ ہے کہ اس کو گرفتار کرے اور اس وجہ سے ثابت ہے کہ اس کی سازش سواران بلب گڑھ سے محض ناممکن ہے۔ مرزا نوشہ اور مکرم علی خاں نے ایک قصیدہ من تصنیف خود ہا بادشاہ کی مدح میں پڑھا۔ شام کے وقت بادشاہ دہلی نے تین خوان کھانے کے رشتہ داران شاہ شجاع الملک[۲] کے پاس بھیجے (نواب حسن علی خان) کے چھوٹے بیٹے نے چار روپیہ نذر گزاری[۳] تھانہ دار نگم مودی[۴] ہمراہ اپنے عرضی کے ایک دوربین ۵ اور بکس وغیرہ

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۹ امشکاف صفحہ ۱۵۰ کے مطابق تین سال

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۶۹ امشکاف صفحہ ۱۵۰ کے مطابق ''امیر کابل کے اعزا''

۳ غدر کی صبح و شام میں یہ بات درج نہیں۔

۴ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں تھانہ دار کا نام نہیں۔

۵ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں دوربین درج نہیں۔

میگزین کہ جو خانہ تلاشی کے وقت خلاصیوں کے گھروں میں سے نکلے تھے، بحضور شاہ دہلی ارسال کیے۔ نواب عبدالرحمٰن خاں والی جھجر کو لکھا گیا کہ اگر تم پانچ لاکھ روپیہ (نہ بھیج سکو تو تین لاکھ[1]) ضرور بھیج دو۔ درصورت انکار کے افواج جرار واسطے خبر گیری تمہاری کے بھیجی جائے گی۔ ۳۱ توپیں سلیم گڑھ کی برج سے متضمن فتح آگرہ سر ہوئیں ہیں اور اس قدر اتواپ جنرل محمد خان کے کمپوں سے چلیں۔ چار ہزار روپیہ[2] و تختہ شہتیر بانس بلی وغیرہ میر مہدی سوداگر کی دوکان پر سے کہ جو دریا جمن کے کنارے پر واقع تھی، سپاہیان نے واسطے پکانے روٹی کے لوٹ لئے۔ محمد بخت خان جنرل نے شہر میں منادی کروائی کہ جو کوئی سپاہی باشندگان شہر کی تختہ وغیرہ لوٹے گا وہ سخت سزا دیا جائے گا۔ اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ فتح گڑھ میں ایک لڑائی فی مابین انگریزوں اور سپاہیان ہندوستانی کے ہوئی اور اس میں ہندوستانی فتح یاب ہوئے۔ جنرل محمد بخت خاں نے پانچ سو روپیہ[3] درباب فتح آگرہ کے توپ خانہ کے آدمیوں کو تقسیم کیے۔ جنرل بحضور شاہ حاضر ہوا۔ ایک آدمی انگریزی

---

[1] اس روزنامچے میں یہ جملہ نامکمل تھا۔ قوسین میں درج الفاظ غدر کی صبح وشام کے صفحہ ۱۶۹ سے نقل کئے گئے ہیں تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔

[2] غدر کی صبح وشام اور مشاف میں روپیوں کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

[3] مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) چار روپیہ صحیح پانچ سو روپیہ۔

کمپوں سے آیا اور اطلاع دی کہ انگریزوں کی رسد عرب سرائے پر ہے۔ جنرل نے یہ سن کر چاہا کہ اس کو روکیں۔ پانچ ہزار سیڑھیاں[1] جنرل محمد بخت خان نے واسطے اس مطلب کے کہ انگریزی فوج شہر پر حملہ کرے تو فوج کے سپاہی ان کے ذریعہ سے شہر کی دیواروں سے اتر جائیں۔

۱۴ر جولائی ۱۸۵۷ء کو بادشاہ خاص پورہ دروازہ سے ہوکر دیوان عام میں جلوس فرما ہوئے۔ مرزا امین الدین خان اور مرزا ضیاء الدین خان اور نواب حسن علی خان مع دیگر چند سرداران دربار میں حاضر ہوئے اور آداب مجرا بجا لائے۔ مرزا احمد حسین خان بیگ برادر زادے مولوی صدر الدین خان نے پانچ روپیہ اور منصف کریم علی خان[2] نے دو روپیہ اور جواہر لال وکیل فضل حسین خان برادر محمد خان نے اشرفی اپنے آقا کی طرف سے نذر گزرانی بادشاہ نے کریم علی خان منصف سے کہ اوپر عہدہ مجسٹریٹ شہر کے تم برقرار ہوئے لہٰذا چاہئے کہ بندوبست قرار واقعی کرو۔ تین عرضیاں جنرل محمد بخت خان کی طرف سے ایک مشعر عطائے پانچ ہزار روپیہ واسطے جہادیوں کے اور دوسری درباب بھیجنے رسید رقم مذکورہ بالا اور تیسری درباب

---

[1] مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۵۴۹ ہزار سپاہی صحیح "۵ ہزار سیڑھیاں"۔

[2] غدر کی صبح و شام اور مٹکاف نے منصف کریم علی خان کی نذر گزارنے کا ذکر کرنے کے بعد ۱۴ جولائی کی روداد ختم کردی ہے جبکہ اس روزنامچے میں ۱۴ جولائی کے واقعات کافی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

کرنے سفارش امیران عظام دہلی کے کہ وہ جہاد پر خلاف انگریزوں کے شامل ہوں، بحضور شاہ دہلی آئیں۔ حسن درخواست زبانی حکم معرفت دربانوں کے تمام امیروں کے پاس اس مراد سے بھیجا گیا کہ جہاں فوج لڑنے کو جائے وہ بھی ساتھ جایا کریں۔ کوتوالی شہر نے ہمراہ اپنی عرضی کے دو گاڑیاں کارتوس صندوق اور اسباب میگزین کی روانہ کیں۔ بعد ملاحظہ کے وہ رجب علی داروغہ میگزین کے حوالہ کی گئی۔ احکام بنام راجہ تلا رام رئیس ریواڑی کے اس مضمون سے جاری ہوا کہ روپیہ مالگذاری بادشاہ کے دو موضع کا جو اس کے علاقہ میں واقع ہیں بھیج دیں۔ (اور ایک فرد وہ مخارج اور خرچ اپنے پرگنہ کا ارسال حضور کرے[۱]) بادشاہ نے نواب زینت محل بیگم اور مکند لال داروغہ سے کہا کہ ملازمان قدیم شاہی کی تنخواہ تم اپنی رقم میں سے تقسیم کردو۔ پانچ سوار کانپور سے آئے اور مرزا مغل کے پاس گئے اور عرض کی کہ پچاس ہزار سپاہ نیچ اور دیگر مقامات سے دہلی کو براہ لکھنؤ[۲] چلی آتی ہیں۔ تمام سپاہی جو زیر جھروکہ مقیم تھے اور کبھی لڑنے کو نہیں گئے تھے ان کو حکم واسطے لڑنے کے صادر ہوا اور درصورت نہ ماننے حکم کے ان کی تنخواہ بند کی جائے گی (میر فتح علی داروغہ بجمعیت دو سو آدمیوں کے نئی بھرتی کے انگریزوں پر حملہ

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔

۲ مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں براہ لکھنؤ درج نہیں۔

کرنے گیا[1]) یہ بھی سنا گیا کہ جنرل محمد بخت خاں نے اپنی سپاہ کو پانچ برگیڈ میں تقسیم کیا۔ ہر ایک برگیڈ میں تین ہزار آدمی اور تین توپیں تھیں اور یہ برگیڈ بمقابلہ مورچہ جات افواج انگریزی کے قائم کی گئی۔ جگہ برگیڈ کی ایک کابلی دروازہ، دوسرا عیدگاہ، تیسرا کشن گنج چوتھا مٹکا ہزاری کا پھاٹک مقرر ہوئی اور ایک لڑائی صبح سے شروع ہوئی۔ افواج باغی نے انگریزوں کو دو مورچے سے ہٹا دیا لیکن تیسرے مورچہ سے انگریزوں نے ایسی گراب مارنی شروع کی کہ سپاہی مجبور ہو کر بھاگ نکلے اور انگریز بدستور اپنے کھوئے ہوئے مورچہ پر قابض ہوئے۔ دھیرج کی پہاڑی کی برگیڈ کو بھی شکست ہوئی اور وہ بھی لاچار ہو کر بھاگ گئی لیکن سوار برگیڈ[2] کے کابلی دروازہ پر پہونچے اور بہت دیر تک انگریزوں سے لڑتے رہے۔ چند گورے بھیرو کے مندر میں جا چھپے تھے۔ بہت گولے گراب کے شہر کے دروازہ سے اس مراد سے سر ہوئے کہ وہ اپنے کمپوں کو لوٹ آئیں۔ جہادی لوگ چار سر گوروں کے کاٹ کر فتح کے مژدہ میں قلعہ کو لے گئے۔ شاہ دہلی نے عہدہ پرمٹ کی کلکٹری کا نواب احمد قلی خان کو دیا اور اس نے موتی لال کی مدد سے انتظام شائستہ واسطے جمع کرنے محصول کے کیا اور وہ اس طرح پر تھا کہ ۱۲/ فی من چینی اور ۸/ فی من شکر اور ۴/ فی من قند سیاہ اور عنصر فی من نمک اور ۴/ فی من کھاری نمک ایک

---

[1] قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ میں درج نہیں۔

منشی اور ایک گارد ہر ایک دروازہ شہر پر واسطے جمع کرنے زر محصول کے متعین کیا گیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۳/اکتوبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۵/جولائی ۱۸۵۷ء [1] مرزا امین الدین خان اور مرزا ضیاء الدین خان اور نواب حسن علی خاں اور میر حامد علی خان اور ناظر حسین مرزا اور دیگر امرایان عظام شہر کے واسطے اداء مجراء کے دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ ان کو چٹھی افسران افواج نیچ متھرا کی مقام سے مورچہ ۱۶/ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ ملاحظہ حضور میں گزری۔ اس میں لکھا تھا کہ جس وقت ہم آگرہ کو جاتے تھے راجہ الور کی فوج سے ہماری ایک لڑائی ہوئی۔ ہم نے راجہ کی فوج کو شکست دی اور وہ مجبور ہو کر بھاگ گئے اور جب ہم آگرہ کو پہونچے تو ایک ہزار گورے ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے آئے مگر حضور کے اقبال سے ہم نے ان کو شکست دی اور وہ قلعہ میں گھس گئے اور بباعث نہ موجود ہونے اتواپ کلاں کے ہم قلعہ کو فتح نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا ہم متھرا کو لوٹ آئے اور یہاں ہم حضور کے جواب کے منتظر ہیں۔ اس پر حکم ہوا کہ وہ اپنے تئیں ملازم شاہی سمجھیں۔

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۰ تا صفحہ ۱۷۲ منکاف صفحہ ۱۵۱ تا صفحہ ۱۵۳ پر ۱۵/جولائی کی جو روداد بیان کی گئی ہے وہ اس روزنامچے میں ۱۷ جولائی کی روداد کے تحت بیان کی گئی ہے۔ اس روزنامچے میں ۱۵ اور ۱۶ جولائی کے تحت جو واقعات بیان کئے گئے ان کا ذکر غدر کی صبح و شام اور منکاف میں نہیں کیا گیا ہے۔

چند سواران نے گوڑگانوہ سے بذریعہ عرضی خبر دی کہ انگریزی کیمپوں سے ایک انگریز یہاں آیا تھا لیکن پیشتر ہم کو خبر ہونے کے وہ چلا گیا۔ مگر ہم نے تین گوروں کو جو پیچھے رہ گئے تھے گرفتار کیا۔ شاہ دہلی نے زبانی پیغام جنرل محمد بخت خان کو بھیجا اور کہا حسب اقرار دربار میں تمہارے نہ حاضر ہونے کا کیا سبب ہے اور طبیعت کس طرح سے ہے۔ کسی مغل نے دو روپیہ نذرانہ معرفت حکیم احسن اللہ خان کے گزرانی انواب زینت محل بیگم نے ہمراہ محمد علی خان ولد نواب محمود علی خان مغفور کے تین قفل بند صندوق اپنے گھر واقع محلہ لال کوئیں میں بھیجے۔ صبح کو چند سپاہی کشن گنج کو واسطے لانے نعش اپنے دوستوں کی جو پہلے دن کی لڑائی میں مرے تھے گئے اور نیز گورے بھی اسی طلب کو گئے اس میں ایک نوکا جھونکی ہوئی اور دونوں طرف سے گولیاں چلتی رہیں۔ مگر نقصان کسی طرف نہیں پہونچا اور اپنے اپنے کی نعش سپاہی لے گئے۔ بعد دوپہر کے محمد بخت خاں واسطے اداء مجراء کے دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ انگریزوں پر کب تک فتح یاب ہوگے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ جب خدا کی مرضی ہوگی (بڑی دیر تک جنرل محمد بخت خان اور شاہ دہلی کی گفتگو ہوتی رہی۔[1]) غلام نبی خان حسب الحکم جھجر کو

---

[1] قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔

گیا۔ خبر آئی قریب دوسو آدمی کے جھانسی سے غازی آباد میں پہونچے اور کل دہلی میں حاضر ہوں گے۔ محمد بخت خان نے تمام افسران فوج کو کہلا بھیجا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ لڑائی میں سپاہی پیٹھ دکھا جاتے ہیں اور بعد مشورہ کے یہ بات قرار پائی ہے کہ سب سپاہی (اپنا اپنا روپیہ جنرل محمد بخت خان کے حوالہ کریں اور جو سپاہی[۱]) میدان جنگ میں مارا جائے گا اس کا روپیہ بجنسہ اس کے گھر بھیج دیا جائے گا اور انگریزی طریقِ فوج کے بندوبست کے واسطہ عمل میں لایا جائے گا۔ جب یہ حکم سنایا گیا تو سپاہیان نے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ نیچ کی فوج نے بمقام متھرا گماشتہ سیٹھ لکشمی چند سے کئی لاکھ روپیہ طلب کیا ہے اور انگریز آگرہ میں مسلمانوں پر بہت ظلم کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سو شتر اور ستر چھکڑے اور چالیس ہاتھی اسباب لڑائی اور اسلحہ کے مع ایک انگریزی افسر اور ایک ہزار گورے اور ایک سو سوار باغپت کے پل کو عبور کر کے انگریزی کمپوں میں براہ تونی (؟) شامل ہوئے۔

۱۶ر جولائی ۱۸۵۷ء کو شاہ دہلی سلیم گڑھ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حکم دیا کہ افواج دوسری طرف پل کے واسطے استقبال جھانسی کی فوج کے

---

[۱] قوسین میں دی گئی سطر اس روزنامچے میں درج نہیں تھی جس وجہ سے جملہ نامکمل تھا اس سطر کو مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) صفحہ ۵۳ سے نقل کیا گیا ہے تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔

جس میں پانچ کمپنیاں پیادگان اور قریب دو سو سواران مع تین ضرب توپ اور دو ہاتھی اور چار سو جہادی اور ایک پٹی روپیہ کے ہے جائے۔ جس وقت کہ وہ سلیم گڑھ میں پہونچے بادشاہ کو آداب بجالائے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ اجمیری دروازہ کے باہر قیام پذیر ہوں۔ بعدہٗ بادشاہ قلعہ میں گئے اور دیوان عام میں داخل ہوئے۔ تمام امیران اور سرداران نے مجرا کیا۔ افسر تمام رجمنٹوں کے سوائے رجمنٹ بریلی کے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ ہم کو فرماں برداری جنرل محمد بخت خان کی منظور نہیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایک جنرل تمام فوج پر مقرر کیا جاوے۔ مگر افسران نے یہ بھی بیان کیا کہ محمد بخت خان کی تابعداری نہیں کریں گے۔ وہ بریلی کی برگیڈ کا جنرل ہے اور تین جنرل واسطے نصیر آباد اور ہانسی اور میرٹھ کی فوج کے واسطے ضرورت ہیں اور دہلی کی فوج کے واسطے لڑائی کے وقت باری باری ہر ایک جنرل اپنی سپاہ کے ساتھ چلا کرے۔ اس بندوبست سے واضح ہوگا کہ کون کون سی فوج خوب لڑی اور کون کونسی بھاگ آئی۔ بادشاہ نے اس کو منظور کیا اور حکم دیا کہ تم اپنے جنرل مقرر کرلو۔ حکم جاری ہوا کہ غلام علی خان اور غلام رسول خان مع اپنے بھائیوں کے حاضر ہوکر ملازم شاہی ہوں۔ ایک عرضی اسی تاریخ اس مضمون کی آئی کہ واسطے توڑنے قلعہ آگرہ کے بھاری

توپ مرحمت ہوں۔ اس پر حکم ہوا کہ یہاں بھاری توپ نہیں ہیں اور تم حاضر حضور جلد ہو۔ ۳۸۰۰۰ روپیہ واسطے تقسیم چار روزہ سپاہیان کے مرزا مغل کے پاس بھیجا گیا۔ شیخ امیر علی امروہہ والہ کی عرضی اس مضمون سے کہ میں نے امروہہ کو اپنے قبضہ میں کرلیا ہے اب مجھ کو حکم ہو کہ میں حکمرانی کروں، پہونچی۔ بعد ملاحظہ کے حکم ہوا کہ تمام گھوڑے جو ہاپڑ کے اصپبل سے زمیندار قرب وجوار کے لے گئے ہیں ان کو جمع کر کے روانہ کرو۔ ایک عرضی بسنت علی خاں خواجہ سرائی کی بدیں مضمون کہ میرا قصور معاف ہو اور مجھ کو اجازت قلعہ میں آنے کی ہو بملاحظہ شاہ دہلی گزری۔ بعد ملاحظہ کے پارہ پارہ کی گئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کوئی گنہ گار میرا نوکر ہو۔ تمام فوج حسب الحکم جنرل محمد بخت خان کے دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم نے اپنے تمام افسران کو ہلاک کیا۔ اس پر بادشاہ نے آفریں کی اور کہا کہ تم انگریزوں سے بہت جواں مردی اور دلیری سے لڑو اور پانچ سو روپیہ واسطے دعوت کی عنایت فرمائے۔ یہ بھی دریافت ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ ان کے پاس ہے۔ مگر انھوں نے آپس میں چھپا رکھا ہے۔ بعد دوپہر کے شاہ دہلی سلیم گڑھ میں تشریف لے گئے اور ملاحظہ کیا۔ قریب دو سو سواروں نے متصل بسئی ضلع گڑگانوہ میں ایک کرانچی جس میں ایک توپ اور کچھ چینی کے برتن

تھے معہ چھ شتران محمولہ خیمہ ہا گرفتار کر کے بحضور شاہ دہلی لائے۔ اس پر حکم ہوا کہ میر رجب علی داروغہ میگزین کے سپرد کیے جاویں۔ جنرل محمد بخت خان کے پاس ایک بڑی توپ ہے وہ اس نے قلعہ میں بھیج دی۔ قلندر بخش رسالہ دار راجہ والی بلب گڑھ کا جو پرانے قلعہ میں رہتا تھا گرفتار ہوا اور تمام اس کے مال کو قرق کر کے پہرہ سپاہیان کا اس کے گھر پر بٹھا دیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۴/اکتوبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت در بادشاہ دہلی ۱۷/جولائی[۱] ۱۸۵۷ء بادشاہ بعادت معہودہ دربار میں رونق افروز ہوئے۔ میر حامد علی خان[۲] و دیگر روسا شہر مجرا بجالائے۔ ایک عرضی برکت علی رسالہ دار لکھنؤ کی مشعر اس بات کی کہ میں نے ۷۰۰۰ پیادہ اور سوار فراہم کر کے تمام انگریزان بیلی گارد کو قتل اور آپ کی دہائی پھیر دی۔ اجودھیا پرشاد اور ٹھاکر داس سوداگران نے عرضی گزرانی اس میں لکھا تھا کہ ہماری دوکان میں شراب بہت ہے مگر کوتوال شہر کا اس کو ضبط کیا چاہتا ہے۔ زمیندار بسئی علاقہ گوڑ گانوہ بہ دربار شاہ دہلی مستغیث ہوئے کہ ۲۰۰ سواران نے ایک کرانچی اور ۶ عدد اونٹ ہمارے لوٹ لئے۔ بعد غور کے بادشاہ نے کہا

۱۔ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں یہ واقعات ۱۵ جولائی کے تحت بیان ہوئے ہیں۔ ۱۵/جولائی کے بعد ۱۸ جولائی کی روداد درج کی گئی ہے۔

۲۔ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۰ منکاف صفحہ ۱۵۱ کے مطابق مرزا احمد علی خاں

کہ زمیندار جھوٹے ہیں اور مقدمہ کو ڈسمس کیا۔ نیچ کی کمپوں سے ایک عرضی دربابِ طلب اتواپ کلاں آئی۔ اس پر حکم ہوا کہ جب تک انگریزوں کو پہاڑی پر شکست نہ ہو جائے گی توپ نہیں ملے گی۔ جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوا اور بعد اداء مجراء کے عرض کیا کہ شکر اور نمک پر محصول لگانا آئندہ کو مناسب نہیں اور اگر ایسا نہ ہوگا تو کوئی شخص بیچنے نہ آوے گا اور اس سبب سے فوج کو بہت تکلیف ہوگی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ ہم کو اس سے بہت لاعلمی تھی۔ اب شہر میں مشتہر کرادو کہ شکر اور نمک کا محصول چھوڑ دیا جائے۔ بادشاہ نے جنرل محمد بخت خاں سے فرمایا کہ افسران فوج نے چاہا تھا کہ تین جنرل مقرر کریں۔ اس پر محمد بخت خان نے عرض کی کہ وہ لوگ جن کا حسب ونسب درست ہے احکامات حضور کے مطیع رہیں گے۔ مگر نمک حرام کمینے عدول حکمی کریں گے۔ دو کمپنی گرانڈیل رجمنٹ کے انبالہ سے دہلی مین آئیں اور بیان کیا کہ راجہ پٹیالہ نے کئی ہزار سپاہی جو اس کے حدود میں ہو کر جانب دہلی آتے تھے ان کو توپوں سے اُڑا دیا یا دو گولہ انداز اور دو سپاہی سفر مینا کی پلٹن کے انگریزی کمپوں سے بھاگ کر افواج شاہ دہلی میں مشمول ہوئے اور وہ حیدر حسن[۱] داروغہ کی سفارش کرنے سے نوکر ہو گئے۔ کوئی شخص انگریزی کمپوں کو دوربین سے دیکھ رہا تھا اور سپاہیان نے گرفتار کرلیا۔ مرزا

---

[۱] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۱ سید حسین، مشاف صفحہ ۱۵۲ Said Hassain، صحیح: حیدر حسن

مغل نے ایک بہت اچھی دوربین بادشاہ کے نذر گزرانی۔ نواب زینت محل بیگم اپنے مکان پر واقع لال کنواں واسطے بندوبست اداء طلب سپاہیان تشریف لے گئیں۔ مرزا مغل اور دیگر افسران نے مشورہ کیا اور یہ ٹھہرا کہ تین جنرل مقرر کیے جائیں ہر ایک جنرل کے زیرِ حکومت ۸ رجمنٹ پیادگان اور ۲ رجمنٹ سواران مقرر کیے جائیں۔ پس اس صورت میں جنرل محمد بخت خان کی حکومت کا فقط بریلی کے بریگیڈ پر حصر ہو جائیگا اور انگریزوں سے بلا ناغہ لڑائی ہوتی رہے گی۔ ولی داد خان مالا گڑھ کی عرضی آئی اس میں لکھا تھا کہ میرا جاٹوں نے پھر محاصرہ کرلیا ہے۔ کچھ فوج سرکار سے مرحمت ہو بعد ملاحظہ کے وہ عرضی حکیم احسن اللہ خان کو دے دی گئی۔ بادشاہ کو یہ بھی خبر پہونچی کہ جنرل محمد بخت خان نے سالک رام خزانچی کو طلب کیا اور کہا کہ بیجات اپنی حاضر کرو۔ اس پر خزانچی نے کہا کہ سب بہی جات اور کاغذات اور کئی ہزار روپیہ میرا لٹ گیا اور میں برباد ہوگیا۔ اس پر محمد بخت خاں نے اسے رخصت کیا مگر اس کے مکان پر پہرہ سپاہیان کا بٹھا دیا۔ اسی تاریخ خبر آئی کہ انگریزوں نے ایک دمدمہ متصل مسجد میر غالب[1] تیار کیا ہے اور اس پر توپیں لگائی ہیں۔ یہ بھی خبر آئی کہ کپتان روبرٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ سرسہ نے مع فوج نواب بھاولپور اور راجہ بیکانیر کے ہانسی اور حصار کا تسلط کرلیا اور

---

[1] غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں مسجد کا نام درج نہیں۔

اب وہ سانیلہ میں آئی ہیں اور کچھ فوج انگریزی علی پور سے کرنال میں واسطے انتظام راستہ کے متعین ہوئی ہے۔ جھجر کی خبر سے دریافت ہوا کہ نواب بہادر جنگ خان نے کچھ جواہرات اپنا بعوض سولہ ہزار روپیہ کے پاس نواب جھجر کے گرو رکھا اور روپے کو لے کر اپنے تصرف میں لئے مگر دوسری بار کچھ اور جواہرات بعوض یعنی تیرہ ہزار روپیہ کے پاس نواب جھجر کے بھیجا تک انھوں نے زیور اپنے پہلے قرضہ میں چھین لیا۔ بہادر جنگ خاں نے اس بے اعتباری اور بے ایمانی پر بہت سی دلیلیں کیں اور کہا ہم کو فوج کے دینے کے واسطے یہ روپیہ نہایت مطلوب ہے۔ مگر کہنا کچھ سودمند نہ ہوا۔ جھجر میں یہ بھی افواہ ہوئی کہ ۱۱ر رجمنٹ سپاہیان پیادگان اور ۸ر رجمنٹ پیادہ اور ۹ کمپنیاں توپ خانہ کی لشکر اور سنگاپور سے ٦ تاریخ ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ کو نارنول میں پہونچے گی اور راجہ بلب گڑھ نے ۱۲۰۰ سوار کہ جو پہلے انگریزوں کے نوکر تھے، ملازم رکھے اور سب طرح کے بڑھاوے ان کو دیتا ہے اور یہ بھی سنا گیا کہ چندوسی کے گوجروں نے باشندگان شہر کو لوٹ لیا اور ۵۰۰ آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور نواب محمد خان والی نجیب آباد[1] نے بجنور کے خزانہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔

۱۸ر جولائی ۱۸۵۷ء بادشاہ دہلی خاص پورہ کے دروازے سے

---

[1] غدر کی صبح و شام اور مکاف میں نجیب آباد درج نہیں۔

دیوان عام میں تشریف لائے اور تسلیمات اور مجرا امرایان کا جو وہاں حاضر تھے قبول کیا۔ اور محل میں داخل ہوئے۔ ایک شقہ بنام مدن سنگھ زمیندار ساکن ان روے دریاء جمن جاری کیا۔ اس میں مندرج تھا کہ حسب اقرار اپنی لوٹ اور بربادی کو موقوف کرو۔ دو توپ خانہ کے آدمیوں کو حیدر حسن علی خان داروغہ توپ خانہ نے حاضر کیا۔ انھوں نے عرض کی کہ ۶۰۰۰ آدمی[۱] انگریزی کمپوں میں ہیں۔ بادشاہ نے حکیم احسن اللہ خان[۲] کو حکم دیا کہ نواب جھجر کو لکھا جائے کہ وہ بلاتوقف ۳۰۰۰۰۰ (تین لاکھ روپے) بھیج دے۔ دہلی اور نصیر آباد کی فوج اس تاریخ کو انگریزوں سے لڑنے گئی اور ایک جنگِ عظیم بہت دیر تک ہوئی۔ آخر کار انگریز مجبور ہو کر بھاگے اور اپنی اتواپ میدان جنگ میں چھوڑ گئے۔ جھانسی کی فوج نے بہت بہادری سے انگریزوں کا محاصرہ کیا اور ۵۰ تن ان میں[۳] کے مارے۔ سپاہیان کا ارادہ تھا کہ اتواپ کو لے جائیں مگر وہ ایسی مضبوطی سے زمین میں گڑی ہوئی تھیں کہ ایک دوسرے سے بذریعہ زنجیر پیوند تھیں کہ وہ ہرگز ان کو سرکا نہ سکے۔ پھر ایک ہزار انگریزی سپاہیوں نے ہندوستانی سپاہیوں پر حملہ کیا۔ اپنی جگہ بدستور حصول کی اور

۱۔ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۳ چھ سو، مشکاف صفحہ ۱۵۴ چھ ہزار

۲۔ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۳ اور مشکاف صفحہ ۱۵۴ کے مطابق حسن علی خاں۔ صحیح احسن اللہ خاں۔

۳۔ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۳ مشکاف صفحہ ۱۵۴ کے مطابق تین اونٹ

سپاہی مجبور ہو کر بھاگ آئے۔ قریب ۷۰ گوروں نے اپنے تئیں محبوب علی خان کی سرائے میں چھپایا۔ کئی سو پیادہ اور سواران نے ان کا محاصرہ کیا جب گوروں نے دیکھا کہ کوئی صورت بچنے کی نہیں تب وہ اس میں سے نکلے اور آگے بڑھے لیکن وہ سب مارے گئے اور قریب ۴۰۰ آدمیوں کے سپاہیوں کی طرف سے مرے[۱]۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۷ر اکتوبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۹ر جولائی ۱۸۵۷ء بادشاہ سلیم گڑھ کو گئے بعد ازاں دربار میں تشریف لائے۔ حسب معمول سبھوں نے مجرا کیا۔ انور محل کے ایک رشتہ دار نے دو روپیہ نذر گزرانی اور وزیر علی خان فوجدار کے بھائی[۳] نے بھی دو روپیہ پیشکش کئے۔ پچاس آدمی توپ خانہ ملازم راجہ جے پور حاضر ہوئے اور عرض کی کہ جے پور والے راجہ نے چند انگریزوں کو پناہ دی ہے۔ پنڈت شیو دین[۴] ہمیشہ راجہ کو ورغلاتا ہے کہ تم انگریزوں کی طرف رہو لیکن راول شیو سنگھ اور تمام فوج راجہ کی آپ کی فوج میں شمول ہونا چاہتی ہے اور جس وقت موقع

---

[۱] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۳ امثکاف صفحہ ۱۵۴ کے مطابق دوسو۔

[۲] غدر کی صبح وشام کے مرتب نے یہاں ایک نوٹ لگایا ہے "بھاگتے ہوئے گوروں نے دوسو آدمیوں کو مار ڈالا۔ یہ بہت ہی عجیب اور ناقابل قبول ہے) ملاحظہ ہو غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۳

[۳] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۴ امثکاف صفحہ ۱۵۴ پر فیض علی خاں

[۴] غدر کی صبح وشام اور مٹکاف میں پنڈت شیو دین کا نام درج نہیں۔

ملاوہ راجہ کو پکڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر کریں گے۔ سواران کو حکم ہوا کہ محمد بخت خان کے پاس حاضر ہوں۔ بیس سوار گوالیار سے دہلی میں داخل ہوئے۔ ان کو حکم ہوا کہ مرزا مغل کے پاس جائیں۔ جنرل محمد بخت خان نے عرض کیا کہ فوج جو افسران انگریزان کے سردار نیز دو گوروں کا لائی تھی ان کو دریا میں ڈبوا دیا۔ بادشاہ نے بطور وحی کے کہا کہ بالکل فتح چودھویں ذی الحجہ کو ہوگی اور بعد فتح کے میں آگرہ کو جاؤں گا اور اجمیر کی میں درگاہ کی زیارت کروں گا اور درگاہ سلیم چشتی کو دیکھوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ میری مرادات پوری ہوں گی۔ نواب احمد قلی خان کو حکم ہوا کہ ہمیشہ دربار میں حاضر ہوا کریں۔ بہت دیر تک ذکر در باب بہادری سپاہیان دہلی اور میرٹھ کے رہا۔ (بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک بے گناہ قتل متصل مکان مرزا یاور بخت مرحوم کے واقع ہوا[۱]) علی محمد خان وکیل اور فیض محمد خان کا لڑکا دربار میں حاضر ہوا۔ اور بعد پیش کرنے دو اشرفی کے اپنے آقا کی طرف سے عرض کی کہ میرا آقا پرانا نوکر حضور کا ہے۔ مع چار سو آدمی کے جلدی حاضر ہوگا۔ برطبق اس کے شقہ بنام اس کے جاری ہوا کہ وہ جلد بلا توقف حاضر ہو۔ یہ بھی افواہاً سنا گیا

---

[۱] قوسین میں درج عبارت غدر کی صبح و شام اور منکاف میں درج نہیں۔

کہ سر ٹی مٹکاف صاحب بہادر معہ دو سو سواروں اور دو توپوں[1] کے رائے کے سرائے میں مقیم ہیں اور دو سو سکھ مع دو توپوں کے اعلیٰ پور میں ہیں اور زمیندار اور مہاجن سونی پت[2] کے انگریزی فوج کو ہر ایک قسم کے رسد پہونچاتے ہیں اور انگریزوں نے سبزی منڈی کے پاس دمدمہ باندھا ہے اور دو سو گورے مع دو توپوں کے واسطے وصول مالگذاری کے میرٹھ کے علاقہ میں گئے ہیں۔ ریواڑی[3] کی خبر سے دریافت ہوا کہ راؤ تلارام معہ ہزار سپاہیان واسطے تحصیل مالگذاری بہوڑہ کو گیا تھا مگر پانچ ہزار آدمیوں نے اس کا مقابلہ کیا اور کہا کہ ہم روپیہ مال گذاری کا نواب احمد علی والی فرخ نگر کو دیں گے اور وہ نواب کے پاس بھی گئے اور کہا کہ آپ کچھ ہماری مدد کیجئے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میرے پاس فوج نہیں ہے جو تم کو دوں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ فقط ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے سردار ہوں۔ ہم لڑنے کو تیار ہیں۔ نواب نے یہ قبول کیا اور کچھ سامان جنگ جو نواب مظفر خان کے عہد کا رکھا ہوا تھا اپنے ساتھ لیا۔ مگر راؤ تلارام بھاگ گیا۔ جب نواب نے یہ سنا تو اس نے اپنے علاقہ میں تھانہ بٹھا دیا۔ جنرل محمد بخت خاں کے

---

[1] غدر کی صبح وشام اور مٹکاف میں توپوں کا ذکر نہیں۔

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۴ اور مٹکاف صفحہ ۱۵۵ کے مطابق۔ پانی پت

[3] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۵ اور مٹکاف صفحہ ۱۵۵ کے مطابق نیوازی صحیح۔ ریواڑی

نام حکم جاری ہوا کہ وہ پانچ لاکھ روپیہ متھرا کی کوٹھی سے قرض لے اور جلدی معہ روپیہ کے حاضر ہو اور سپاہیان کو تنخواہ دے۔ تحصیلداری ضلع گوڑگانوہ کی عبد الحق کو مرحمت ہوئی اور اس نے تھانہ داروں کو مقرر کیا۔ عظیم علی خان رسالہ دار بذریعہ شقہ جھجر کو واسطے طلب زر کے بھیجا گیا۔ بادشاہ کو یہ بھی خبر پہونچی کہ فوج لڑنے کو گئی ہے مگر انگریزوں نے نہیں چاہا۔ تھوڑی دیر تک دونوں طرف گولہ اندازی رہی۔ ایک گولہ کے گرنے سے ایک گولہ انداز اُڑ گیا اور تین توپ خانہ کے آدمی زخمی ہوئے اور ایک بیل مر گیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۳ رنومبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۰ رجولائی ۱۸۵۷ء نواب حسن علی خان اور میر حامد علی خان اور فرزندان امید سنگھ[1] متوفی و دیگر برادران دربار میں حاضر ہوئے اور آداب تسلیمات بجالائے۔ زمیندار باغپت نے ایک عرضی بدیں مضمون گزرانی کہ ۲۰۰ گورے معہ ۲ ضرب توپ اور ۵۰۰ ہندوستانی سپاہی کے باغپت میں واسطے تیار کرنے پل کے داخل ہوئے ہیں اور اس علاقہ میں مال گزاری کی تحصیل کرتے ہیں۔ بعد ملاحظہ کے عرضی جنرل محمد بخت خان کے پاس

---

[1] منکاف صفحہ ۱۵۶ احمد سنگھ صحیح امید سنگھ۔

بدیں حکم کہ جو مناسب جانو واسطے رد کرنے تدبیرات مخالفین کے عمل میں لاؤ۔ سپاہی سفر مینا کی پلٹن کے انگریزی کیمپوں سے علاحدہ ہو کر دہلی میں گئے اور معرفت اپنے سرداروں کے دربار میں داخل ہوئے۔ انھوں نے بیان کیا کہ بالفعل انگریزی کمپوں میں ۲۰۰۰ [۱] آدمی لڑنے والے موجود ہیں۔ اگر اس وقت تمام ہندوستانی پلٹنیں اکٹھا ہو کر اور تیز حملہ کریں تو یہ یقین واثق ہے کہ فتح ہو اور جو اس میں توقف ہوگا تو گوروں کی فوج انگلستان سے آجائے گی۔ پھر ہندوستانی فوج ان پر کبھی غالب نہ ہو سکے گی۔ چند سواران نے واسطے نوکری کے درخواستیں دیں اس پر شاہ دہلی نے حکم دیا کہ میرے پاس روپیہ تنخواہ دینے کو نہیں ہے۔ چند سپاہیان نے واسطے لینے بندوقوں کی عرض کی اس پر شاہ مذکور نے فرمایا کہ اب میرے پاس بندوق نہیں ہے جو کچھ تھیں و[illegible]ب فوج میں تقسیم کر دیں۔ متھرا داس خزانچی بجنور کو چند سپاہیوں نے گرفتار کر کے بحضور شاہ دہلی حاضر کیا۔ اس نے پانچ روپیہ نذر گزرانی۔ ایک اور آدمی نے ایک عرضی اور پانچ روپیہ نذر محمود خاں [۲] فرزند نواب نجیب آباد کی طرف سے گزرانی۔ عرضی میں مندرجہ تھا کہ محمود خاں نے

---

[۱] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۵ مشاف صفحہ ۱۵۶ کے مطابق۔ چھ ہزار۔

[۲] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۶ مشاف صفحہ ۱۵۷ کے مطابق محمد خاں، صمیم، محمود خاں

نجیب آباد اور رامپور اور بجنور دھنورا اور نگینہ[1] پر قبضہ اپنا کرلیا ہے اور امید وار ہے کہ ایک فرمان آفریں کا حضور سے اس کو مرحمت ہو۔ بعد ملاحظہ کے وہ عرضی جنرل محمد بخت خان کے پاس بھیج دی گئی اور حکم ہوا کہ اس کا جواب لکھ بھیجو۔ غلام نبی خان معہ ایک عرضی نواب جھجر کے دہلی میں داخل ہوا۔ اس عرض میں لکھا تھا کہ بسبب فتنہ وفساد کے روپیہ تحصیل نہیں ہوتا اور اسی سبب سے روپیہ کی بہت قلت ہے۔ مگر جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا ۳/لاکھ روپیہ کہ جو حضور نے مجھ سے طلب کیا ہے، داخل کروں گا۔ تگم بودہ کے تھانہ دار نے اسباب چند انگریزوں کا جس کو اس نے رام گوپال کے گھر سے برآمد کیا تھا بادشاہ کے حضور روانہ کیا۔ بعد ملاحظہ کے وہ اسباب نواب زینت محل کے حوالے کیا۔ شاہ درہ کے تھانہ دار نے ۵ زمینداروں کو جنھوں نے آدمی مارے تھے، بخدمت شاہ دہلی روانہ کیا۔ ان کی نسبت حکم ہوا کہ وہ پابجولای مقید رہیں۔ ۴/سپاہی فوج میں سے علاحدہ ہوا چاہتے تھے۔ سو جنرل محمد بخت نے ان کے ہتھیار چھین لئے اور ان کو بحراست شاہ دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اس پر حکم ہوا مقید کئے جائیں۔ ۵۰ سپاہی نئی بھرتی کے نواب ولی داد خان والی مالاگڑھ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر کلکتہ دروازہ کی گارد نے شک کیا اور جانا کہ یہ اس بہانے سے اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ اسی

---

[1] نگینہ میں انقلابیوں کو شکست۔ ۲۱/اپریل ۱۸۵۸ء کو ہوئی۔ ملاحظہ ہو امپریل گزیٹیر جلد دہم۔ صفحہ ۱۶۰

سبب سے بندوقہائے ساخت انگریزی ان سے چھین لیں۔ایک رسالہ دار نے مع چند سواروں کے اپنے گھر علاقہ گوالیار میں ارادہ جانے کا کیا ان کو بھی گارد مذکور نے معہ ہتھیاروں کے جانے نہ دیا اور اسی سبب سے رسالہ مذکور بمجبوری لوٹ آیا۔اس تاریخ یہ بھی مشہور ہوا کہ پہلے دن کی لڑائی میں ایک عورت نے بڑی بہادری کی یعنی جس وقت سب فوج بھاگ آئی تو وہ تن تنہا ۴۰ گوروں[1] سے لڑتی رہی اور نیز ایک گورہ کو مار ڈالا۔دو رجمنٹ پیادگان اور ۵۰۰ سوار مع ۴ ضرب توپ[2] اور اسباب میگزین بہ بار برداری فیلان بحکم جنرل محمد بخت خان جانب باغپت اس مراد سے کہ انگریز پل باندھنے نہ پائیں۔روانہ ہوئی اور ۴ رجمنٹ پیادگان اور ۱۰۰۰ سوار مع ضرب[3] و اسباب میگزین علی پور کو واسطے قطعہ کرنے رسد انگریزی فوج کے روانہ ہوئی۔کچھ فوج بیرون شہر دہلی کے اس تاریخ کی صبح کو واسطے لڑنے کے گئی اور دو پہر تک طرفین سے گولے چلتے رہے۔بعد دو پہر کے شہر میں افواہ ہوئی کہ افواج ہندوستانی انگریزوں پر بالکل فتحیاب ہوئی اور پہاڑی پر سے علی پور کی جانب بھگا دیا۔یہ سن کر قریب تین[4] ہزار سوار پیادہ ایک دم شہر سے اس فتحیابی کا حصہ

---

[1] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں گوروں کی تعداد درج نہیں۔

[2] [3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۷ مشکاف صفحہ ۱۵۸ کے مطابق چھ توپیں۔

[4] مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۴۴ صفحہ ۲۴ ''بیس ہزار''

لینے کو نکلے اور قریب ۲۰۰۰ مسلمان امیر و غریب اور ۴۰۰ جہادی مع لاٹھیوں اور گڑانسہ اور تلواریں اور توڑہ دار بندوقوں کے بہت خوش ہو شہر سے باہر نکلے اور یہ پکارنے لگے کہ انگریز بھاگ گئے۔ ہم ان کے کمپوں کو افراط سے لوٹیں گے۔ جب انھوں نے انگریزوں کو اپنے کمپوں میں بدستور مقیم دیکھا تو بہت مایوس ہوئے اور مجبور ہو کر شہر میں لوٹ آئے اور فوج شام تک لڑتی رہی۔ میرٹھ سے خبر آئی کہ انگریزوں نے اس جگہ اچھا بندوبست کرلیا ہے اور مرزا حیدر شکوہ ولد مرزا سلیمان شکوہ[۱] کو انگریزوں نے گرفتار کر کے قتل کیا۔ جنرل محمد بخت خان نے سنا کہ کچھ ہندوستانی فوج آئی ہے لہٰذا ایک شتر سوار اور ایک ہرکار لوہارو کی جانب واسطے لانے خبر کے آیا۔ فوج انگریزی ہے یا ہندوستانی روانہ کیا۔ خبر آئی کہ دو انگریزی رجمنٹ سواران و پیادگان کی گوالیار میں پہنچ گئے۔ غلام محمد خان معہ ایک سو سواران و پیادگان کے دہلی میں داخل ہوا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ زمینداران بھوڑہ نے راؤ تلا رام رئیس ریواڑی کو مال گزاری کا روپیہ دینے سے انکار کیا اور چونکہ زمینداران دیہہ مذکور غلام محمد خان کی طرف تھے لہٰذا وہ دہلی میں واسطے حاصل کرنے اختیار بنا بر قبضہ موضع مذکور غلام محمد خان کی طرف تھے لہٰذا وہ دہلی میں واسطے حاصل کرنے اختیار بنا بر قبضہ موضع مذکور کے آیا۔ فقط باقی آئندہ۔

---

[۱] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۸ منکاف صفحہ ۱۵۸۔۱۵۹ کے مطابق حیدر شیخ ولد سلیمان شیخ۔ صحیح حیدر شکوہ ولد سلیمان شکوہ

مطبوعہ ۱۸ر نومبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۱ر جولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی سلیم گڑھ کو تشریف لے گئے اور نئی بھرتی کی فوج ماپٹ کی پلٹن ۵۴ رجمنٹ پیادگان[۱] ہندوستانی کا ملاحظہ کیا اور پھر وہاں سے مراجعت کر کے محل میں ہو کر دیوان عام میں داخل ہوئے۔ میر حامد علی خان[۲] مرزا ضیاء الدین و مرزا امین الدین خان اور دیگر سرداران نے ادائے مجرا کیا۔ چند زمینداران علاقہ راجہ ناہر سنگھ والی بلب گڑھ نے عرضی نالش کی نسبت راجہ مذکور بحضور شاہ دہلی گزرانی۔ بعد ملاحظہ کے شاہ نے عرضی مذکورہ بالا کو حکیم احسن اللہ خاں کے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ راجہ نمک حرام ہے۔ ایک شتر سوار غازی آباد سے دہلی میں آیا اور بیان کیا کہ ۶۰۰ سوار[۳] اور تین کمپنیاں سپاہیان کی بنارس سے آتی ہیں۔ سو وہ کل کی صبح دہلی میں داخل ہوں گی۔ اٹھارہ سوار انگریزی کمپوں سے بھاگ کر دہلی میں داخل ہوئے۔ ایک رسالہ دار جھانسی کی فوج کا بحضور شاہ دہلی آیا اور استغاثہ کیا کہ نہ تو مجھ کو تنخواہ ملی اور نہ کچھ انعام۔ بجواب اس کے شاہ دہلی نے فرمایا کہ جھانسی کی فوج کے پاس تین لاکھ روپیہ تھا اور انھوں نے اس کو آپس میں تقسیم کر لیا۔

---

[۱] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۸ پیدل فوج نمبری ۴۶، مکاف صفحہ ۱۵۹ Regiment of foot numbered 56

[۲] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۸ اور مکاف صفحہ ۱۵۹ کے مطابق میر سعید علی خاں، صحیح - میر حامد علی خاں

[۳] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۷۸ مکاف صفحہ ۱۵۹ کے مطابق ۲۰۰ سوار۔

اب ہمارے پاس کہاں سے آیا کہ ہم تم کو انعام دیں۔ مگر اس کو حکم دیا کہ وہ مرزا مغل کے پاس جائے۔ میر حامد علی خاں[1] نے حسب الطلب ایک تسلی واسطہ کمر بندی حاضر کی۔ اس میں سے بادشاہ نے آدھی کاٹ کر محمد بخت خان کے پاس بھیج دی اور آدھی اپنے پاس رکھی۔ قریب چھ سو جہادی ٹونک سے دربار شاہ دہلی میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ ۲۰۰۰ آدمی آنے والے ہیں۔ اس کے جواب میں بادشاہ نے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں کہ جو میں ان کو دوں گا۔ ایک کمپنی سپاہی کی سہارنپور سے دہلی میں آئی۔ اس کو حکم ہوا کہ وہ جنرل محمد بخت خان کے پاس جائے (بادشاہ نے جنرل محمد بخت خان کے پاس شاہی مطبخ سے ۱۷ اخوان بھیجے[2])۔ محمود خان والی نجیب آباد کو حکم گیا کہ خزانہ اور گھوڑے حضور کے واسطے بھیج دو۔ یہ بھی افواہاً سنا گیا کہ مرزا مغل دو چار دن میں بعد صحت بیماری کے تمام فوج کا ملاحظہ کریں گے۔ ایک شقہ بنام جنرل محمد بخت خان کے جاری ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ اب تک تم نے اپنے بندوبست سے لڑائی لڑی اور اب آئندہ کو حضور سے صلاح کیا کرو اور ہر ایک برگیڈ میں دو رجمنٹ پیادگان اور آٹھ سو سوار مقرر کرو اور ہر برگیڈ انگریزوں پر ایک وقت میں مختلف مقامات پل سبزی منڈی علی پور اور مبارک

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۷۶ اور مٹکاف صفحہ ۱۵۹ میر سعید علی خاں، صحیح میر حامد علی خاں

[2] قوسین میں دی گئی عبارت اس روزنامچے میں درج نہیں تھی، اسے غدر کی صبح وشام کے صفحہ ۱۷۹ سے نقل کیا گیا ہے

باغ وغیرہ پر حملہ آور ہو۔ اور اس تدبیر سے بہت جلد انگریزوں پر فتحیاب ہو گے۔ نواب والی جھجر کو پھر لکھا گیا کہ جو روپیہ تم سے طلب ہوا تھا وہ بھیج دو ورنہ کوئی صورت عمل میں آوے گی۔ تحصیلدار کوٹ قاسم نے تین ہزار نو سو روپیہ بابت مال گذاری کے وصول کر کے روانہ کئے۔ ۱۰۰ سوار انگریزی کمپوں سے بھاگ کر دہلی میں داخل ہوئے۔ ان کو حکم ہوا کہ زیر فصیل قلعہ قیام پذیر ہوں۔ فوج کہ جو باغپت کو حسب معروضہ زمینداران گئی تھی واپس آئی اور کہا کہ ہم کو انگریزوں کا کوئی کھوج نہیں ملا۔ اس واسطے ہم زمینداروں کو گرفتار کر لائے ہیں کہ انھوں نے کیوں جھوٹی خبر دی تھی۔ اس تاریخ کو شہر میں یہ بھی افواہ ہوئی کہ چند ہزار گورے کانپور میں داخل ہوئے اور پیشوا کا لڑکا تہ تیغ کیا۔ اب شہر کان پور انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۷رنومبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۲رجولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی خاص پورہ[1] دروازہ ہو کر دیوان عام میں داخل ہوئے۔ تمام سردار مجرا بجالائے۔ جنرل محمد بخت خاں بھی حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے ایسا سنا ہے کہ چند بدمعاش کہتے ہیں کہ جب فوج

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۰ اور مشکاف صفحہ ۱۶۱ کے مطابق کپورہ دروازہ۔ صحیح: خاص پورہ دروازہ۔

انگریزوں سے لڑنے کو جاتی ہے بھاگ آتی ہے اور ان کی بھی کچھ سازش انگریزوں سے معلوم ہوتی ہے۔ اس کے جواب میں بادشاہ نے فرمایا کہ میں تو رضائے ایزدی پر راضی ہوں۔ کچھ انگریزوں سے بھی کد و عداوت نہیں رکھتا۔ مگر جو فوج کہ میری جماعت میں آئی ہے بمجبوری ان کا ساعی ہوں۔ مرزا ابوبکر اور مرزا قواش[1] اور مرزا عبداللہ دربار میں موجود تھے۔ اس وقت جنرل مذکورہ بالا شاہ کے پیچھے گیا اور کچھ کان میں کہنے لگا۔ شاہزادگان مذکورہ بالا کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ انھوں نے جنرل سے کہا کہ تم ادب کو کام فرماؤ اور جس وقت شہزادہ موجود ہوں اس طور کان میں باتیں نہ کیا کرو۔ جنرل نے پوچھا کہ آپ کے اسم مبارک کیا ہیں، جس پر انھوں نے فرمایا کہ ہم حضور کے لڑکے ہیں۔ یہ سن کر جنرل نے دُعاء ترقی دولت و حشمت دی۔ جنرل نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک حکم بدیں مضمون جاری ہو کہ لڑائی ہر روز ہوا کرے اور یہ بھی عرض کیا کہ میں نے فوج کچھ واسطے حفاظت تیار کشتی پل بھیج دی ہے اور صبح کو انگریزوں سے میں معہ اپنی تمام فوج کے لڑوں گا۔ بعد اس کے اس نے التماس کی کہ مجھے کچھ حضور سے خلوت میں کہنا ہے۔ اس کو بادشاہ نے قبول کیا اور جنرل مذکور نے ہمراہی دو مولویوں کے ایک عرضی پیش کی اور اس پر بادشاہ نے دستخط کر دیئے۔ بعد اس کے جنرل

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۰ اور مشکاف صفحہ ۱۶۱ کے مطابق مرزا رواس۔ صحیح: "مرزا قویاش"

مذکور رخصت ہو کر سلیم گڑھ کو چلا گیا اور وہاں دمدمہ اور مورچال کا ملاحظہ کر کے مرزا مغل کے پاس گیا اور کہا کہ چار بجے شام کے سب فوج کی پریڈ کی جائے اور سپاہیوں سے قرآن اور شاستر اُٹھوایا جائے کہ وہ آخر تک انگریزوں سے لڑیں گے اور وہ سپاہی جو ایسا نہ کریں ان کو حکم ہو کہ وہ بلا توقف اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں اور اگر قسم کھانے کے بعد کوئی سپاہی میدان جنگ میں پشت دکھائے گا اس کو سزائے سخت ہوگی اور اس مضمون کے پروانہ تمام افسران فوج کے نام لکھے گئے ہیں۔ (مرزا مغل نے کہا کہ ہم بھی پریڈ پر آئیں گے[۱]) بادشاہ کو اسی تاریخ یہ بھی خبر ہوئی کہ کل کی تاریخ صبح کو سواران بنارس شہر دہلی میں داخل ہوں گے اور گولے اور گولیاں انگریزی مورچوں سے برابر شہر میں آتی ہیں اور چند آدمی اس کے صدموں سے ہلاک ہوتے ہیں۔ یہ بھی سنا گیا کہ انگریزوں نے تمام درخت میر حامد علی[۲] کے باغ کے کاٹ دیے اور وہاں ایک سنگھر بنایا اور قریب ۲ ہزار گورے اور آٹھ ہزار خاکی اور سکھ کرنال میں جمع ہوئے اور ۲۰۰ گاڑیاں محمولہ اسباب میگزین فیروزپور سے انگریزی کیمپوں میں داخل ہوئیں۔ اسی روز دہلی میں یہ افواہ ہوئی کہ انگریزوں نے آگرہ میں تین منڈیات[۳] شہر اُڑا دیں ہیں اور

---

[۱] قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام اور مکاشف میں درج نہیں۔
[۲] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۱ اور مکاشف صفحہ ۱۶۲ کے مطابق میر سعید علی خاں کے باغ، صحیح: میر حامد علی خاں کے باغ''
[۳] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۱ اور مکاشف صفحہ ۱۶۲ کے مطابق ''تین متعصب مسلمانوں کو''

اب حکم ہے کہ سب شہر کو اڑا دو۔ لالہ جوتی پرشاد نے التماس کیا کہ وہ لوگ جو بغاوت میں شامل ہیں البتہ ان لوگوں کو سزا دی جائے اور ظاہر ہے کہ ہندو کسی طرح سے شامل مفسدہ نہیں۔ یہ بات نہایت نامناسب ہے کہ بے گناہ کو گنہگار کے ساتھ سزا دی جائے لہٰذا وہ حکم اُڑا دینے کا ملتوی رہا۔ پھر بھی صدہا آدمی روز مرّہ پھانسی دیے جاتے ہیں اور لالہ جوتی پرشاد نے لفٹنٹ گورنر غربی و شمالی سے اقرار کیا ہے کہ جتنا روپیہ ضرورت ہوگا دوں گا۔ یہ بھی خبر اُڑی کہ ایک سو گورے ہر روزہ کمپوں میں بسواری چو پہیہ آتے ہیں۔[۱] اسی تاریخ یہ بھی شہر میں چرچا ہوا کہ حکام انگریزی نے غلام محمد خان[۲] تحصیلدار کوٹ قاسم اور اکبر علی خان نواب پاٹودی اور نواب جھجر کو لکھا ہے کہ روپیہ مال گاری علاقجات شاہ دہلی کا تم ہرگز مت دو ورنہ تم گنہگار گورنمنٹ انگلشیہ کے تصور کیے جاؤ گے۔ امکند لعل کو حکم ہوا کہ وہ فرد تخمینہ ملک نواب محبوب علی خان متوفی کا تیار کر کے حضور میں گزارے[۳]) حکیم احسن اللہ خان حاضر ہوئے اور واسطہ ملاحظہ شاہ دہلی کے کاغذات کاروبار ملکی پیش کیے۔ اس میں ایک عرضی ولی داد خان کی بھی تھی اور اس میں درج تھا کہ عبداللطیف خان مجھ سے

---

[۱] غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۲ اور منکاف صفحہ ۱۶۲ کے مطابق کوئی مہاجن روزانہ ذخائر لے کر انگریزی کمپ میں پہنچا کرتا ہے۔

[۲] غدر کی صبح و شام اور منکاف میں "غلام محمد خاں" کا نام درج نہیں۔

[۳] قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام میں درج نہیں۔

بگاڑ کیا چاہتا ہے۔ لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں اس کو کچھ لکھا جائے اور آئندہ کو جب تک کہ اطلاع یابی شقہ کی نہ ہوگی اور کوئی شقہ نہ لکھا جائے۔ عظیم علی رسالدار کی عرضی مشعر اس بات کی کہ نواب جھجر نے بدھ کے روز تین لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے دربار میں آئی اور ایک عرضی راؤ تلارام رئیس ریواڑی کی آئی۔ متضمن اس کے کہ میرا بھائی ریواڑی سے واسطے ملازمت حضور کی روانہ ہوا ہے اور اُمیدوار ہوں کہ جو کچھ حضور سے درخواست کرے۔ حضور اس کو قبول فرما کر مجھ کو معزز اور ممتاز فرمائیں۔ دربار میں گزری۔ محمد اکبر علی پاٹودی والہ کو بذریعہ شقہ حکم ہوا کہ شاہی مواضعات ارناپور اور شاہ پور وغیرہ کی مال گذاری کا روپیہ بھیج دے۔ سو سوار کے قریب گوالیار سے آئے بعد دوپہر کے مرزا مغل اور دیگر شاہزادگان شاہ دہلی نے تمام فوج کی پریڈ بیرون شہر کی اور احکامات جنرل محمد بخت خان نے سب کو سنائے۔ فوج نے متفق اللفظ کہا کہ ہم آخیر تک انگریزوں سے لڑیں گے۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ شاہ پور کے راجہ نے وفات پائی اور راجہ کا مختار جو رانی سے ناراض تھا اب اس کا اور رانی کا ملاپ ہو گیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۴ر نومبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب سرگزشت دربار شاہ دہلی ۲۳ر جولائی ۱۸۵۷ء بادشاہ خود سلیم گڑھ تشریف لے گئے اور ملازمان

شاہی کو حکم دیا کہ چھ سو سوار بنااس سے جو آئے ہیں ان کا استقبال کر کے حاضر حضور کریں۔ حسب الحکم وہ لوگ وہاں دہلی قلعہ میں گئے اور محل میں داخل ہوئے۔ میر حامد علی خان ۱ اور نواب حسن علی خان دزبار میں حاضر ہوئے۔ کلانور کے زمینداروں نے ایک ہاتھی جو انگریزی کیمپوں میں سے ان کے ہاتھ لگا تھا۔ نذر شاہ دہلی کیا بعد ملاحظہ حکم ہوا کہ وہ فیل خانہ میں بھیجا جائے۔ اور تلا رام رئیس ریواڑی کا مختار حاضر ہوا اور بعد پیش کرنے نذر ایک اشرفی اور پانچ روپیہ کے معاملات ملکی (در باب موضع بھوڑہ کی عرض کی ۲) اور نسبت نواب حامد علی خاں ۳ خان فرخ نگر کے مستغیث ہوا۔ ٹھاکر گوپال سنگھ نبیرہ دھونکل سنگھ ڈاکو کا حاضر ہوا۔ پانچ روپیہ نذر گزرانی اس کو حکم ہوا کہ جنرل محمد بخت خان کے پاس جائے۔ حکم نامہ بنام تحصیلدار کوٹ قاسم کے بدیں مضمون کہ تمام کاغذات متعلقہ حساب کوٹ مذکور واسطے ملاحظہ شاہ دہلی کے بھیج دے۔ ایک عرضی افواج نیمچ کی پہنچی۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم پلول میں داخل ہوئے اور جلدی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر پہاڑی کے انگریزی دمدموں کا قبضہ کریں گے۔

۲۴ر جولائی ۱۸۵۷ء میر حامد علی خاں ۴ اور سردار دربار میں حاضر

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۳ اور مشکاف صفحہ ۱۶۳ میر سعید علی خاں، صحیح میر حامد علی خاں
۲ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔
۳ ۴ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۳ مشکاف صفحہ ۱۶۴ ۔ میر سعید علی خاں۔ صحیح نواب احمد علی خاں

ہوئے اور آداب بجالائے۔ بہت دیر تک درباب بہادری سپاہیان تذکرہ رہا۔کوتوال شہر کی عرضی بدیں مضمون کہ ۱۰۰ من مٹھائی واسطے سپاہیوں کے بھیج دی ہے۔ بادشاہ کی نظر سے گزری۔ مرزاابوبکر حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو میں معہ دو ہزار سپاہی گوڑگانوہ جانب واسطے تحصیل کرنے زر مال گذاری کے روانہ ہوؤں۔ اس پر حکم ہوا کہ سمجھ کر اس کا جواب دیا جائیگا۔ افسران فوج نے عرض کیا کہ باعث عدم حصول تنخواہ بہت تکلیف ہے۔ مرزاخضر سلطان[1] نے تمام مہاجن شہر دہلی کے طلب کیے اور آٹھ ہزار روپیہ ان سے بطریق نذرانہ بجر لئے۔ اس مقدمہ میں فی مابین نواب زینت محل وحکیم احسن اللہ خان ودیوان مکندلعل[2] مشورہ ہوا۔ مرزاالٰہی بخش شاہ کے حضور حاضر ہوئے۔ مصلحتاً بادشاہ سے کہا کہ انگریزوں سے صلح کرلو ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس کے جواب میں بادشاہ نے کہا کہ میری طاقت نہیں کہ کچھ کرسکوں۔ قریب ۲۰۰ جہادی نجیب آباد سے دہلی میں داخل ہوئے اور شہر کے باہر ٹھہرے۔ مرزامغل دربار میں حاضر ہوئے اور بہ جمعیت ۱۰۰ سوار شہر میں گئے اور ایک سو روپیہ فقیروں کو تقسیم کیا۔ شام کے وقت شاہ دہلی مسلح خانہ

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۴ منکاف صفحہ ۱۶۴ کے مطابق مرزا اکبر سلطان، صحیح مرزاخضر سلطان۔

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۴ منکاف صفحہ ۱۶۴ کے مطابق محمود لال، صحیح مکندلال۔

میں تشریف لے گئے اور حکیم احسن اللہ خان سے بڑی دیر تک مشورہ کرتے رہے۔ کچھ کھانا اور ایک تھان ململ کا پاس مولوی حسن عسکری کہ جوان کے مرشد ہیں بھیجا۔

۲۵/ جولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے اور جو سردار وہاں حاضر تھے۔ ان کا مجرا قبول کیا۔ غلام محمد خان تحصیلدار کوٹ قاسم کو حکم ہوا کہ بیس ہزار روپیا[1] جو باعث مال گزاری اس موضع کی واجب الطلب ہے۔ اسے داخل کرے۔ اس کے جواب میں اس نے انکار کیا۔ برطبق اس کے گنگا رام ہرکارہ و حافظ عبدالحکیم اور جیون کو حکم ہوا کہ مع چند سواران کے اس جگہ جائیں اور روپیہ زمینداران سے وصول کرلائیں۔ سمند خان رسالدار بحضور شاہ دہلی حاضر ہوا اور بعد پیش کرنے ایک روپیہ نذر کے ملکی حالات الور وغیرہ کے بیان کئے۔ ایک عرضی سپاہیان نیچ کمپ کی متضمن اس کے کہ ہم عرب کی سرائے میں داخل ہوئے۔ اب ہم کو جگہ بتائیں کہ وہاں ہم مقیم ہوں، آئی۔ اس پر حکم ہوا کہ یہ عرضی محمد بخت خان کے پاس بھیج دی جائے۔ اعظم علی[2] رسالدار جھجر سے آیا اور شاہ دہلی کو آداب بجا لایا اور عرض کی نواب جھجر کی التماس ہے کہ جو روپیہ اس سے طلب کیا گیا ہے

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۴ مثکاف صفحہ ۱٦۵ ''۳ ہزار روپے''

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۵ مثکاف صفحہ ۱٦۵ کے مطابق ''عظیم علی'' صحیح عظیم علی''

معاف فرمائیں اور یہ بھی عرض کی چند ہزار روپیہ باالفصل داخل ہوگا اور چند ہزار روپیہ کا اقرار بعد تھوڑے دن کے ہے۔ بادشاہ نے عرضی کو ملاحظہ فرما کر حکیم احسن اللہ خاں کو دے دیا۔ ایک سو پچاس سوار گوالیار کنٹجنٹ کے جو باغیان نیچ کے شامل ہو گئے ہیں بحضور شاہ دہلی حاضر ہوئے اور التماس کی کہ جگہ واسطے سکونت کے عنایت ہو مگر اس اثناء میں بادشاہ محل میں داخل ہوئے۔ یہ بھی خبر آئی کہ کوئی تحصیلدار مع اسناد مرحمتی افسران انگریز چند روز سے الوپی پرشاد وکیل ۱ سابق نواب جھجر والے کے گھر مہمان تھا۔ اور وہ بسواری بہلی متھرا کو جاتا ہے۔ جس وقت سپاہیان گارد دہلی دروازہ نے اس کی تلاش کی اور اس کے پاس سے کاغذات مذکورہ بالا برآمد ہوئے تو اس کی گاڑی کو پکڑ لیا اور اسے خوب مارا اور پھر ۴۰۰ سپاہی اکٹھے ہوئے اور الوپی پرشاد کے گھر گئے اور اس کو تہمت لگائی کہ تیرے یہاں انگریز چھپے ہوئے ہیں اور اسی سبب سے اس کا گھر اور منشی روڑمل ۲ کا اور ۷ اور گھر لوٹ لئے اور قریب پچاس ہزار کے لوٹ لے گئے ۳) جنرل محمد بخت خان باستماع اس خبر کے چند سو سپاہی واسطے امداد کے بھیجے مگر لوٹنے والے سپاہیوں نے نہ

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۵ الب پرساد، مشکاف صفحہ ۱۲۶ Alap Prasad صحیح الوپی پرساد۔

۲ غدر کی صبح وشام اور مٹکاف میں "منشی روڈمل" کا نام درج نہیں۔

۳ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح وشام اور مٹکاف میں درج نہیں۔

مانا۔ گوردھن داس ساکن لٹو کا کوچہ متصل دریبہ کا ایک رشتہ دار باہر جاتا تھا اور گاڑی میں توڑے دار بندوق اور گولیاں اور کچھ بارود رکھی تھی۔ اس کو سپاہیوں نے دہلی دروازہ پر گرفتار کیا اور (پاس مرزا مغل کے لائے اور الزام لگایا کہ یہ شخص شہر دہلی سے اسباب میگزین انگریزوں کے واسطے لے جاتا ہے۔۱) (برطبق اس کے چند سو سپاہی مجتمع ہو کر گوردھن داس کے گھر گئے اور اسے گرفتار کیا۔ جب اس نے دو ہزار روپیہ مصادرہ دیا تب سپاہیوں نے اسے چھوڑا اور وہ روپیہ آپس میں تقسیم کر لیا۔ اس جنگ میں ایک سپاہی زخمی بھی ہو گیا۲۔) خبر آئی کہ نیچ کے کمپوں میں ۴ رجمنٹ پیادگان ہندوستانی اور ۱۷ اسوار۳ مع کئی لاکھ روپیہ اور اتو تاپ اور چالیس ہاتھیوں کے ہیں اور افسر اس سب کمپوں کے ہیرا سنگھ اور غوث محمد خان اور سدھاری لال ہیں۔ اور کل صبح کو فصیل کے نیچے مقیم ہوں گے۔ اسی تاریخ کی رات کو چند باشندگان شہر و قلعہ بضرب گولہ و گولی جو انگریزی مورچوں سے آئے ہلاک ہوئے۔ غلام محمد جنرل محمد بخت خان کے پاس گئے۔ فقط آئندہ۔

مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۵۸ء مرزا ضیاء الدین خان و مرزا امین الدین

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام اور مکاشف میں درج نہیں۔

۲ قوسین میں دی گئی تفصیل مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۶ اور مکاشف صفحہ ۱۶۶ کے مطابق ۱۷۰۰ سوار۔

خان اور نواب حسن علی خان ادربار میں حاضر ہوئے اور مجرا بجا لائے۔ شاہ لکھنؤ کے کرایہ وصول کرنے والے نے شاہ دہلی کو عرضی دی کہ تدبیرات واسطے وصول کرنے زر کرایہ کی کر رہا ہوں۔ جس وقت کرایہ وصول ہو جائے گا خزانہ شاہی میں داخل کروں گا۔ فقط (منتظر صدور حکم ثانی ہوں بعد ملاحظہ کے وہ عرضی نواب حامد علی خان کو دی گئی ۲) امانت علی تھانہ دار سابق ملازم گورنمنٹ انگریزی دربار میں حاضر ہوا اور بعد پیش کرنے نذر معمولی کے نواب حسن علی خان کی طرف سے عرضی دی کہ اس میں لکھا تھا کہ بباعث مجتمع کرنے ۱۵ ہزار آدمیوں ۳ ہر قوم کے واسطے انتظام اس ضلع میں حاضر دربار نہ ہو سکا۔ ایک عرضی کسی سردار کی لاہور سے آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ سر جان لارنس صاحب بہادر نے پنجاب میں مشتہر کیا ہے کہ شاہ دہلی نے دس روپیہ انعام اس شخص کے واسطے کہ جو سکھ کا سر کاٹ کے لائے مقرر کیا ہے اور منادی اس کی کروائی ہے۔ چند سردار جہادی ٹونک معرفت سمند خان کے دربار میں حاضر ہوئے اور ہر ایک نے دو روپیہ نذریں گزرانی رام سنگھ اور تلارام رئیس ریواڑی کا چچا دربار میں حاضر ہوا اور شاہ دہلی سے کچھ عرض کی۔ کئی سوار آئے

---

۱ غدر کی صبح و شام اور مکاشفات میں نواب حسن علی خاں کا نام درج نہیں۔

۲ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام اور مکاشفات میں درج نہیں۔

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۶ اور مکاشفات صفحہ ۱۶۷ کے مطابق "دس ہزار"

اور بیان کیا کہ ہم نے انگریزی کمپوں سے کئی گھوڑے لئے ہیں۔ مرزا مغل بہ جمیعت ۵۰۰ سوار[1] شہر سے باہر نیچ کمپوں کا ملاحظہ کرنے گئے۔ افسروں نے مرزا مذکور کا استقبال کیا اور اشرفی ہائے اور اسپ زنجیر فیل نذر گزرانی مگر مرزا مذکور نے انکار کیا۔ حسب درخواست جنرل محمد بخت خان کو خطاب بطول گورنر کا ہوا اور بادشاہ نے کہا کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں جس کے عوض اس نے بہت شکر کیا اور دس مہر نذر گزرانی اور کہا کہ جواں بخت ولی عہد مقرر ہوں گے۔ ٹھاکر گوپال سنگھ ولد ڈھول سنگھ ڈاکو دربار میں آیا اور بعد گزرانے معمولی نذر کے کچھ درخواست کی۔ مرزا ابوبکر و مرزا عبداللہ و مرزا قویاش دربار میں داخل ہوئے اور بادشاہ کو اطلاع دی کہ نومن تیل[2] ہر روز انگریزوں کے کیمپوں میں ایک خیمہ میں جلتا ہے اور یہ تیل شہر سے جاتا ہے (افواہاً یہ بھی سنا گیا کہ ایک سوار نے اتفاقاً جامع مسجد میں خود کو گولی سے ہلاک کیا[3]) بادشاہ کو یہ بھی خبر پہنچی کہ جب نیچ کا کمپو بلب گڑھ پر آنے والا تھا راؤ[4] پانچ کوس آگے اس کے استقبال کو گیا اور اس نے بہت سلوک اور مدارت کر کے فرید آباد تک ان کے کہنے سے دیوان سمپت راؤ کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ کو یہ خبر پہونچی

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۷ اور مٹکاف صفحہ ۱۶۷ کے مطابق "۸۰۰ سوار"

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۷ اور مٹکاف صفحہ ۱۲۶ سیر تیل مٹکاف صفحہ ۱۶۸ "252 Ltrs. of Oil"

۳ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) میں درج نہیں۔

۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۷ دیوان سبنک راؤ۔ مٹکاف صفحہ ۱۶۸ کے مطابق Deewan Sunpuk Rao

کہ انگریزوں نے میرٹھ میں مشتہر کیا ہے کہ یکم اگست کو سرکار باغیان دہلی کی سزا کے باب میں تجویز کرے گی۔

۲۷؍جولائی ۱۸۵۷ء الوپی پرشاد ۶ منشی روڑمل ۷ دربار میں حاضر ہو کر مستغیث ہوئے کہ ہمارے گھر کا اسباب تعدادی ایک لاکھ ۸ روپیہ کا سپاہیان نے باتہام باطلہ درباب پوشیدہ رکھنے انگریزوں کے لوٹ لیا۔ مرزا مغل کو اس مقدمہ کی تحقیقات کے واسطے حکم ہوا کہ ان کا مال سپاہیوں سے واپس دلادو۔ تھانہ دار نجف گڑھ ۹ کی عرضی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ قریب دو ہزار آدمی متصل نجف گڑھ کے فراہم ہوئے ہیں اور ان کا ارادہ اس شہر کو لوٹنے کا ہے۔ امیدوار ہوں کہ کچھ سرکار سے مدد ملے۔ بعد ملاحظہ عرضی جنرل محمد بخت خاں کے نام حکم ہوا کہ واسطے مدد کے حسب درخواست تھانہ دار جلد فوج بھیجی جائے۔ مولوی صدر الدین خان کو حکم ہوا کہ تم عدالت فوجداری کی کچہری کیا کرو۔ لیکن انھوں نے منظور نہیں کیا اور کہا کہ جب تک پہاڑی فتح نہ ہوگی میں عہدہ قبول نہیں کروں گا۔ دو سکھ کسی سردار لاہور کی طرف سے دربار میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کو اطلاع کی۔ ۲؍لاکھ کارتوس سپاہیان کمپ ۱ نیچ کو تقسیم ہوگئی اور حکم دیا گیا کہ ان کو بیجا خرچ نہ کرو کیونکہ میگزین ختم ہو جاتا ہے۔ کئی سوار انگریزی کمپوں سے بھاگ کر دربار میں

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۸ ایک سپاہی۔

آئے۔ جنرل محمد بخت خاں نے پریڈ پر سپاہیوں سے کہا کہ باشندگان شہر کو تکلیف مت دو اور نہ لوٹو جو ایسا کرے گا فتح یابی میں شریک نہ ہوگا۔ دو گولہ انداز انگریزی کمپوں سے بھاگ کر دربار میں آئے اور بیان کیا کہ لڑنے والے آدمی انگریزی کمپوں میں بہت تھوڑے ہیں مگر ان کے پاس توپ خانہ بہت ہے۔ افسران نیچ کمپ کے نام حکم جاری ہوا کہ جلد دربار میں حاضر ہوں۔ مگر اس جواب میں انھوں نے کہلا بھجوایا کہ ہم کل حاضر ہوں گے۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ قریب بیس ہزار گورے ولایت سے خشکی کے راہ پر اترے اور کانپور اور بنارس و فتح گڑھ اور الہ آباد کو انھوں نے اپنے قبضہ میں کرلیا اور مہاراجہ پٹیالہ کی فوج میں کچھ فساد ہوا اور کئی سو چھکڑے محمولہ اسباب میگزین معہ چند اتواپ وغیرہ مرسلہ راجہ پٹیالہ انگریزی کمپوں میں داخل ہوئے۔ شاہ دہلی کو یہ بھی رپورٹ گزری کہ انگریزوں نے ایک مورچہ اٹھارہ توپ کا بمقابلہ پرسولی اور ایک ویسا ہی مورچہ بمقابلہ پرم پاری اور علی پور اور باغ نواب حامد علی خان پر تیار کیا ہے اور خندق آدھی کوس[1] لمبی متصل باغ محلدار خان واسطے روکنے سپاہیان نمک حرام کے تیار کی ہے تاکہ کمپوں میں حملہ نہ کرسکیں اور انگریزوں نے آٹھ سو سوار اور کچھ توپیں بسئی پر اس مراد سے کہ باغی نہر کا پل نہ باندھ سکیں بھیجی ہیں اور انگریزوں نے ایسی جگہ تلاش

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۸۸ امنکاف صفحہ ۱۶۹ کے مطابق "ایک میل"

کی ہے کہ جہاں باغیوں کو لوٹ کر غارت کریں۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۸/دسمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۸/جولائی ۱۸۵۷ء اس تاریخ کو شاہ دہلی سلیم گڑھ کے ملاحظہ کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں سے مراجعت کر کے دیوان عام میں روشن بخش ہوئے۔ میر حامد علی اخان[1] و حکیم عبدالحق خان و صاحب زادگان راجہ امید سنگھ[2] متوفی و نواب حسن علی خان و دیگر امرایان حاضر دربار ہو کر مجرا بجالائے۔ ایک زمیندار نے معمولی نذر پیش کر کے عرضی گذرانی۔ جنرل محمد بخت خان حاضر دربار ہوا اور سرداران کیمپ نیچ سدھاری لال و غوث محمد و ہیرا سنگھ نے نذر معمولی گزرانی اور حال لڑائی کا جو انگریزوں سے بمقام آگرہ ہوا تھا بیان کیا۔ مکند لعل کی عرض آئی اس میں لکھا تھا کہ اس کی ماں نے بعارضہ ہیضہ وفات پائی لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ مجھے اجازت ہو تو کلکتہ دروازہ اس کی نعش لے جائیں۔ درخواست اس کی منظور ہوئی۔ راؤ تلا رام رئیس ریواڑی کی عرضی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ کہ مجھ کو فرمان واسطے موضع بھوڑہ کے عنایت ہو بعد ملاحظہ وہ عرضی حکیم احسن اللہ خان کو دی گئی۔ شاہ دہلی نے حکم دیا کہ دو شقہ ایک بنام جنرل محمد بخت خان اور دوسرا بنام افسران فوج بھیجا جائے اور اس

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۸ مشکاف صفحہ ۱۶۹ کے مطابق "سعید علی خاں" صحیح "حامد علی خاں"۔

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۸۹ "راجہ امر سنگھ" مشکاف صفحہ ۱۶۹ راجہ احمد سنگھ صحیح: راجہ امید سنگھ

میں لکھا جائے کہ بابت تیوہار عید الاضحیٰ کے کوئی شخص شہر میں گائے ذبح نہ کرنے پائے اور جو کوئی مسلمان ایسا کرے گا وہ توپ سے اُڑا دیا جائے گا اور کوئی شخص نسبت کسی مسلمان کے اتہام باطلہ گاؤ کشی کا کرے گا اس کو بھی سزا ہوگی۔ اس پر حکیم احسن اللہ خان نے کہا کہ اس معاملہ میں مولویوں سے فتویٰ لیا جائے مگر بادشاہ رخ پھیر کر داخل محل ہوئے۔ (۶ بابو محمولہ کرانہ کو چند سوار بحضور شاہ پکڑ لائے[۱]) ۵۰ سوار کانپور کے دربار میں حاضر ہوئے اور زنجیر فیل نذر گزرانی اور عرض کیا کہ انگریزی فوج شہر کانپور میں داخل ہوئی اور نانا صاحب نبیرہ پیشوا بھاگ گیا۔ افسران کمپ نیچ نے ۲۶ ہاتھی نذر گزرانی اس پر حکم ہوا کہ جنرل محمد بخت خان کے پاس بھیج دے۔ خبر آئی کہ چند گراسکٹ بریلی کمپ کو گوروں نے پکڑا اور ان سے حال سپاہیان باغی کا پوچھا اور یہ بھی کہا کہ جنرل محمد بخت خان لڑائی کیوں نہیں لڑتا ہے اور پھر ان کے کان اور ناک کاٹ لئے او و چھوڑ دیا۔ حسب ممانعت شاہ دہلی کے جنرل بخت خاں نے بآواز دہلی شہر میں مشتہر کرایا کہ کوئی شخص گائے کی قربانی کرنے نہ پائے۔ مرزا مغل کے مکان پر ایک مجلس درباب شورہ لڑائی کے ہوئی۔ مرزا مغل بجمیعت ۲۰۰ سوار واسطے قدم بوسی اپنی والدہ کے متصل اجمیری دروازہ گئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ غلام نبی خان وکیل جھجر دربار میں نہ آنے پائے

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) میں نہیں ہے۔

کیونکہ جو روپیہ اس کے آقا سے طلب کیا تھا۔ اس نے اب تک نہیں بھیجا۔ غلام محمد خان رئیس فرخ نگر نے سارٹیفکٹ اور وثیقہ اپنے بابت بہوڑہ ملاحظہ کرائے اور تحصیلدار بہوڑہ کے مقرر ہوئے۔ اسی روز یہ بھی معلوم ہوا کہ رائے رام سنگھ عمومی راؤ تلارام رئیس ریواڑی شہر میں آیا تھا مگر جنرل محمد بخت خان نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا کیونکہ باشندہ دیواڑی کے نسبت اس کے مستغیث ہوئے تھے اس واسطہ وہ چلا گیا اور بمبئی کی فوج ریواڑی میں آ گئی۔ فقط۔

۲۹ر جولائی ۱۸۵۷ء مرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان و دیگر سرداران شہر کے دربار شاہ دہلی میں آئے۔ جنرل محمد بخت خان بھی بحضور شاہ واسطے چند معروضات کے حاضر ہوا۔ قادر بخش صوبہ دار پلٹن سفرمینا نے کہا کہ بہت دن ہوئے جنرل محمد بخت خان شہر سے باہر لڑنے کو نہیں جاتے اور بہ باعث اس تغافل کے انگریزوں کے پاس سب چیز مہیا ہو جائے گی۔ اس پر جنرل محمد بخت خان بہت چڑچڑائے۔ مگر شاہ دہلی نے روکا اور فرمایا کہ بھائی صوبہ دار جو کہتا ہے وہ سچ ہے۔ ایک عرضی افسران بجنوری ۲ کی آئی اس میں خیموں کی درخواست ہے۔ بعد ملاحظہ عرضی مذکور

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچے (نمبر ۱۳۴) میں نہیں ہے۔

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۱ اشکاف صفحہ ۱۷۱ کے مطابق "بیجی"

حوالہ جنرل محمد بخت خان کے ہوئی۔ ایک زمیندار باغپت [۱] نے ایک روپیہ نذرانہ گزرانا۔ ملازمان شاہی کا وظیفہ بہ تعداد ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے تقسیم ہوا۔ شاہ دہلی نے ۴ خوان کھانے کے اپنے دسترخوان سے جنرل محمد بخت خان کے واسطے بھیجے۔ اسی تاریخ پر بھی بادشاہ کو خبر آئی کہ چند ہزار سپاہیان باغی لاہور سے آئے اور پٹیالہ کا محاصرہ کیا۔ تھوڑے سے سکھ ملازم راجہ نرندر سنگھ کے انگریزی کمپوں سے بھاگ کر دربار میں آئے اور عرض کی کہ انگریزوں کے پاس بہت کم گورے [۲] ہیں مگر توپ خانہ بہت ہے۔ ۵۰۰ پیادہ و سوار فتح پور علاقہ لکھنؤ سے آئے۔ ان کو حکم ہوا کہ جنرل محمد بخت خان کے پاس جائیں۔ نواب حسن علی خان کو جنرل محمد بخت خان نے حکم دیا کہ تم نواب جھجر سے ۳ لاکھ روپیہ نذرانہ وصول کرو ورنہ فوج جھجر کو بھیجی جائے۔ یہ بھی خبر آئی کہ بمبئی کی فوج چلی آتی ہے اور مادھو گنج میں ٹھہرے گی۔ رام جی مل گوٹہ والے اور جتامل مہاجنان کو حکم ہوا کہ ۵ لاکھ روپیہ داخل کریں ورنہ ان کے واسطے بہتر نہیں ہوگا۔ پلٹن دو اور مکڈون (؟) نصیر آباد کی نیچ کے کیمپوں میں شامل ہوگئی۔ فقط باقی آئندہ۔

---

۱ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں "باغپت" درج نہیں۔

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۱ مشکاف صفحہ ۱۷۲ کے مطابق "گھوڑے" صحیح گھوڑے۔

مطبوعہ ۱۵؍دسمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۳۰؍جولائی ۱۸۵۷ء شاہ دہلی واسطے ملاقات ایک فقیر کے مہتاب باغ کو تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر تک درباب لڑائی کے گفتگو رہی۔ میر حامد علی خان اور حکیم عبدالحق خان و دیگر سرداران نے مجرا ادا کیا۔ بعدہٗ شاہ دہلی محل میں داخل ہوئے بڈھن صاحب ولد نواب محمد میر خان مرحوم دربار میں بیٹھے تھے اس پر نواب میر حامد علی خان [۲] نے کہا کہ یہ بات نہایت نامناسب ہے کہ اور سب سردار شاہ حضور کھڑے ہیں اور تم بیٹھ جاؤ۔ آئندہ کو آپ بھی کھڑے رہا کیجئے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ جہادیوں نے اس مضمون سے عرضی گذرانی کہ ہمارے پاس کھانے پینے کو نہیں ہے لہٰذا کچھ خرچ مرحمت ہو۔ اس پر حکم ہوا کہ سرکاری خزانہ میں روپیہ نہیں۔ ایک عرضی ولی داد خان نواب مالاگڑھ [۳] کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ دوسو گوروں نے معہ چند ضرب اتواپ میرا محاصرہ کرلیا ہے۔ اُمیدوار ہوں کہ کچھ فوج میری مدد کو بھیجی جائے [۴]۔ برطبق اس کے جنرل محمد بخت خان کے نام حکم

---

۱ ۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۲-۱۹۱ مشکاف صفحہ ۱۷۲ "میر سعید علی خاں" صحیح "میر حامد علی خاں"

۳ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۲ مشکاف صفحہ ۱۷۲ کے مطابق بلب گڑھ۔

۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۲ مشکاف صفحہ ۱۷۲ پر دی گئی تفصیل اس سے مختلف ہیں۔ ان میں درج ہے کہ "میں نے چند میدانی توپیں اور ۲۰۰ گھوڑے جو میرے ہاتھ لگ سکے جمع کرلئے ہیں لیکن پیدل فوج موجود نہیں ہے۔ جو انہیں باحفاظت تمام لے جائے"۔

جاری ہوا کہ ایک رجمنٹ پیادگان و ۴۰۰ سوار اور دو ضرب توپ مالا گڑھ کو بھیجی جائے۔ جنرل محمد بخت خان نے ولی داد خان کو ایک خط لکھا کہ اگر ایک ہزار روپیہ بھیج دو تو فوج تمہاری مدد کو یہاں سے روانہ کی جائے گی۔ گوبند سرن ناظر دربار میں مستغیث ہوا کہ جنرل محمد بخت خان فرماتے ہیں کہ اپنا گھر واسطے سپاہیان مجروحین کے خالی کر دو۔۱۔ اس پر جنرل محمد بخت خان کے نام حکم جاری ہوا کہ ایسا نہ کرنا چاہئے۔ ایک آدمی جے پور سے دربار میں آیا۔ بعد پیش کرنے ایک روپیہ نذر کے گذارش کی کہ فوج راجہ جے پور کی راجہ سے منحرف ہے۔ اس واسطہ کہ راجہ نے ۱۱ فرنگیوں کو اپنے زنانہ میں پوشیدہ کیا ہے اور فوج کا ارادہ ہے کہ راجہ جس وقت محل سے باہر نکلے بادشاہ کے حضور کریں۔ راجہ نے ۲۰۰ راجپوت ۲ اپنی حفاظت کے واسطے مقرر کئے ہیں اور راجہ نے اپنے گھر پر توپیں چڑھادی ہیں اور فوج کی درخواست ہے کہ حضور سے ایک شقہ مرحمت ہو۔ حسب درخواست ایک خط بنام اس کے لکھا گیا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ ان دنوں میں جو کوئی شخص شاہ دہلی سے نمک

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۲ پر درج ہے "جنرل بخت خاں نے مجھ سے میرا گھوڑا لے لیا ہے اور سپاہیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ جبکہ مٹکاف نے ۱۷۳ صفحہ پر لکھا ہے General Bakht Khan had ordered him to give up his house for the use of soldiers."

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۲ مٹکاف صفحہ ۱۷۳ کے مطابق "دو ہزار راجپوت"۔

حلالی کرے گا موردِ عطاء انعام ہوگا۔ ناہر سنگھ راجہ بلب گڑھ کی عرضی معرفت جنرل محمد بخت خان کے آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ جو قصور مجھ سے سرزد ہوئے ہوں حضور معاف فرمائیں۔ دو سو سوار انگریزی کمپوں سے بھاگ کر دربار شاہ دہلی میں آئے کہ ہم میرٹھ سے براہِ سہارنپور رسد واسطے انگریزی کمپوں کی پہاڑی کو لے جاتے تھے۔ چنانچہ گوجروں نے راستہ میں ہم پر حملہ کیا اور رسد لٹ گئی۔ اب ہم حضور کی نوکری کیا چاہتے ہیں۔ تین دوشالہ اور پچاس روپیہ ا دیوان مکند لعل کے پاس بابت وفات اس کی اماں کے بھیجی جائیں۔ چار بجے شام کو رام جی مل ۲ نے اپنی پگڑی بادشاہ کے قدموں پر رکھی اور عرض کی کہ میرے پاس ایک پیسہ نہیں ہے۔ میری کوٹھی لکھنؤ میں بالکل لٹ گئی۔ بادشاہ نے اس کے جواب میں کہا کہ روپیہ تم سے بطور قرض مانگتا ہوں۔ کچھ ٹیکس کی راہ سے لینا نہیں چاہتا۔ دیکھو جیوتی پرشاد نے انگریزوں کو تیس ہزار روپیہ دیا پھر تم لوگ مجھے قرض دینے سے کیوں انکار کرتے ہو۔ پنا مل ۳ کو حکم ہوا کہ پچاس ہزار روپیہ فوراً داخل کرو۔ نیمچ کی فوج کل صبح کو جانب علی پور جائے گی۔ اس تاریخ چند باشندگان دہلی گولوں کی ضرب سے جو انگریزی

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۳ مشکاف صفحہ ۱۷۳ کے مطابق "دو ہزار راجپوت"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۳ مشکاف صفحہ ۱۷۳ پر پنیا مل سوداگر کا نام بھی درج ہے۔ صحیح "پنا مل"

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۳ مشکاف صفحہ ۱۷۴ کے مطابق "پنیا مل" صحیح "پنا مل"

مورچوں سے آئے تھے ہلاک ہوئے۔ نیمچ اور بریلی کی فوج میں کچھ جھگڑا ہوا۔ مگر جنرل محمد بخت خان نے افسران فوج نیمچ کے پاس جا کر صفائی کروائی۔

۳۱ / جولائی ۱۸۵۷ء (حکیم احسن اللہ خان اور لڑ کے راجہ امید سنگھ مرحوم و حکیم عبدالحق خان و دیگر سرداران دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے۔ غلام محمد خان رئیس فرخ نگر نے چار اشرفی اپنی طرف سے اور پانچ روپیہ اپنے رشتہ داروں کی طرف سے شاہ دہلی کو نذر گزرانی ۱) نواب احمد علی خان رئیس فرخ نگر نے ایک عرضی دی اس میں رقم تھا کہ میں قدیم سے خانہ زاد حضور کا ہوں اور شاہان دہلی ؒ نے دو کرور روپیہ سالانہ کی جاگیر میرے بزرگوں کو عطا کی تھی۔ اب (راؤ تلا رام رئیس ریواڑی میرے اوپر حملہ کرنا چاہتا ہے جو ایک خط۲) راؤ تلا رام نے غلام محمد خان کو بھیجا تھا وہ شاہ دہلی کو ملاحظہ کرایا۔ اس میں لکھا تھا کہ یہ تم جانو کہ انگریز ہندوستان سے جاتے رہے وہ پھر آئیں گے اور تم کو غارت کریں گے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ راؤ تلا رام نے پانچ روپیہ گھر ساکنان ریواڑی حاصل کئے اور زمینداران دیہات مملوکہ نواب زینت محل بیگم پر بہت زیادتی اور ظلم گذاری کا خزانہ شاہی میں

---

۱ قوسین میں درج عبارت ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں درج نہیں۔

۲ قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں درج نہیں۔

داخل کری اور ایک خط بنام راؤ تلارام اس مقدمہ میں جاری ہوا۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کی۔ راجہ امید سنگھ[1] کے لڑکوں نے عرضی دی کہ سات گاؤں جو حضور سے ہمارے باپ کو مرحمت ہوئے تھے ان کو انگریزوں نے چھین لیا۔ اب امیدوار ہیں کہ ہم کو واپس ملیں (حکم ہوا کہ حکیم احسن اللہ خان عید الاضحیٰ کے بابت تمام اشخاص کو جو حضور حاضر ہوتے ہیں ان کے گھر بکری پہونچا دیں۔[2]) ایک سردار جہادیان ٹونک کا دربار میں حاضر ہوا اور پانچ روپیہ نذر گذرانی کنہیالال[3] داروغہ جواہر خانہ نے سات کشتی پوشاک عید کی بابت پیش کش کی۔ مولوی سرفراز علی[4] نے عرض دی کہ تمام جہادی بھوکے مرتے ہیں اور جب دریافت ہوا کہ خزانہ شاہی میں ایک حبہ نہیں تو اس نے عرض کیا کہ تمام امیران شہر جہادیوں کو روپیہ وغیرہ سے پرورش کریں۔ بادشاہ نے اس اصلاح کو بہت پسند کیا۔ عوض محمد خان نیچ کی فوج کا افسر[5] دربار میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بھاری اسباب کو ہم نے کوتوالی میں رکھا اور کچھ اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں پہنچا کر دو بجے رات کو علی پور گئے اور

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۴ ''راجہ مہر سنگھ'' مثکاف "Rajah Mahid Singh" صحیح راجہ امید سنگھ

۲ قوسین میں درج عبارت غدر کی صبح و شام اور مثکاف میں نہیں ہے۔

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۴ جوہر لال مثکاف صفحہ ۱۷۵ Juhir Lal صحیح۔ کنہیالال

۴ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۴ ''میر فیاض علی'' مثکاف صفحہ ۱۷۵ Mir Feraz Ali صحیح ''سرفراز علی''

۵ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۴ مثکاف صفحہ ۱۷۵ کے مطابق ''نیچ فوج کے بہت سے افسر''

گیارہ بجے بسائی کے پل اپر پہنچے۔ یہاں گراب گولہ انگریزوں کے بکٹ کا ہمارے پاس آیا۔ ہم نے جلدی مورچہ ان کے مجازی تیار کر کے لوہے کا پل باندھ کر اس طرف نہر کے اور غنیم سے ایک لڑائی ہوئی جس میں دو سو سپاہی طرفین کے مارے گئے۔ بادشاہ نے افسروں کو بہت آفرین کی اور کہا کہ تم سب آپس میں ملے ہوئے رہو۔ یہ بھی افواہاً سنا گیا کہ جس وقت نیچ کی فوج دریا کے پل سے عبور کرتی تھی انگریزوں نے کچھ مدد بھیجی مگر جنرل محمد بخت خان کی فوج نے روکا اور مقابلہ کیا۔ پھر وہ علی پور کی طرف چلے گئے۔ تحصیلدار غازی آباد کی ایک عرضی آئی اس میں لکھا تھا کہ گورنمنٹ انگریزی کا ایک تحصیدار مع سو سپاہی کے منجملہ اس کے خاص نوکر بھی تھے۔ واسطہ تحصیل مالگذاری مرادنگر کے آیا تھا مگر میں بجمیعت پچاس سوار وہاں گیا۔ اٹھارہ برقندازوں کو پکڑ لایا اور پانچ شال اور پانچ گھوڑے میرے ہاتھ لگے۔ بعد ملاحظہ عرضی کے حکم ہوا کہ اجناس مذکورہ بالا کو بپہرہ قوی میں بحضور شاہ ارسال کرو۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ دو دن گزشتہ میں چونسٹھ آدمی کو میرٹھ میں انگریزوں نے پھانسی دی اور ایک ہزار پانچ سو گورے جو کانپور میں آئے تھے ان کو نانا صاحب نے ہلاک کیا اور نانا صاحب شہر کانپور پر قابض

اغدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۴ مشکاف صفحہ ۱۷۵ کے مطابق "بساری کا پل" صحیح "بسئی کا پل"

اور متصرف ہیں۔ چند باشندگان بباعث تعدی انگریزوں کے دہلی میں پناہ گیر ہوتے ہیں۔ یہ بھی سنا گیا کہ نیچ کی فوج مع دو ضرب توپ اور چار سو شتر پہاڑی ۱ اور علی پور کو گئی تھی مگر جب دیکھا کہ توپ وہاں نہیں جاتی ہے۔ تب لوٹ آئی۔ ایک مولوی نے بادشاہ سے کہا کہ ایک بکری کی دورانیں منگوائی جائیں تو انگریزوں کی توپیں بیکار ہو جائیں گی ۲۔ زمینداران بڑی بستی ۳ نے عرضی اس مضمون کی گزرانی کہ انگریزی تحصیلدار ہم سے زر مالگذاری مانگتا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو ہم ان کو ایک پیسہ نہ دیں بلکہ انگریزوں کو قتل کریں فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۲ر دسمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب سرگذشت دربار شاہ دہلی اگست ۱۸۵۷ء حکیم احسن اللہ خان و دیگر سرداران شہر دہلی دربار میں حاضر ہوئے۔ شاہ دہلی نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ چھ چھ پارچہ کا خلعت مع ۳ رقم جواہر و شمشیر و سپر سنگی مسجد و چھوٹی مسجد اور عیدگاہ کے امام کو مرحمت کیا اور خلعت ۴ پارچہ کا مع ۳ رقم جواہر مرزا احمد سلطان و مرزا جہاں

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۵ مشکاف صفحہ ۱۷۶ کے مطابق "۴۰۰ سپاہیوں"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۵ مشکاف صفحہ ۱۷۶ پر دیا گیا بیان اس سے مختلف ہے۔ اس میں درج ہے "ایک مولوی بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ مجھے بکرے کی اوجھڑی پر قرآن شریف کی چند آیات پڑھنے کی اجازت دیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انگریزی توپیں بیکار ہو جائیں گی"۔ (غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۵)

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۵ مشکاف صفحہ ۱۷۶ کے مطابق "بوری بساری" صحیح "بڑی بستی"

داد خاں دربایان عیدگاہ و جامع مسجد کو عطا کیا۔ ایک دنبہ بادشاہ نے عیدگاہ میں قربانی کیا۔ مرزا جوان بخت و حکیم احسن اللہ خاں و راجہ اجیت سنگھ رئیس پٹیالہ و ناظر حسین مرا و مظفر الدولہ و کپتان و دلدار علی خان[1] او دیگر سرداران نے حسب درجہ نذریں گذرانیں کہ جس کی سب رقم ایک سو بیس روپیہ اور آٹھ اشرفیاں ہوئیں۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ ایک لڑائی افواج نیچ اور انگریزوں سے بمقام بسئی ہوئی اور بہت سے آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور بارش کے سبب فوج کو بہت تکلیف اور دقت ہوئی۔ بعد ازاں شاہ دہلی محل میں تشریف لے گئے۔ نواب زینت محل بیگم و دیگر بیگموں نے عید کی نذریں پیش کیں۔ افواہاً سنا گیا کہ صبح کو کچھوں نیچ کا بسئی مراجعت کرتا تھا کہ چند انگریز معہ چار[2] ضرب توپ ان پر حملہ آور ہوئے اور وہاں معرکہ عظیم پیش آیا[3] فقط۔

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۶ منکاف صفحہ ۱۷۶ کے مطابق ''دلاور علی خان'' صحیح ''دلدار علی خاں''

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۶ منکاف صفحہ ۱۷۶ کے مطابق ''چھ توپوں''

۳ سرگذشت دہلی میں ۲ راگست کی روداد یہیں ختم ہو جاتی ہے جبکہ غدر کی صبح وشام اور منکاف میں تھوڑی تفصیل اور دی گئی ہے جو اس طرح ہے ''بادشاہ کے فرستادہ افسر منشی سلطان سنگھ کے پاس گئے اور ان سے ۵۰ ہزار روپے طلب کیے۔ اس کے بعد میرے پاس آئے اور ۲۵ ہزار روپے مانگے۔ باقیوں سے معمولی رقمیں حاصل کی گئیں۔ وہ بہت بے صبرے تھے اور ان کا طرز عمل بھی گستاخانہ تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں بہت تکرار ہوگئی۔ بالآخر لالہ سنت لال نے انہیں چلے جانے کے لئے کہا۔ انھوں ہی نے ہماری سفارش حیدر حسن خاں (کمانڈر توپخانہ) سے کی۔ ہم نے حکیم احسن اللہ خاں، لالہ بھولا ناتھ اور دوسرے اشخاص سے بہت منت سماجت کی۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ معاملہ جنرل محمد بخت خاں کے ہاتھ میں ہے اور میں مداخلت کرنے سے معذور ہوں لیکن رہائی حاصل کرنے کی غرض سے ضروری ہے کہ کچھ روپیہ ادا کیا جائے۔ لالہ شام لال (وکیل ولیعہد) نے ہماری طرف سے بہت کوشش کی۔ مرزا الٰہی بخش نے یقین دلایا کہ ان کے پاس بالکل روپیہ نہیں رہا اور اس لئے ان سے روپیہ حاصل کرنے کی کوشش بیکار ہے''۔ (غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۷۔۱۹۶)

۲ر اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دیوان عام میں رونق افروز ہوئے۔ مرزا امین الدین خان سعاد الدین خان[1] او کیل فضل حسن خان و ابراہیم علی خان اور وکیل اکبر علی خان نے اشرفیاں نذر گذرائیں۔ جنرل وسمند خان ارسالدار و غلام نبی خان وکیل نواب حسن خان نے ایک پیش قبض پیش کی۔ تمام روپیہ اس تاریخ کی نذر کا نو اشرفیاں اور دو سو چھبیس روپیہ[2] ہوا۔ بہت دیر تک لڑائی کی باب گفتگو رہی بعد ازاں شاہ دہلی نے فی البدیہہ ایک قطعہ تصنیف کر کے جنرل محمد بخت خان کو بھیجا۔ قطعہ

لشکر اعدا الٰہی آج سارا قتل ہو ۔۔۔ گورکھا گوجر سے لے کر تا نصاریٰ قتل ہو

آج کا دن عید قرباں کا جبھی جائیں گے ہم ۔۔۔ اے ظفر تہہ تیغ گر دشمن ہمارا قتل[3] ہو

عرضی راؤ تلارام مع پانچ اشرفی بابت نذر عید آئی۔ جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی بہ سبب کثرت بارش کے چاروں طرف بسئی کے پانی پانی ہو گیا اور جو فوج کہ وہاں گئی تھی۔ اسے بہت تکلیف ہوئی اسی باعث سے لوٹ آئی۔ یہ سن کر شاہ دہلی بہت خفا ہوئے فرمایا کہ تم سے پہاڑی کبھی نہ لی جائیگی اور رات کو تمام افسر فوج دیوان عام میں بلائے

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۷ مشکاف ۱۷۷ کے مطابق "سعادت علی خاں"۔ صحیح سعادت علی خاں

۲ غدر کی صبح و شام ۱۹۷ مشکاف ۱۷۷ کے مطابق ۱۲۶ روپے۔

۳ غدر کی صبح و شام میں قطعہ درج نہیں کیا گیا ہے بلکہ قطعے کا ترجمہ دیا گیا ہے جو اس طرح ہے۔
"خدا کرے کہ دین کے دشمن تباہ و برباد ہو جائیں! قربانیاں کرے عید کے قرباں کے تہوار کو مناؤ! اور دشمنوں کو تہ تیغ کر دو اور کوئی بچنے نہ پائے!" (غدر کی صبح و شام صفحہ ۱۹۷)

گئے اور بادشاہ نے ان سب سے کہا کہ جو روپیہ تم اپنے ہمراہ لائے تھے۔ تم نے سب خرچ کر دیا اور خزانہ شاہی میں ایک پیسہ نہیں اور اب سنتا ہوں کہ فوج ہر روز یہاں سے بھاگتی جاتی ہے مجھے کچھ امید فتح یابی کی نہیں۔ اس واسطے چاہتا ہوں کہ تم سب لوگ شہر دہلی کو چھوڑ کر کسی اور طرف چلے جاؤ ورنہ جو میں مناسب جانوں گا اپنے واسطے تدبیر کروں گا۔ بجواب اس کے افسروں نے بادشاہ کی دل جمعی کی انشاءاللہ تعالیٰ اب پہاڑی کو لیتے ہیں۔ سلیم گڑھ میں ایک سپاہی بضرب گولہ جو انگریزی مورچہ سے آیا تھا، ہلاک ہوا[1] فقط۔

۳/اگست ۱۸۵۷ء غوث محمد خان افسر نیچ کمپو کا دربار میں حاضر ہوا۔ مگر بادشاہ نے فرمایا کہ اس وقت فرصت نہیں۔ افسران نظامت نے بحکم شاہ دہلی نواب علی خان کو نذریں گزرانیں وکیل محمد اکبر علی خان رئیس پاٹودی نے ایک اشرفی اپنے آقا کی طرف سے نواب زینت محل بیگم کو پیش کش کی۔ تمام افسران فوج اور مرزا مغل حسب الحکم دربار میں حاضر ہوئے اور آداب بجا لائے۔ تھوڑی دیر تک بہ مقدمہ جنگ گفتگو ہوتی رہی۔ ۱۵ سوار[2] فتح

---

۱ "سرگذشت دہلی" میں یہاں ۲ اگست کی روداد ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ "غدر کی صبح وشام" اور "مشاف" میں تھوڑی تفصیل اور دی گئی ہے۔ یہ تفصیل غدر کی صبح وشام سے ملاحظہ ہو۔ "میرے نام ایک طویل حکم بھیجا گیا جس میں تاکید کی گئی تھی کہ ۵۰ ہزار روپیہ لے کر حاضر ہو جاؤ۔ اس پر بے ساختہ میری زبان سے یہ شعر نکل گیا:

"خدایا بچا اس مصیبت سے مجھکو　　کہ تو میری حالت سے آگاہ ہے

احمد مرزا نے اوروں کو بھی مجھ سے بدظن کر دیا اور میرے مکان پر دن رات پہرہ رہنے لگا۔ حیدر حسن خاں ۷ پیدل سپاہی اور سوار مجھے رن کرنے کے لئے بھیجے بالآخر سنت لال ان سب کو محل میں لے گئے" (غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۸)

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۸ اور مشاف صفحہ ۱۷۸ کے مطابق "دس سوار"

گڑھ سے آئے اور باغیوں میں شامل ہوگئے۔ ایک عرضی افواج مرار[1] متصلہ گوالیار کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم ۶۰۰ پیادہ ا سوار ہیں۔ اگر حکم ہو تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں ان کو لکھا گیا کہ خزانہ شاہی میں روپیہ نہیں ہے۔ نصیر آباد کے جہادیوں کی بھی عرضی آئی اس میں درج تھا کہ ہم ۶۰۰ آدمی[2] مجتمع ہوئے ہیں اور انگریزوں نے پھر شہر کا قبضہ کرلیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ لکھا گیا کہ یہاں چھ ہزار[3] آدمی دہلی میں ہیں اور ان سے اب تک پہاڑی نہیں لی گئی پھر تم چھ ہزار سے کیا ہونے والا ہے۔ جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوا اور عرضی کی کہ فوج میرے حکم کو نہیں مانتی۔ اس پر حکم ہوا کہ فوج سے کہو کہ دہلی سے نکل جائے۔ ایک شخص نے بادشاہ کو ایک شمشیر نذر گذرانیں اور کہا کہ یہ شمشیر پیغمبر کے باندھنے کی ہے۔ کسی شخص نے شہر دہلی میں منادی کرائی کہ اخون میواتی بجمعیت ۱۴[4] ہزار جہادیوں کے بخدمت شاہ آتے ہیں۔ کوئی شخص اس کو نہ روکے۔ مرزا مغل معہ ۲۰۰ سوار کے ہوا کھانے کو جے سنگھ پورہ تک گئے۔ ایک زلزلہ اسی شام کی تاریخ کو جب ایک گھنٹہ دن باقی رہا تھا آیا۔ افواہاً سنا گیا کہ محمد اکبر خان

---

۱ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں "مرار" درج نہیں۔

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۹ مشکاف صفحہ ۱۷۹ کے مطابق "۲ ہزار"

۳ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۹ مشکاف صفحہ ۱۷۹ کے مطابق "چھ ہزار"

۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۹۹ مشکاف صفحہ ۱۷۹ کے مطابق "۶۰ ہزار"

رئیس پاٹودی بھیس بدل کر داخل شہر دہلی ہوا۔ افقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۹ر دسمبر ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت شاہ دہلی ۴ر اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی ۴ر اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی محل میں تھے۔ اس وقت چند افسر سپاہی دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حکیم احسن اللہ خان انگریزوں سے سازش رکھتا ہے۔ اسی سبب سے اس نے شہر دہلی میں مشتہر کیا تھا کہ ۱۴۰۰۰ جہادی بہمراہی اخون جی[۲] سوات کی رائے کی سرائے میں داخل ہوئے ہیں اور وہ کل کی صبح کو شہر میں داخل ہوں گے۔ افسران سپاہی نے بیان کیا کہ ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ جہادی نہیں بلکہ کابل کے پٹھان ہیں۔ جو انگریزوں کی طرف سے ہم سے لڑتے

---

۱ سرگذشت دہلی میں یہاں ۳ر اگست کی روداد ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں تھوڑی تفصیل اور دی گئی ہے جو اس طرح ہے۔

''مرزا مغل لالہ کی اجازت لے کر میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے انہیں اپنے حالات بتا دیئے اور کہا کہ میرے پاس روپیہ کہاں۔ میری تنخواہ معمولی ضروریات زندگی کے پورا کرنے میں صرف ہو جاتی ہے۔ میں نے عام زندگی محنت و ایمانداری کے ساتھ کام کیا ہے اور دولت جمع نہیں کی۔ جب تک مجھے تنخواہ نہ ملے گی میرے پاس روپیہ نہیں آئے گا۔ بادشاہ کو تمام اختیارات حاصل ہیں جو چاہے کر سکتے ہیں۔ مرزا نے مجھ پر الزام لگایا کہ تم انگریزوں کے پاس قبریں بھیجتے ہو اور برہمنوں سے انگریزی راج کے از سر نو قیام کی دعائیں منگواتے ہو اور بادشاہ کی شکست کے امیدوار رہتے ہو اور سپاہیوں کو ''باغی'' کے نام سے یاد کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ''میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ مطلوبہ رقم میں کسی قدر کمی کر دوں۔ (غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۰۰۔۱۹۹)

۲ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں ''اخون جی'' درج نہیں۔

ہیں اور اس جھوٹی منادی کرانے میں حکیم صاحب کا یہ مطلب ہے کہ انگریز بہ آسانی تمام شہر میں داخل ہو جائیں اور ہم سب سپاہیوں کو قتل کریں۔ بجواب اس کے بادشاہ نے فرمایا کہ حکیم احسن اللہ خان کو اس مقدمہ میں کچھ آگہی نہیں ہے اور مجھ کو بھی خبر نہیں کہ کس شخص نے ایسی منادی کرائی ہے اب تم کو لازم ہے کہ تحقیقات اس مقدمہ کی جس طرح چاہو کرو۔ بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شخص ساکن محلہ کا نڈی نے بحضور میرے عرض کیا کہ رسول اللہ نے اخون جی سوات کو اپنا نائب کر کے اس کو ایک تلوار دی ہے اور فرمایا ہے کہ تمام انگریزوں کو قتل کرو۔ چند سپاہیوں کو اعتماد کلی تھا کہ حکیم احسن اللہ خان کی اس مقدمہ میں شرارت ہے لہٰذا وہ اس کے مکان پر اس کے قتل کرنے کو گئے۔ مگر چونکہ فضل الٰہی شامل حال تھا، حکیم صاحب اس وقت مکان پر موجود نہ تھے اور ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ بادشاہ نے افسران فوج اور مرزا مغل کو طلب کیا اور بعد تعریف کرنے ان کی بڑی بہادری کے فرمایا کہ اس شہر میں وہ جو منادی ہوئی تھی اس میں کچھ انگریزوں کے طرف کا فریب تھا۔ اب میں نے محمد بخت خان اور مرزا مغل کو تمہارا کمانیر مقرر کیا ہے۔ اگر تمہاری مرضی نہ ہو تو تمہیں اختیار ہے چاہو جس کو اپنے سے پسند کرلو۔ مگر یہ کہ باشندگان شہر کو فوج سے بہت تکلیف ہے کیونکہ مردمان افواج اس بہانہ سے کہ ہم انگریزی

فوج کو غارت کریں گے شہر سے باہر جاتے ہیں اور پھر بلا کامیابی کے شہر میں چلے آتے ہیں اور مجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ ایک روز انگریز دہلی فتح کر کے مجھ کو قتل کریں گے۔ افسروں نے بادشاہ کی تشفی اور دلجمعی کی اور کہا کہ حضور کبھی یہ بات ظہور میں نہیں آئے گی اور التماس کی کہ حضور اپنا ہاتھ ہمارے سروں پر رکھیں ہم بے شک فتح کریں گے۔ برطبق اس کے بادشاہ نے اپنا دایاں ہاتھ ہر ایک حاضرین افسر کے سر پر کہ جن کی تعداد ایک سو پچاس تھی رکھا اور ہر ایک موقعوں پر بھی وہ اپنا ہاتھ افسران سپاہی کے سر پر رکھ کر یہ دُعا دیتے تھے جاؤ جلدی سے پہاڑی پر قابض ہو۔ بعد ازاں بادشاہ سلیم گڑھ کو گئے اور حکم دیا کہ ہوائی گولے چھوڑے جائیں پھر وہاں سے مراجعت کر کے محل میں داخل ہوئے ایک شقہ بنام مرزا مغل اس مضمون سے لکھا گیا کہ حکیم احسن اللہ خان کو کسی طرح سے کوئی تکلیف نہ پہونچے اور ساہوان شہر کو طلب کر کے واسطہ خرچ فوج کے روپیہ لو۔ محمد بخت خان کو حکم ہوا کہ سب افسران فوج سے کہہ دو کہ دربار میں حاضر ہوں۔ محمد بخت خان حسب الحکم دربار میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ ۴۰۰ سواروں کو مع زمینداران نریلہ اواسطے تلاش راہ راست کے روانہ کیا ہے اور اب میں فتح یاب ہوں گا۔ اور خدا کرے کہ وہ اس مقدمہ میں کامیاب ہوں اور میں انگریزوں پر بمقام علی پور حملہ کروں گا۔ ایک عرضی

اغدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۱ مثکاف صفحہ ۱۸۱ ''مقامی زمیندار''

مرارا کے کمپوں سے کہ جو متصل گوالیار کے تھی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ ۶۰۰ پیادہ وسوار۲ حضور کے حکم کے منتظر ہیں۔ بعد ملاحظہ کے اس پر وہی حکم سابق کا چڑھا گیا کہ خزانہ شاہی میں روپیہ نہیں ہے اور ساٹھ ہزار سپاہی شہر دہلی میں موجود ہیں مگر ایک سہٹی پر بھی فتح ان سے انگریزوں پر نہیں ہوسکتی۔ حسن علی رسالدار حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اگر مجھ کو اجازت ہو تو میں ملکی زمین کا خراج کہ جو دہلی کے شہر سے ہر دوار۳ تک ہے جمع کروں اور یہ مالگذاری پانچ لاکھ سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ درخواست اس کی منظور ہوئی۔ چار بجے شام کے اسی دن چند باشندگان شہر بضرب گولہ و گولے جو انگریزوں کے مورچہ سے شہر دہلی میں آئے ہلاک ہوئے۔ دہلی دروازہ اور اجمیری دروازہ کے باہر فوج کی پریڈ ہوئی۔ مرزا مغل اور غوث محمد خان اور محمد بخت خان نے فوج کے آدمیوں کو اطلاع دی کہ وہ شخص جو رائے کی سرائے میں مقیم ہے۔ وہ جہادی نہیں ہے۔ وہ لوگ فقط خاکی اور درّانی کوہاٹ کے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ اس جھوٹے بہانہ سے شہر میں داخل ہوں۔ اس واسطے تم سب لوگوں کو چاہئے کہ تم بہت ہوشیار اور خبردار رہو اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ تم

---

۱ غدر کی صبح وشام اور مثکاف میں "مرار" درج نہیں۔

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۱ "ہم سب" مثکاف صفحہ ۱۸۱ "Whole army"

۳ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ نمبر ۸۸ میں "دور دور تک"

سب ایک دل ہوکر پہاڑی کہ انگریزوں پر حملہ کر کے ان کو قتل کروا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ہفتم جنوری ۱۸۵۸ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت شاہ دہلی ۵ر اگست ۱۸۵۷ء اس تاریخ کی صبح کو شاہ دہلی انور محل کے باہر آئے اور دیوان عام میں داخل ہوئے۔ حکیم احسن اللہ خان اور دیگر رئیس دربار میں حاضر ہوئے۔ ایک عرضی لکھنؤ سے دستخطی قدرت اللہ خان۲ و راجہ ہیرا سنگھ وغیرہ کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ تمام انگریزوں کو ہم نے یہاں قتل کیا اور قریب ۱۶ سو انگریز کے کانپور میں مارے گئے۔ اب ہم نے معشوق بیگم کے صاحب زادہ کو تخت پر بٹھایا ہے اور۱ اس میں یہ لکھا تھا کہ لکھنؤ کے واسطے سکہ

---

۱ سرگذشت دہلی میں یہاں ۴ر اگست کی روداد ختم ہو جاتی ہے جبکہ غدر کی صبح وشام در متکاف میں تھوڑی تفصیل اور دی گئی ہے جو اس طرح ہے۔

"لالہ گوپی ناتھ کی وساطت سے میں نے نواب حسن علی خاں بہادر سے درخواست کی کہ وہ احمد مرزا سے کہہ دیں کہ مجھ پر سختی بند کر دی جائے۔ حیدر حسن خاں افسر توپخانہ نے پھر روپیہ کی ادائیگی کا تقاضہ کیا۔ اب کی دفعہ اردلی سوار بھی آیا تھا۔ جواب سنت لال نے دیا۔ بدری مفر میرے پاس آیا اور کہا کہ سرجان متکاف چند سواروں کے ساتھ تلوارہ میں باغیوں کی سرکوبی کر رہے ہیں۔ اور انہیں آپ کی تکلیف وہ حالت اور دیگر وفادار شہریوں کی تکلیف کا بے حد رنج ہے۔ انھوں نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ گھبراؤ نہیں۔ اس لئے کہ انگریز عنقریب دہلی پر قبضہ کر لیں گے۔ اس خبر سے جو خوشی مجھے حاصل ہوئی وہ اس تازگی کے مترادف تھی جو باغ میں بارش کے چھینٹے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ سپاہی جو روپیہ لینے کی غرض سے آیا کرتے تھے سخت دق کرتے تھے اس لئے لالہ جیون چند اور دوسرے رشتہ داروں نے میرا ساتھ دیا اور مصلحت اسی میں سمجھی کہ مجھ سے کنارہ کش ہو جائیں۔ حکیم غلام نقش بند خاں مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ مجھے تسلی دی اور کہا کہ تمہاری طرف سے حکیم احسن اللہ خاں کو سمجھا دوں گا۔ (غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۰۳۔۲۰۲)

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۳ متکاف صفحہ ۱۸۲ قدرت علی خاں۔ صحیح قدرت اللہ خاں۔

اور گز مرحمت ہوا) بعد ملاحظہ کے یہ عرضی جنرل محمد بخت خان کے سپرد ہوئی۔ ایک اور عرضی فتح گڑھ سے سیّد علی کی بھیجی ہوئی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ تمام انگریزوں کو ہم نے یہاں تہ تیغ بیدریغ کیا اور قریب ۸۰۰۰ آدمی فراہم ہو گئے ہیں جو کچھ کہ میں نے کیا ہے اس کی منظوری کے بابت بھی ارشاد ہو۔ چند فوج کے سکھوں نے ایک عرضی گذرانی اس میں مندرج تھا کہ ہم اکثر انگریزوں کے مورچہ پر پہاڑی میں لڑنے گئے مگر پربیوں نے ہماری مدد نہیں کی اور ہم وہاں سے لاچار ہو کر لوٹ آئے۔ اب ہماری یہ استدعا ہے کہ سکھوں کی رجمنٹ اب علاحدہ کر دیں اور دو توپ ہم کو دے دیں کہ ہم انگریزوں پر حملہ کریں اور فتح یاب ہوں۔ اس پر ان کو دل جمعی دی گئی کہ بہت اچھا۔ سفر مینا کی پلٹن بحضور شاہ نسبت فوج مستغیث ہوئی کہ ہم لوگ پہلے میدان میں جاتے ہیں اور بمشکل تمام مورچہ تیار کرتے ہیں جس میں تمام دن فوج لڑتی ہے اور شام کو شہر میں لوٹ آتی ہے اور مورچہ کو بلا حفاظت چھوڑ دیتے ہیں اور اسی سبب سے انگریزی فوج رات کو آ کر اس کو غارت کر دیتی ہے۔ اس پر شاہ دہلی نے محمد بخت خان کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کیا لکھا ہے۔ جہادیوں نے بھی اس مضمون کی ایک عرضی گذرانی انھوں نے یہ بھی بیان کیا

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام میں درج نہیں۔

کہ فقط ہم ہی لوگ انگریزی فوج کے مقابلہ میں ڈٹے رہتے ہیں اور باقی سب لڑائی و گھما گھمی پر پیٹھ دکھلاتے ہیں۔ اس پر حکم ہوا کہ تم فریاد اپنی مرزا مغل کے روبرو پیش کرو اور راجہ دیبی سنگھ اور سالک رام اور رائے گنگا رام کو معرفت فاضل بیگ کے حکم ہوا کہ پچاس ہزار روپیہ واسطے خرچ فوج کے داخل کریں۔ محمد بخت خاں نے رپورٹ کی کہ کل فوج لڑنے کو جائے گی۔ راجہ بھولا ناتھ حضور میں حاضر ہوئے اور بعادت معہودہ نواز بتقریب بندھن سلونو ا حسب رسمیات ہندوان بادشاہ کے واسطے لائے۔ دو سوار ۲ واسطے لانے تین لاکھ روپیہ کے جھجر کو روانہ ہوئے۔ پچاس سوار قطب صاحب کو اور پچاس سوار کوٹ قاسم کو واسطے لانے زر مال گذاری مقامات مذکورہ بالا کے بھیجے گئے۔ یہ بھی مشہور ہوا کہ انگریزی کمپوں میں گولہ بارود کم رہا ہے اور اسی

ا سلونو ہندوؤں کا ایک تہوار ہے۔ بہادر شاہ کے عہد میں یہ تہوار بہت دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ اس تہوار کو مغل بادشاہوں کے ذریعے منائے جانے کی وجہ یہ تھی کہ شاہ عالم کے والد عزیز الدین عالمگیر ثانی کو ان کے وزیر غازی الدین خاں نے دھوکے سے خنجر سے مار کر مردہ سمجھ کر جنگل میں پھینک دیا۔ اتفاق سے وہاں سے ایک برہمن عورت رام کور کا گذر ہوا جس نے اسے پہچان کر اس کی لاش کی حفاظت کی۔ شاہ عالم نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے والد کی لاش کی حفاظت کے صلے میں سر دربار رام کور کو خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اسے بہن کا درجہ دیا۔ سلونو کے روز رام کور شاہ عالم کے ہاتھ میں سچے موتیوں کی راکھی جس میں سونے کی گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں باندھتی اور شاہ عالم اسے حقیقی بہن کی طرح زر و جواہر سے مالا مال کر کے رخصت کرتے۔ شاہ عالم کے بعد اکبر ثانی اور پھر بہادر شاہ نے اس روایت کو قائم رکھا اور اس تہوار کو خاص اہتمام اور انتظام سے منایا۔ (ملاحظہ ہو! نوبت پنج روزہ از راشد الخیری صفحہ ۶۵ بحوالہ رئیس احمد جعفری صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۰۴ مشکاف صفحہ ۱۸۳ کے مطابق ''دو سو سوار''

سبب سے سنگ تراش پتھر کے گولے ان کے کمپوں میں تیار کرتے ہیں۔ چند سواران نے اپنے تئیں مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں کا ملازم قرار دے کر محمد بخت خان کے پاس حاضر کیا اور بیان کیا کہ مسٹر روبرٹن صاحب بجمعیت ایک ہزار سوار و پیادہ کے کوہانہ میں زر تحصیل کر رہا ہے۔ ایک فرانسیسی بحضور شاہ دہلی حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے گولے اس قسم کے بنائے ہیں کہ دوگراب کے گولے کے مانند ہیں۔ شاہ دہلی برج کے توپ خانہ کے آدمیوں کو حکم ہوا کہ انگریزی کمپوں میں برابر گولی بارود اور آگ کو تیز کردو اور توپیں انگریزی مورچہ کی کہ جن سے گولے شہر میں آتے ہیں، ان کو خاموش کردو۔ فقط۔

۶ راگست ۱۸۵۷ء بادشاہ انور محل کے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں رونق افروز ہوئے۔ ایک شقہ بنام راجہ پٹیالہ اس مضمون سے جاری ہوا کہ ۶ رلاکھ روپیہ حضور میں ارسال کرو اور وہ سمند خان کو دیا اور کہا کہ ہمراہی ۱۰۰ سوار شقہ کو روانہ کرو۔ محمد عظیم ولد شاہزادہ اکبر کو حکم ہوا کہ ہانسی ا حصار میں جا کر روپیہ مالگذاری کا تحصیل کرے۔ ایک عرضی بہادر علی خان نبیرہ کادیخاں مکونہ کی آئی۔ اس میں مندرج تھا کہ فدوی بجمعیت ایک ہزار آدمیوں کے اس پار جمنا کے مقیم ہے لہٰذا گزارش کرتا ہوں کہ جہاں حکم ہو قیام پذیر ہوں۔ اس پر حکم ہوا کہ کل صبح کو تم شہر میں آؤ اور اجمیری دروازہ کے

ا غدر کی صبح وشام اور منکاف میں 'ہانسی' درج نہیں۔

باہر ٹھہرو۔ جو پنجابی سعادت خان کے نہر پر رہتے ہیں انھوں نے اقرار کیا کہ اکتالیس ہزار روپیہ ہم داخل کریں گے۔ یہ بھی سنا گیا کہ سدھاری لال اور محمد بخت خان کمانیر نیچ اور بریلی کے فوج کے ہمرای اپنے سپاہیان کمپوں انگریزوں پر گئے تھے۔ حملہ کرنے کو علی پور اور پہاڑی اور مٹھائی کے پل۱ پر گئے تھے اور وہ فوج جو کشمیری دروازہ سے گئی تھی اس کو انگریزی سپاہیوں نے آن دبایا اور رزیڈنسی کی کوٹھی تک دابتے چلے آئے۔ اس میں ۲۰۰ سوار۲ مارے گئے (مابقی جھنڈے تک پہنچ گئے اور اس کا قبضہ کرلیا۳)۔ ۱۰۰ آدمی۴ اور دو رسالدار مارے گئے۔ مگر پھر مجبور ہو کر لوٹ آئے۔ لڑائی تمام دن رہی جبکہ بہادر علی خان کلونہ والا جمنا کو معہ اپنے ۱۰۰ آدمیوں ۵ کے عبور کرتا تھا۔ اس کی مرزا مغل سے ملاقات ہوئی اور ایک اشرفی نذر گذرانی۔ لکھنؤ سے خبر آئی کہ ۲۲ تاریخ کو چند ہزار گورے لکھنؤ میں پہونچے اور بعد سخت لڑائی کے شہران کے تصرف میں آ گیا۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ بنارس پر پھر انگریز متصرف ہو گئے۔ فقط باقی آئندہ۔

---

۱ مٹکاف صفحہ ۱۸۴ Mutali Bridge اور بہت قدیم تھا۔ ملاحظہ ہو۔ بشیر الدین حصہ دوم صفحہ ۴۷۳)

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۵ مٹکاف ۱۸۴ کے مطابق "۶۰ سوار"

۳ قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح وشام" اور "مٹکاف" میں درج نہیں۔

۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۵ مٹکاف صفحہ ۱۸۴ کے مطابق "ایک ہزار"

مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب۔ بقیہ سرگذشت دربار دہلی منقسم ماہ اگست ۱۸۵۷ء بادشاہ سلیم گڑھ کو تشریف لے گئے اور بعد ملاحظہ کرنے مقام مذکور کے دیوان عام میں تشریف لائے۔ میرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان و نواب حسن علی خان و رحمت علی خان و میر حامد علی خان[1] دربار میں حاضر ہوئے اور تسلیمات بجالائے۔ ایک آدمی نے دو اشرفی بادشاہ کو اپنے آقا یعنی نواب علی والی گجرات کی طرف سے پیش کش کی۔ بہادر علی خان کماؤں والد دربار میں حاضر ہوا اور اشرفیاں[2] نذر گزرانی اور اس کے سرداروں نے ۱۳ روپیہ پیش کیے۔ احمد مرزا نے مرزا مغل سے کہا کہ تم ضیاء الدین خان سے دریافت کرو کہ کل حسب الحکم وہ کیوں نہ حاضر ہوئے۔ اس میں مرزا امین الدین خان مرزا احمد کے طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم بدمعاش ہو اور شاہزادہ کو مغالطہ دیتے ہو اور تب مرزا امین الدین خان نے بادشاہ سے فریاد کی کہ مرزا احمد مجھے ذلیل اور خوار کیا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ تم بڑے سردار قابل عزت کے ہو اور مرزا احمد کے طریقہ اور چلن سے میں خوب واقف ہوں۔ زمیندار بروڈہ علاقہ میرٹھ نے ایک عرضی گذرانی اس میں لکھا تھا کہ ہم کو یہ منظور ہے کہ

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۰۵ مشکاف صفحہ ۱۸۵ "میر سعید علی کاں" صحیح "میر حامد علی خاں"

۲ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۳ صفحہ ۹۵ "سات اشرفیاں"

روپیہ مالگذاری اس ضلع کا تحصیل کیا جائے لہٰذا کچھ مدّت ملے۔ بعد ملاحظہ کے وہ عرضی مرزا مغل کے سپرد کی۔ غوث محمد خان افسر فوج نیچ کا حاضر ہوا اور پہلے دِن کی لڑائی کا حال جو انگریزوں کے ساتھ وقوع میں آیا تھا۔ بیان کرتا رہا۔ مرزا مغل و مرزا خضر سلطان و سالک رام و رام جی داس گڑ والا و راجہ دیبی سنگھ و سالک رام خزانچی و رائے گنگا رام و رائے دیبی سنگھ قلعہ کے گارد میں جمع ہوئے اور ایک صوبہ دار سفر مینا کی پلٹن کا وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ اگر جلدی سے بندوبست فوج کے خرچ کا نہ ہوگا تو تمام شہر کو ہم لوٹ لیں گے۔ ساہوان و امیران مندرجہ بالا نے بعد مشورہ کے اقرار کیا کہ ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہم داخل کریں گے۔ اسی تاریخ کی شام کو ۵ بجے بارود خانہ جو شمرو کی بیگم کے مکان میں بمحلہ چوڑی والان تھا اُڑا اور ۵۰۷ آدمی جو وہاں کام کرتے تھے سوائے ۱۳ آدمیوں کے وہ سب اُڑ گئے۔ بادشاہ سلیم گڑھ میں تھے، یہ سنتے ہی قلعہ کو لوٹ آئے۔ حکیم احسن اللہ خاں[۱] بادشاہ کے پاس نقارہ خانہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ فوج والوں کو شک ہے کہ یہ بارود کا اُڑنا میری مدد سے ہوا۔ لہٰذا ان کا ارادہ ہے کہ میرا گھر لوٹ لیں اور مجھے قتل کریں۔ وہ یہ کہنے نہ پایا تھا کہ ایک سوار اور سپاہی شمشیر برہنہ لئے ہوئے حکیم مذکور کو گھر اس کے قتل کے واسطے گئے۔ بادشاہ نے حکیم مذکور کو اپنے تخت

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۰۶ منکاف صفحہ ۱۸۶ حسن علی خاں۔ صحیح: حکیم احسن اللہ خاں

کے پیچھے چھپایا اور تمام بادشاہی نوکر جو اکٹھے ہو گئے۔ پھر بادشاہ دیوان عام میں تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو اور حکیم کو محل کے عبادت خانہ میں بھیج دیا۔ اس وقت سمند خان رسالدار نے سوار اور سپاہیوں کو سمجھایا کہ بادشاہ ایک لمحہ بھی نہ جئیں گے۔ اگر حکیم موصوف مارا گیا۔ جس وقت بادشاہ نے سنا کہ حکیم کا گھر لٹ رہا ہے اور ایک ہزار سپاہی جو کچھ چیز اس کے گھر میں پاتے ہیں لئے جاتے ہیں۔ مرزا بختاور خان اکو حکم دیا کہ تم جاؤ اور سپاہیوں کو لوٹنے سے ممانعت کرو۔ حسب الحکم مرزا مذکور عمل میں لایا اور جہاں تک کہ ممکن تھا سپاہیوں کو دھمکایا۔ مگر وہ فہمائش محض بے فائدہ ہوئی۔ زنانہ میں حکیم صاحب موصوف روپوش ہو گئے اور دست تظلم سپاہیان مذکورہ بالا سے محفوظ رہا۔ آخر کو مرزا مغل حسب الحکم شاہ دہلی معہ چند سوار و ایک ضرب توپ موقع واردات پر آئے اور بدمعاشان شہر اور سپاہیوں کو متفرق کر دیا اور بقیہ اسباب حکیم صاحب کا ۱۴ اونٹ اور ۲ گاڑی اور تین بیل ۲ پر لاد کر دیوان خاص میں لائے اور یہ تمام اسباب حسب الحکم شاہ دہلی ایک کوٹھے میں بند کیا۔ رات کو سپاہیوں نے کئی بار عبادت خانہ پر حملہ کیا اور کہا کہ حکیم کو ہمارے حوالہ کرو۔ آخر کو بادشاہ نے مجبور ہو کر اقرار کیا۔ لیکن اس

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۷ مشکاف صفحہ ۱۸۶ "مرزا مغل" صحیح۔ مرزا مغل

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۰۷ مشکاف صفحہ ۱۸۶ کے مطابق "تین چھکڑوں"

شرط پر کہ تم اس کو مارنہ ڈالو۔سپاہیوں نے حکیم کو جواہر خانہ میں قید کیا۔بادشاہ
نے اپنے لڑکے ابوبکر اور مرزا خضر سلطان اور مرزا مہدی اور مرزا عبداللہ کو
طلب کیا اور حکم دیا کہ تم میرے پاس حاضر رہو اور خبردار ہوشیار ایسا نہ ہو کہ
سپاہی مجھے قتل کریں۔تمام بازار شہر دہلی اک بند ہو گیا اور مسلمان لوگ بہت
غمگین ہوئے کہ اس طرح حکیم سے یہ فوج بدسلوکی کرتی ہے اور ان کو یقین
تھا کہ وزیر شاہ دہلی سپاہیوں کے ہاتھ مارا جائے گا لیکن ان مسلمانوں نے کہا
کہ ہم فوج کو بھی نہ چھوڑیں گے۔اس دن تمام روز فی مابین افواج انگریزی
اور سپاہیان ہندوستانی میں لڑائی ہوئی ا۔فقط۔مطبوعہ ۱۹ر جنوری ۱۸۵۹ از

ا سرگذشت دہلی میں یہاں ۷ر اگست کی روداد ختم ہو جاتی ہے جبکہ "غدر کی صبح وشام" اور "مشکاف" میں اور تفصیل بیان کی گئی ہے جو اس طرح ہے۔

"نذر علی جو پہلے مسٹر سائمن فریزر کی ملازمت میں تھے اور اب تھانہ کے منتظم تھے، مبارک شاہ کوتوال کی چٹھی لے کر مجھے گرفتار کرنے کے لئے آئے۔ان کے ساتھ سو سپاہی ننگی تلواریں لئے ہوئے تھے۔چونکہ دروازہ سقّوں کے لئے کھولا گیا تھا اس لئے دروازہ کو کھلا پاتے ہی وہ نہایت تیزی کے ساتھ داخل ہو گئے۔گھر کی مستورات بیٹھی ہوئی مہاراج لال کی تیمارداری میں مصروف تھیں۔جن کی بذریعہ آپریشن پتھری نکالی گئی تھی اور جو بے حد کرب و تکلیف کی حالت میں پڑے تھے۔سپاہیوں کو دیکھتے ہی وہ جان بچانے کے خیال سے ادھر اُدھر بھاگیں اور زیورات اور پاندان اپنے ساتھ لیتی گئیں۔مجھے گرفتار کر لیا گیا اور پالکی میں بٹھا دیا گیا اور ننگی تلواروں کے گارد کے حفاظت میں مجھے کوتوالی پہنچا دیا گیا۔مبارک شاہ سے وہیں ملاقات ہوئی۔انھوں نے بہت احترام سے مجھے بٹھایا۔پہلے وہ چنگی کے افسر تھے اور پھر وہ بادشاہ کی ملازمت میں منسلک ہو گئے۔انھوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارے وسوسے اور اندیشے بے بنیاد ہیں اور کہا ڈرو نہیں اس لئے کہ میں خود بھی انگریزوں کا ملازم ہوں۔اس کے بعد انھوں نے میری گرفتاری کے متعلق مرزا خضر کا دستخطی حکم دکھایا۔میرے علاوہ منشی سلطان سنگھ، چھنن لال اور سنت لال کی گرفتاری بھی عمل میں آئی۔ہمیں دھوکے میں رکھنے کی خاطر حکم میں یہ الفاظ درج تھے کہ ہمیں مشورے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

افتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ہشتم ۸/اگست ۱۸۵۷ء۔ تمام امیران شہر دہلی دربار میں بعاوت معہودہ حاضر ہوئے۔ مگر بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ میں آج دربار میں نہیں آؤں گا اور میں بہت خفا ہوں۔ لوگوں کی زبانی یہ سنا کہ بادشاہ نے کہا کہ گردش جہاں تیری آئی ہے اور یہ وہی وقت

کی غرض سے طلب کیا جارہا ہے۔ پھر مجھے اور منشی سلطان کو مرزا مغل کے روبرو پیش کیا گیا۔ پہنچتے ہی ایک صوبیدار مجھے خنجر سے یہ کہہ کر ہلاک کرنا چاہتا تھا کہ "یہی وہ شخص ہے جو انگریزوں کو خبریں بھیجتا ہے"۔ مجھے مجمع نے (اور در حقیقت خدا نے بچالیا اور کہا کہ انہیں روپیہ لینے کی غرض سے بلایا گیا ہے۔ اس سے مجھے ایک گونہ اطمینان ہوا۔ بعد ازاں مجھے ادھر مرزا مغل کی پیشی میں لے گئے۔ وہاں میں نے عجیب وغریب قطع کے آدمیوں کی کثیر جماعت دیکھی۔ ایک جانب مرزا مغل تکیوں سے سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ راجہ سالک رام، حامد علی خاں، حکیم عبدالحق اور بادشاہی دربار کے چند دیگر افسر بھی موجود تھے۔ ان کے بالمقابل باغی فوج کا بریگیڈ افسر کڑے سنگھ بیٹھا ہوا تھا۔ شاہی افسر بلا حکم ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ لالہ سالک رام (خزانچی) رام جی داس گوڑ والہ لالہ گردھر لال، زور آور چند اور تقریباً ۲۵ دیگر مہاجن بھی گرفتار شدہ حالات میں وہاں بیٹھے تھے۔ مجھے بھی ان کے ساتھ قطار میں بیٹھنے کا حکم ملا۔ میرے دوست لالہ گھان لال، لالہ کاشی لال، لالہ سنت لال میری رہائی کی کوشش کرنے کی غرض سے وہاں آئے۔ تھوڑی دیر میں مرزا احمد جان مرزا مغل کے پاس گئے اور کان میں کچھ کہا جس پر مرزا مغل نے لالہ سنت لال کو بلایا اور نہایت شفقت و نرمی سے فرمایا کہ اس سے ۵ ہزار روپے لئے جائیں گے جسے فی الفور ادا کرنا چاہئے ورنہ اسے قید کردیا جائیگا۔ دوسروں سے بھی اسی طرح روپوں کا مطالبہ کیا گیا اور بالآخر ہم غریب منشیوں کو دھمکایا گیا اور توپوں کو ہمارے کندھوں پر رکھ کر چھوڑا گیا مگر ہم خدا کے کرم سے نہایت ثابت قدم رہے۔ ہم نے ارادہ کرلیا تھا کہ ہم مرنا پسند کریں گے اور ان باغیوں کی دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔ ہمیں انجام کی کچھ خبر نہ تھی۔ باغیوں نے صبح سے لے کر ۴ بجے سہ پہر تک مشورہ کیا۔ اسی حالت میں مرزا الٰہی بخش بھی خلاف توقع حضرت خضر کی طرح آ پہنچے۔ بعینہ جس طرح سے کہ سوکھے ہوئے پتوں میں جان ڈالنے کے لئے ابر رحمت یکایک برس جاتا ہے، انھوں نے مجھے دلاسا دیا اور مرزا مغل سے درخواست کی کہ جج کی ملاقات کے لئے وقت دیا جائے۔ میرا گمان ہے کہ انھوں نے دوران ملاقات میں ہمارے متعلق یہی دلائل استعمال کئے ہوں

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میرے واسطے ہے۔ بعد ازاں کھانا نوش کیا اور شاہزادوں کو حکم دیا کہ جس طرح بن سکے حکیم احسن اللہ خان کو رہا کراؤ۔ آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ حکیم کو چھوڑ دینا چاہئے اور یہ نامناسب ہے کہ ان سے اس طرح پیش آؤ۔ نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ سپاہیوں کو شک ہے کہ میں انگریزوں

گے کہ یہ غریب محرر ہیں اور صرف اپنی آمدنی پر گذران کرتے ہیں اور یہ کہ انگریزی راج ابھی ختم نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ انگریز شہر پر دوبارہ قبضہ کرلیں اور جب آپ انگریزوں کے ہاتھ میں اسیر ہو جائیں گے تو ممکن ہے کہ یہ غریب کلرک اس وقت آپ کے لئے مفید ثابت ہوں۔ مرزا مغل نے جواب دیا کہ یہ انگریزوں کو خبریں بھیجتا ہے اور ان کی کامیابی کے لئے دست بدعا رہتا ہے۔ مرزا الٰہی بخش نے کہا کہ یہ ان کے وفادار جن کا نمک انھوں نے کھایا ہے ۔ احمد مرزا نے کہا کہ ان سے کثیر رقم وصول کرنی چاہئے۔ ان کے مکانات پر قبضہ کرلینا چاہئے۔ غالباً مشورہ دینے والے کو یہ امید ہوگی کہ قتل کردئے جانے پر میرا مکان اسے مل جائے گا۔ یہ گفتگو شام تک ہوتی رہی۔ جو زیورات سپاہیوں نے میرے مکان سے ضبط کئے تھے انہیں مرزا مغل کی خدمت میں پیش کیا گیا اور تولنے کے بعد ان کی مالیت کا اندازہ دو ہزار روپے کیا گیا۔ حکم ہوا کہ یہ رقم اس مطالبہ میں سے منہا کردی جائے جو مجھ سے کیا جارہا تھا۔ اس کے بعد پستول منگائے گئے اور ہمیں ڈرانے کے لئے بندوقیں بھی منگوائی گئیں۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ میرا ارادہ مستقل ہے، اور مرزا الٰہی بخش میری مدد پر ہیں، مجھے بالآخر ان کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی گئی۔ مرزا صاحب مجھے کمال تلطف اور مہربانی کے ساتھ سیدھے میرے مکان پر لے گئے اور مجھے مشورہ دیا کہ تبدیل مکان کرلو اور کہیں چھپ جاؤ ورنہ باغی پھر تمہارا پتہ ڈھونڈ نکالیں گے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمہارا ضامن ہوں اور انشاء اللہ باغی تمہارا بال بیکا نہ کرسکیں۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کرکے میری جان بچالی۔ مرزا الٰہی بخش نے اس آڑے وقت میں جو ہمدردی مجھ سے کی اس کا معاوضہ مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا اور نہ مناسب الفاظ میں ان کا شکریہ ہی ادا کرسکتا ہوں۔ صرف زبان سے ان کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کرسکتا ہوں۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ میرے گرفتار ہوجانے پر لالہ شام لال نے مرزا الٰہی بخش کو لکھا کہ اب امداد کا وقت ہے اس لیے کہ وہ انگریزی ملازم ہیں اور آپ بھی انگریزوں کے بہی خواہ ہیں۔ مرزا کے صاحبزادے کا آج صبح انتقال ہوگیا تھا اور وہ جلدی سے تجہیز و تکفین کرکے میری مدد کرنے کے لئے آگئے۔ ان سے بڑھ کر سچا دوست کبھی میسر نہیں آسکتا۔

(غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۰۸ تا صفحہ ۲۱۱)

سے کچھ سازش رکھتی ہوں لہٰذا سپاہیوں کا ارادہ ہے کہ میرا گھر لوٹیں۔ یہ سنکر بادشاہ نے ۲۰۰ سوار واسطے حفاظت مکان بیگم صاحبہ و حکیم احسن اللہ خان بھیج دیے۔ یہ بھی سنا گیا کہ سپاہیوں نے جو چیز حکیم احسن اللہ خاں کے گھر سے لوٹی تھی ان سب کا انبار کر کے اس میں آگ دے دی۔ بادشاہ نے بہتری حکم آگ بجھانے کے واسطہ دیے کوئی سود مند نہ ہوا۔ مرزا عبداللہ کو حکم ہوا کہ وہ جا کر حکیم سے کہے کہ تم کھانا کھاؤ۔ ہرکارہ واسطہ طلب متصدیان قلعہ کے بھیجے گئے ہیں لیکن مارے خوف کے کوئی اپنے گھر سے نہیں نکلتا تھا۔ سارے شہر میں سنسان اور چپ چاپ ہو رہا تھا اور اس تاریخ دانت پیس پیس کر انگریزوں سے لڑائی ہوئی۔[۱]

۹ راگست ۱۸۵۷ء کو شاہ دہلی عبادت خانہ میں داخل ہوئے۔ شاہ نظام الدین ولد میاں کالے صاحب مرشد شاہ دہلی دربار میں آئے۔ سلام علیک والسلام کی۔ ایک عرضی محمد اکبر خان نے پیش کی۔ اس میں مندرج تھا کہ ۵۰ سوار پاٹودی میں پہنچے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کو شاہ دہلی نے بھیجا

۱۔ سرگذشت دہلی میں یہاں ۸ راگست کی روداد ختم ہو جاتی ہے جبکہ ''غدر کی صبح و شام'' اور مؤلف میں ایک سطر اور درج ہے جو اس طرح ہے۔

''مجھ پر اور منشی سلطان سنگھ پر بقایا دو ہزار روپے کی ادائیگی کے لئے پھر بے حد زور ڈالا گیا لیکن ہم نے ایک پیسہ بھی نہ دیا''۔ (غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۱۱)

ہے اور کہا ہے کہ تین لاکھ روپیہ پاٹودی سے وصول کرو اور اسی باعث سے اس کے لڑکے کہ جوان کے استقبال کو گئے تھے، مقید کیا ہے۔ اس کے جواب میں بادشاہ دہلی نے فرمایا کہ ہم نے ۳/لاکھ روپیہ تم سے طلب نہیں کیا اور سوار مستوجب سزا ہوں گے۔ راجہ ناہر سنگھ رئیس بلب گڑھ نے ایک عرضی اور ۵ اشرفی بابت نذر شاہ دہلی ارسال کی۔ سیو بادشاہ نے نذر اس کی قبول کی اور عرضی کی پشت پر لکھ دیا کہ تمہاری بدنامی کی باعث سے ہم نے نذر قبول کیا۔ مرزا مغل کے نام حکم جاری ہوا کہ احسن اللہ خان کے مکان سے پہرا اُٹھایا جائے۔ تمام افسر قلعہ کے صحن میں مجتمع ہوئے اور متفق اللفظ کہا کہ حکیم صاحب کا کچھ قصور باعث بارودخانہ کے اُڑانے میں نہیں تھا۔ ۶ پارچہ کا خلعت مکند لعل کو بابت وفات اس کی ماں سرکار شاہ دہلی سے مرحمت ہوا۔ جنرل محمد بخت خان نے بذریعہ عرضی شاہ دہلی کو رپورٹ کی کہ ایک گورکھا انگریزی فوج کا گرفتار ہوا ہے۔ ۵۰ سپاہی مولوی محمد صدر الدین خان کے مکان کو لوٹنے گئے ہیں۔ مگر انھوں نے کہا کہ ۷۰ جہادی ان کے مقابلہ کو وہاں موجود تھے پھر وہی سپاہی حسن علی خان کے دو گھوڑے بجبر لے گئے اور کئی سو آدمی بارود اُڑنے کے سبب ہلاک ہوئے اور زخمی اور بیماروں کو بہرام کی سرائے ا کے امام باڑہ میں رکھا ہے۔ ۴ گورکھے ۲ سپاہی اسی تاریخ کو گرفتار

ا غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۲ مشکاف صفحہ ۱۹۱ کے مطابق ''برہمن خاں کی سرائے'' صحیح ''برہمن کی سرائے''
۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۲ ''مشکاف'' صفحہ ۱۹۱ کے مطابق ''چھ گورکھے''

ہو کر تہ تیغ ہوئے۔ شہر میں یہ مشہور ہوا کہ انگریزوں نے ۲ رجمنٹ سفر مینا کی لاہور میں بھرتی کیں اور اب وہ ان کو دہلی میں بمقام پہاڑی لائے ہیں اور بارود بمقام مکان مسٹر مینس چھاؤنی تیار ہوتی ہے۔ فقط

۱۰ اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی عبادت خانہ کے دروازہ پر رونق افروز تھے۔ حسبِ عادت معہودہ حافظ داؤد الدین صاحب اور ناظر مرزا حسین حضور میں حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ فوج جو زیادتی کرتی ہے اس کا مجھے بڑا رنج ہے۔ پھر مرزا مغل سے فرمایا کہ حکیم کو رہا کراؤ و قریب دو سو سوار و پیادہ واسطے گرفتاری منشی چھٹن لال اور منشی سلطان سنگھ کے بایں اتہام کہ وہ انگریزوں کو خبر پہونچاتے ہیں گئے۔ مگر منشیان مذکورہ بالا روپوش ہو گئے۔ مرزا مغل نے حکیم کو رہا کرایا۔ مرزا عبداللہ ولد مرزا شاہ رخ دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ مرزا امین الدین خان اور مرزا ضیاء الدین خان کے پاس چند لاکھ روپیہ نقد موجود ہے۔ مگر وہ ایک حبہ واسطے اخراجات فوج کے نہیں دیتے۔ یہ سن کر بادشاہ چپ ہو رہے لیکن مرزا عبداللہ نے قریب دو سو سوار و پیادہ اپنے ہمراہ لئے اور مرزا امین الدین خان کے مکان پر گئے اور کہا کہ کچھ روپیہ دلوائے۔ امین الدین خان نے کہا کہ میرے پاس کوڑی نہیں ہے اور اگر آپ مجھ سے فوج کشی کیا چاہتے ہیں تو بسم اللہ

حاضر ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے آدمیوں کو کہا کہ مسلح ہو جاؤ۔ آخر کار مرزا عبداللہ مجبور ہو کر لوٹ آئے۔ مرزا ابوبکر نے تمام مہاجن شہر کے گرفتار کیے اور ان سے روپیہ واسطے خرچہ ذات کے طلب کیا۔ تلا رام رئیس ریواڑی کی عرضی آئی اور اس میں استغاثہ نسبت غلام محمد خان اور نواب احمد علی خان رئیسان فرخ نگر مندرجہ تھا۔ حکیم احسن اللہ خان دربار میں حاضر ہوا اور ایک اشرفی نذر گذران کر عرض کی کہ فقط حضور کے سبب سے میری جان بچی۔ الاّ سب مال میرا لٹ گیا۔ لہٰذا امیدوار ہوں کہ سپاہیوں کو حکم ہو کہ میرا مال مجھ کو واپس کریں۔ اس پر بادشاہ نے فرمایا کہ صبر کرو ایسی تدبیر کی جائے گی کہ تمہارا مال تم کو مل جائے گا۔ مکندلال[۱] کے نام جاری ہوا کہ بلا توقف پانچ ہزار روپیہ لے کر اپنے تئیں حاضر حضور کرے۔ مرزا خضر سلطان دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ پرانے انگریزی نوکر انگریزوں کو خبر پہونچاتے ہیں لہٰذا چاہیے کہ سب ایک دم سے قید کیے جائیں۔ فقط۔

مطبوعہ ۲۶/ ماہ جنوری ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی یازدہم ماہ اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دربار عام میں رونق افروز ہوئے اور تمام سرداران کا مجرا لیا۔ مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان و مرزا عبداللہ کے نام حکم جاری ہوا کہ حکیم احسن اللہ خان کو اپنے گھر جانا ہے لہٰذا تم کو

---

۱ مشکاف صفحہ ۱۹۲ ''محمد لال'' صحیح ''مکندلال''

لازم ہے کہ اس کے ساتھ اس کے گھر تک جاؤ۔ چنانچہ حسب الحکم حکیم احسن اللہ خان قریب ۴ بجے بعد دوپہر معہ شاہزادگان مذکورہ بالا بہت کرّ وفر سے اپنے مکان پر کہ جو چاندنی چوک کے راستہ سے متصل لال کوئیں کے ہے، گئے۔ انھوں نے ایک اشرفی مرزا مغل کو اور پانچ پانچ روپیہ مرزا خضر سلطان اور مرزا عبداللہ کو پیش کش کیے اور اپنے گھر کا معائنہ کرایا اور کہا کہ دیکھئے صاحب عالم میرے گھر کو سپاہیان نے بالکل جلا دیا اور ہر ایک چیز میری لوٹ لی۔ مرزا عبداللہ اور مرزا خضر سلطان نے مراجعت کی اور مرزا مغل شہر کے باہر فوج کی پریڈ پر گئے۔ غوث محمد خان جنرل افواج نیمچ ا حاضر ہوا اور کہا کہ مرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان دربار میں حاضر ہوئے۔ شاہ دہلی نے ان کو طلب کیا۔ جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوئے اور کہا کہ جو لوگ بارود کے صدمہ سے اُڑ گئے ہیں ان کے بال بچے کی پرورش کی جائے۔ بادشاہ نے اس کے جواب میں کہا کہ جیسا تم مناسب جانو۔ اس تاریخ کو صبح سے شام تک لڑائی رہی۔ میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ فقط۔

۱۲/اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی مسلح خانہ میں تشریف لے گئے اور حاضرین دربار کی سلامی لی۔ مولوی صدر الدین خان سے کہا کہ جب تک حکیم احسن اللہ خان کا مال سپاہیوں سے وصول نہیں ہوگا۔ میں دیوان عام

ا غدر کی صبح و شام اور مکاشف میں "نیمچ" درج نہیں۔

میں تخت پر نہیں بیٹھوں گا۔ افسران سپاہی نیچ اور بریلی دربار میں حاضر ہوئے اور بادشاہ سے خلوت میں کچھ گفتگو ہوئی اور بعد ازاں شاہ دہلی سلیم گڑھ کو تشریف لے گئے اور جب وہاں سے مراجعت کی تب مرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان سے راستہ میں ملاقات ہوئی اور مجرا ادا کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہر روز حاضر ہوا کرو۔ انھوں نے کچھ عذر ضرورت کام کا عرض کیا اسی رات کو انگریزی فوج دمدمہ پر کہ جو متصل باڑہ ہندوراؤ[۱] تھا چھاپہ مارنے کو آئی۔ مگر جب دیکھا کہ فوج ہوشیار ہے تو وہاں سے اُلٹے پھر گئے۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ مہاراجہ اندور کی فوج نے بغاوت اختیار کی اور راجہ معہ تمام انگریزوں کے باڑہ میں پناہ گیر ہے اور تیرہ ہزار آدمی اندور سے دہلی کو روانہ ہوئے ہیں۔ یہ بھی سنا کہ لڑکا راجہ بنی سنگھ کا الور[۲] کی گدی پر بیٹھا اور سرکار انگریزی سے اس کو خلعت مرحمت ہوا۔ فقط۔

۱۳ر۔ اگست ۱۸۵۷ء کو شاہ دہلی نے عبادت خانہ میں دربار کیا

---

۱ ہندوراؤ کی کوٹھی ایک بڑی عمارت تھی جس کی فصیل اور دروازے تھے۔ اس کے جنوب مغرب میں ایک لمبی پہاڑی تھی۔ جو دہلی سے اوپر ڈھائی میل کے قریب تھی۔ اور دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی تھی۔ یہ کوٹھی ایسی جگہ بنائی گئی تھی جہاں سے سارا شہر دکھائی دیتا تھا۔ یہ جگہ حملہ کرنے کے لئے گوشۂ عافیت تھی۔ انگریزوں نے یہاں پر پکٹ بٹھایا تھا جس کے معنی ہیں کہ سپاہی لشکر گاہ سے تھوڑے فاصلے پر پہرہ چوکی کے لئے بٹھائے جائیں تاکہ وہ دشمنوں پر نظر رکھ سکیں۔'' (ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۵۷۸۔۵۷۷، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۷۰، بشیر الدین حصہ دوم صفحہ ۴۹۲)

۲ غدر کی صبح و شام اور منکاف میں ''الور'' درج نہیں۔

(نواب حسن علی خان اور حکیم احسن اللہ خان اور دیگر امرایان شہر حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے ۱) عرائضیات مرسلہ نواب فرخ آباد و بریلی و رام پور ۲ بدیں مضمون آئیں کہ ہم نے مقامات مذکورہ بالا کو اچھی طرح سے اپنے قبضہ میں کرلیا ہے اب امیدوار ہیں کہ فرمان شاہی متضمن ہماری حسن خدمات ہم کو مرحمت ہو۔ چنانچہ درخواست ان کی منظور ہوئی۔ تمام شاہزادہ دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے ان سے فرمایا کہ پستول نہ باندھا کرو فقط تلوار کا باندھنا ہی کافی ہے۔نواب حسن علی خان نسبت سپاہیوں کے مستغیث ہوئے کہانھوں نے اجمیری دروازہ پر میرا ٹٹو اور دو تلواریں اور دو برچھیاں چھین لیں۔لہٰذا امیدوار ہوں کہ وہ مجھ کو واپس دلوائیں جائیں۔مرزا مغل کو حکم ہوا تم اشیائے مذکور کو تلاش کر کے مالک کو دلواؤ۔ ۱۰۰ سوار مع ۲ کرانچی ہائے اسباب محمولہ میگزین لکھنؤ سے آئے۔ان کو حکم ہوا کہ محمد بخت خان کے پاس جائیں۔(جنرل محمد بخت خان نے ۲ کرانچی کی درخواست کی۔اس پر حکم ہوا کہ اس کے پاس بھیج دی جائیں۔۳) مرزا مغل اور اور سردار قلعہ گارد کے مکان پر جمع ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑائی کی بابت میں گفتگو رہی۔عرضی محمد

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں درج نہیں۔

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۵ اور مشکاف صفحہ ۱۹۳ ''امین پور'' صحیح ''رام پور''

۳ قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں درج نہیں۔

اکبر علی کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ سوار مجھ کو تنگ بہت کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں اس کو لکھا گیا کہ یہ محض نامناسب ہے کہ تم سواروں کو قتل کرو مگر یہ تم کو اختیار ہے کہ تم اپنے ملک کا انتظام اور بندوبست کرو۔ اسی تاریخ کو رات کو انگریزی فوج تیلی واڑہ مورچہ پر چھاپا مارنے آئی مگر جب انھوں نے دیکھا کہ فوج ہوشیار ہے تب وہ سب چلی گئی۔ جو کچھ مال حکیم احسن اللہ خاں اکا اگلے دن سپاہی لے آئے تھے وہ سب ان کو واپس کیا۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ بیجا بائی صاحبہ۲ نے لفٹنٹ گورنر ممالک غربی و شمالی کو بمقام آگرہ۳ اطلاع دی تھی کہ ہماری فوج ہمارے اختیار میں نہیں اور وہ اندور کے کمپوں سے شامل ہو کر آگرہ پر حملہ کیا چاہتی ہے۔ یہ سن کر نواب لفٹنٹ گورنر نے ۱۰۰ گورے۴ آگرہ سے ۶ میل پر واسطے تیاری مورچہ کے روانہ کئے ہیں اور باشندگان شہر آگرہ کو اتنا خوف پیدا ہوا ہے کہ صدہا آدمی روز مرّہ شہر سے نکلے جاتے ہیں اور انگریزوں نے ساہوکاروں سے چند لاکھ روپیہ قرض لیا ہے۔ فقط۔

مطبوعہ دوئم ماہ فروری ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت

---

۱ ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۲۱۵ مشکاف صفحہ ۱۹۴ حسن علی خاں، صحیح احسن اللہ خاں

۲ ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۲۱۵ مشکاف صفحہ ۱۹۴ بیگا بھائی ، صحیح ''بیجابائی''

۳ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں ''آگرہ'' درج نہیں۔

۴ ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۲۱۶ اور مشکاف صفحہ ۱۹۴ کے مطابق ''۱۰۰ گورے اور چار ہاتھی''

دربارشاہ دہلی ۱۴؍ماہ اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دربار عام میں تشریف لائے۔ حکیم احسن اللہ خان و حکیم عبدالحق خان اور غوث محمد خان ا دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے۔ غوث محمد خان نے کچھ خلوت میں بادشاہ سے کہا کہ نیچ اور اندرو سے فوج آنے والی ہے ورنصیر حملہ کرنے کے انگریزوں پر بمقام علی پور پہاڑی فتح نہیں ہوگی۔ شاہ دہلی نے اپنے دستر خوان سے دو خوان محمد بخت خان کے پاس بھیجے۔ ایک عرضی نجیب الدین کی آگرہ سے آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ انگریزوں کا ارادہ ہے کہ جامع مسجد اور روضہ کو اڑادیں۔ لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ حضور ایسی تدبیر کریں کہ یہ مقامات عالی شان بچ جائیں۔

۱۵؍اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دیوان عام میں داخل ہوئے۔ تمام سرداران شہر کہ جس میں حکیم احسن اللہ خان اور ناظر حسین مرزا اور بڈھن صاحب تھے، تسلیمات بجالائے۔ بڈھن صاحب نے کہا کہ درمیان مختار اور شاہزادوں کے بدمزگی معلوم ہوتی ہے لہٰذا ان کا ملاپ ہو جائے تو بہتر ہے۔ کسی رسالدار کی عرضی آئی۔ اس نے لکھا تھا کہ میں (بہ ہمراہی ۱۰۰ سوار کے۲) دہلی کو آیا ہوں مگر مجھ کو راؤ تلارام نے روک رکھا ہے۔ اس میں لکھا تھا

ا ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں ''حکیم عبدالحق خاں'' اور ''غوث محمد خاں'' درج نہیں۔

۲ قوسین میں دیے گئے الفاظ ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں درج نہیں۔

کہ راؤ تلا رام نے مہاجنان وساکنان ریواڑی سے چند ہزار روپیہ واسطہ خرچہ فوج شاہی کے بجبر لیا ہے۔ ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ حضور میں نہیں داخل کرے گا۔ اسی لئے میرا یہ منشاء ہے کہ حضور مجھ کو اجازت دیں کہ وہ روپیہ اپنے ساتھ لاؤ اور حضور میں خود پیش کش کروں۔ برطبق اس کے شقہ اس کے نام لکھا گیا کہ تم روپیہ راؤ تلا رام سے لے کر حاضر حضور کرو اور اسی وقت ایک شقہ راؤ تلا رام کے نام درباب سپردگی روپیہ کے لکھا گیا۔ زمینداران ریواڑی نے نسبت تلا رام اور محمد اعظم خان[1] کے متضمن جبر اور ظلم کے بحضور شاہ دہلی نالش دائر کی۔ یہ بھی خبر آئی کہ محمد اعظم خان نے آٹھ ہزار روپیہ گوڑگانوہ میں تحصیل کیا اور پٹودی کو گیا اور بعد لوٹنے مقام مذکورہ بالا جھجر کا راستہ لیا اور وہاں نواب سے کئی ہزار روپیہ لے کر روہتک کو روانہ ہوا اور وہاں سب روپیہ اکٹھا کر کے اب حصار کی جانب گیا ہے۔ باستماع اس خبر کے بادشاہ دہلی محمد اعظم خان سے بہت ناراض ہوئے اور ایک شقہ اس کے نام بھیجا کہ جو زر روپیہ تم نے جمع کیا ہے بلا توقف اس کو ارسال کرو اور آئندہ کسی شخص پر ظلم روا نہ رکھو۔ ایک شقہ بنام مہاراجہ گوالیار بھیجا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ بلا توقف معہ اپنی فوج اور خزانہ کے حاضر حضور ہو اور نیز ایک شقہ اسی مضمون کا بیجا بائی[2] کے نام بھیجا گیا۔ قریب ۳۰۰ سپاہی کے بغاوت

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۷ مشکاف صفحہ ۱۹۵ ''عظیم خاں''، صحیح: ''محمد اعظم خاں''
۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۷ ''بائی صاحبہ''، مشکاف صفحہ ۱۹۵ Bhai Sahiba صحیح ''بیجا بائی''

سے ناراض ہو کر اور یہ جان کر کہ یہاں کوئی اُمید تنخواہ پانے کی نہیں ہے، اپنے ہتھیار بادشاہ کے سپرد کر کے کلکتہ دروازہ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اسی تاریخ منالال ڈپٹی کلکٹر انگریزی کیمپ میں شامل ہوا۔ ایک سوار نے دہلی دروازہ کے برابر ایک سپاہی کو مار ڈالا جس پر مرزا مغل اور اشخاص نے جن کی مجلس میں بمقام گارد قلعہ اس کی تجویز کی، اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ نواب عبدالرحمٰن خان[1] رئیس جھجر نے دو سو سوار[2] معہ دو ضرب توپ واسطے بندوبست پاٹودی کے روانہ کئے ہیں۔ فقط باقی آئندہ۔

۱۶؍ ماہِ اگست ۱۸۵۷ء (شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے۔ مرزا امین الدین خان مرزا ضیاء الدین خان و نواب حسن علی خان و رحمت علی خان اور دیگر امیر جو اس وقت حاضر تھے سبھوں نے مجرا ادا کیا اور[3]) مولوی فضل حق دربار میں حاضر ہوئے۔ ایک اشرفی پیش کش کی اور معاملات ذاتی میں گفتگو کرتے رہے۔ ان کے نائب نے پانچ روپیہ نذر گذرانی۔ راجہ ناہر[4] سنگھ والی بلب گڑھ کی طرف سے دو عرضیاں ایک متضمن گذرانے تین اشرفی کے بطور نذر نواب زینت محل بیگم کو اور دوسری مشعر اوپر اس بات کے کہ

---

۱ "غدر کی صبح و شام" اور "مشکاف" میں "عبدالرحمٰن خان" درج نہیں۔

۲ "غدر کی صبح و شام" اور "مشکاف" میں سواروں کی تعداد درج نہیں۔

۳ قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح و شام" اور "مشکاف" میں درج نہیں۔

۴ "غدر کی صبح و شام اور "مشکاف" میں "راجہ ناہر سنگھ" کا نام درج نہیں۔

میرے قصورات معاف کئے جائیں، کے دربار میں آئیں۔ برطبق اس کے ایک شقہ معافی نامہ کا بنام راجہ مذکور بھیجا گیا۔ نواب احمد علی خان والی فرخ نگر کی عرضی محتوی اس بات کے کہ فدوی موضع بہوڑہ کی مالگذاری حسب الحکم حضور کے تحصیل نہیں کرسکتا اور باعث اس کا یہ بھی ہے کہ راؤ تلارام ریواڑی والا موضع مذکور کے تحصیل میں مداخلت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ گاؤں حضور نے مجھے مرحمت فرمایا ہے۔ بعد ملاحظہ کے وہ عرضی جنرل محمد بخت خان کے سپرد کی گئی۔ نواب عبدالرحمٰن خان رئیس جھجر نے ۷ ہزار روپے[1] معہ ایک عرضی کے ارسال کیا۔ اس عرضی میں لکھا تھا کہ بہ باعث بے انتظامی اس علاقہ کے تین لاکھ روپیہ جو حضور نے واسطے خرچ فوج کے طلب فرمائے ہیں بالفضل ارسال نہیں کرسکتا مگر ایک لاکھ روپیہ کا بندوبست کرلیا ہے جس میں سے ساٹھ ہزار روپیہ (تو حضور میں حاضر کیا اور[2]) ۴۰ ہزار روپیہ پندرہ دن میں ارسال کروں گا۔ ماقی روپیہ پیچھے سے بھیج دوں گا اور اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ وہ جو ۳ لاکھ روپیہ مجھ سے طلب ہوا تھا، اس کے منسوخی کے نسبت ایک

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۸، ''مشکاف'' صفحہ ۱۹۶ پر یہاں ''۷ ہزار'' درج ہے جبکہ مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ کے صفحہ ۱۰۴ پر ''ساٹھ ہزار'' درج ہے جو صحیح ہے کیونکہ نواب جھجر نے ساٹھ ہزار روپے بھیجے تھے اس کا اندازہ آگے کی عبارت کو پڑھنے سے ہوتا ہے۔

۲ ''سرگذشت دہلی'' میں یہاں جملہ نامکمل تھا۔ قوسین میں درج الفاظ کو مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ صفحہ ۱۰۴ سے نقل کیا گیا ہے تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔

حکم بذریعہ شقہ کے مجھ کو مرحمت ہو اور یہ بھی معروض تھا کہ جو فدوی کے مکانات دہلی میں ہیں اور اس میں سپاہیان فوج فروکش ہیں، خالی کر دیے جائیں اور شاہزادہ محمد عظیم نے جو میرے علاقہ میں آ کر بہت سے گاؤں کو لوٹا، لہٰذا اس کی نسبت حکم ہو کہ وہ فوراً چلا آئے اور آئندہ کو کوئی شخص بدون میری اجازت کے میرے علاقہ میں نہ آ سکے اور ایک فرمان شاہی متضمن بحالی و برقرار رہنے اس ضلع کے میرے نام پر سرکار سے مجھے عطا ہو۔ بعد ملاحظہ کے یہ بھی عرضی جنرل محمد بخت خاں کے سپرد ہوئی۔ مرزا مغل نے سنا کہ انگریزوں کے مورچہ کا جھنڈا بہ باعث اس کے کہ ایک فوج کثیر انگریزوں کے واسطے سدراہ ہوئی، افواج باغی کی جو وہاں گئی ہیں بلا حفاظت پڑا ہے۔ لہٰذا حکم دیا کہ تمام فوج حملہ کرے۔ حسب الحکم کئی ہزار سوار اور پیادے معہ توپ خانے کے روانہ ہوئے اور امید تھی کہ بلا مزاحمت جھنڈے مذکور کا قبضہ کر لیں گے۔ مگر بعد ازاں ان کو معلوم ہوا کہ یہ ان کی غلط فہمی تھی کیونکہ جب وہ وہاں پہنچے تو افواج انگریزی نے ان کا گولیوں سے استقبال کیا۔ اسی تاریخ کو یہ بھی سنا گیا کہ قریب دو ہزار گورے حصار کو واسطے مقابلہ محمد عظیم خان کے گئے ہیں۔ فقط۔

مطبوعہ ۹ / ماہ فروری ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت

دربار شاہ دہلی ۱۷؍اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی برسم معہودہ دیوان عام میں رونق افروز ہوئے اور امیران حاضرین کا مجرا لیا۔ ایک جفت فروش معہ تین سو روپیہ کے پل پر جاتا تھا اس کو سپاہیان نے گرفتار کیا اور بحضور شاہ دہلی لائے۔ چنانچہ شاہ دہلی نے سترہ روپیہ سپاہیوں کو بابت محنت کے دیے اور بقایا کو حکم فرمایا کہ خزانہ عامرہ میں داخل ہوں۔ ۴ سوار معہ دوشقہ کے واسطہ حصول زر مطلوبہ نواب جھجر کے پاس گئے (زمینداران رپوپورہ نے درخواست امداد واسطے تحصیل مالگذاری اپنے علاقہ کے کی[1]) رستم علی[2] ساکن الہ آباد نے (درخواست امداد واسطے تحصیل مالگذاری اپنے علاقہ کی اور[3]) چار روپیہ نذر گزرانی۔ حکیم احسن اللہ خان نے اپنا دوائی کا نسخہ لکھا[4]۔ اور اپنے گھر کو گئے۔ مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان نے حکم جاری کیا کہ مرزا ضیاء الدین خان و مرزا امین الدین خاں[5] و حکیم عبد الحق و رضا خان و سردار مرزا قاضی فیض اللہ[6] و بدر الدین مہر کند و خواجہ علاؤ الدین خان واسطے خرچہ فوج کے ۳؍لاکھ روپیہ دیں۔ جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر وئے اور

---

[1] قوسین دی گئی سطر ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مثکاف'' میں درج نہیں۔
[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۱۲۹ مثکاف صفحہ ۱۹۷ قاسم علی'' صحیح: قاسم علی''
[3] قوسین میں دی گئی سطر ''سرگذشت دہلی'' میں درج نہیں تھی۔ یہ سطر مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ کے صفحہ ۱۰۶ سے نقل کی گئی ہے تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔
[4] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۹ ''حکیم احسن اللہ خاں نے بادشاہ کو شکریہ کی چٹھی پڑھ کر سنائی۔''
[5] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۱۹ مثکاف صفحہ ۱۹۷ مرزا امین اللہ خاں صحیح: امین الدین خاں
[6] ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۲۱۹ ''مثکاف'' صفحہ ۱۹۷ ''قاضی فضل علی''، صحیح ''قاضی فیض اللہ''

استغاثہ کیا کہ شاہزادوں نے چند ہزار روپیہ بنام نہاد خرچ فوج مہاجنان شہر سے لیا ہے مگر فوج کو ایک حبہ نہیں دیا۔ باستماع اس خبر کے شاہ دہلی نے مرزا خضر سلطان کو حکم دیا کہ جو روپیہ تم نے مہاجنوں سے لیا ہے وہ جنرل محمد بخت خان کے سپرد کرو اور اگر آئندہ روپیہ طلب کرو تو جنرل محمد بخت خان کی اجازت درباب حصول کرنے روپیہ کے باشندۂ شہر اور صرافان سے لے جو زمینداران نریلہ[۱] کے آئے اور عرض کی کہ ہم نے ۳ گوروں کو قتل کیا تھا اس کے عوض میں اب انگریز چاہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کو غارت کردیں۔ لہٰذا ہم کو کچھ مدد ملے۔ مگر شاہ دہلی نے انکار کیا۔ ڈاسنہ[۲] کے زمیندار ایک گاڑی گولوں اور گولیوں کی بھر کے لائے اور کہا کہ جس وقت یہ انگریزی کمپوں کے راستہ پر تھے ہم نے گرفتار کئے۔ اسی تاریخ یہ بھی سنا گیا کہ ۶ گراسکٹ کو گوروں کے گرفتار کیا۔ منجملہ ان کے ۴ کو قتل کیا۔ ۴ بھاگ گئے۔ ۴ بجے شام کو فوج لڑنے گئی اور غروب آفتاب تک لڑائی رہی۔ فقط۔

۱۸/ اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی سلیم گڑھ کو تشریف لے گئے اور بعد ملاحظہ کرنے مقام مذکور کے دیوان عام میں داخل ہوئے۔ تمام سرداران و امیران نے مجرا کیا۔ جنرل محمد بخت خان نے عرض کی کہ میری فوج اور بریلی

---

۱ مٹکاف صفحہ ۱۹۸ "زیلی" صحیح "زیلہ"

۲ "غدر کی صبح وشام" صفحہ ۲۲۰ "مٹکاف" صفحہ ۱۹۸ "ورنہ" صحیح "ڈاسنہ"

کی فوج کل علی پور کو واسطہ حملہ کرنے فوج انگریزی روانہ ہوگئی ا۔ مرزا الٰہی بخش ۲ اور نواب احمد قلی خان نے واسطے آنے جانے کے میر حامد علی خان کے اندرون قلعہ کے درخواست کی اور وہ منظور ہوئی۔ مولوی فضل حق نے بیان کیا کہ انگریزوں نے اخبار میں چھاپا ہے کہ جس وقت دہلی فتح ہوگی شہر میں قتل عام کیا جائے گا اور شہر خوب غارت ہوگا اور بادشاہی خاندان میں سے کوئی نام لینے والا پانی دینے والا نہ رہے گا اور کمال تاسف کی بات ہے کہ سپاہیان نے لڑائی کے قاعدے چھوڑ دیئے ہیں لہٰذا کوئی صورت انگریزوں پر فتح ہونے کی معلوم نہیں ہوتی۔ اس پر بادشاہ نے فرمایا کہ تم اپنا فوج میں بندوبست کرواور آپ ان کو خود لڑائی لے جایا کرو۔ اس کے جواب میں اس نے عرض کیا کہ فوج بھوکی مرتی ہے اور جب تک ان کو خرچہ نہیں دیا جائے گا۔ یہ ہرگز کسی سردار کا کہنا نہیں مانیں گے۔ اس پر حکم ہوا کہ تم اپنے ساتھ فوج لو اور مال گذاری تحصیل کرو۔ مرزا ضیاء الدین ۳ و مرزا امین الدین خان مرزا مغل کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ ہمارے پاس روپیہ واسطے دینے اخراجات فوج کے نہیں ہے (مگر ہم ہتھیاروں کو کام میں لا سکتے ہیں لیکن ہر

---

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۰ ''غوث محمد خاں نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ بریلی کی فوج کی پیش قدمی کے ساتھ ساتھ کل انگریزی لشکر پر حملہ کر دوں''۔

۴ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۰ مشکاف صفحہ ۱۹۸ ''مرزا بخش'' صحیح ''مرزا الٰہی بخش''

۵ ''غدر کی صبح و شام'' اور ''مشکاف'' میں ''مرزا ضیاء الدین خاں'' کا نام نہیں۔

چند انگریزوں کی ہمسری اور برابری نہیں کر سکتے ۱) مرزا مغل نے کہا کہ ہم کو روپیہ دینا ہوگا۔ مگر انھوں نے پھر وہی انکار کیا اس پر گوری شنکر چوبدار نے مرزا مغل سے کہا کہ ان کو آپ میرے حوالے کر دیجئے دیکھئے میں ان سے روپیہ لیتا ہوں۔ مرزا امین الدین خان یہ بات گستاخانہ سن کر بہت خفا ہوئے فوراً تلوار میان سے باہر نکالی اور چوبدار سے کہا کہ دیکھیں تو کس طرح ہم کو پکڑتا ہے اور یہ بھی کہا کہ جو لوگ میرے مکان پر واسطے لانے اسباب کے جائیں گے، کم سے کم دو سو آدمیوں کو ہلاک کروں گا اور مرزا مغل کو وہیں چھوڑ بادشاہ کے حضور ہوئے اور عرض کی کہ مرزا مغل کو ہماری بربادی منظور نظر ہے وہ ہم سے بار بار روپیہ طلب کرتے ہیں اور ہمارے پاس روپیہ دینے کو نہیں ہے۔ ہم سپاہی ہیں کچھ ساہوکار نہیں ہیں اور اگر آئندہ کو کوئی چوبدار بہ طلب زر ہمارے پاس جائے گا۔ ہم اسے مار ڈالیں گے۔ بادشاہ نے انہیں ٹھنڈا کیا اور کہا کہ تم سے کوئی روپیہ نہیں مانگے گا۔ جنرل محمد بخت خان جو وہاں اس وقت موجود تھے انھوں نے بھی کہا کہ تم سے کوئی روپیہ نہیں مانگے گا۔ فی الحقیقت یہ بیجا ہے کہ واسطے اخراجات فوج کے ہی آدمیوں سے روپیہ طلب کیا جائے۔ برطبق اس کے بادشاہ نے جنرل محمد بخت خان کو حکم دیا کہ سوائے

---

۱ غدر کی صبح وشام اور منکاف میں قوسین میں دی ہوئی عبارت درج نہیں۔

ساہوان[1] شہر کے اور کسی سے روپیہ مت لو اور مرزا خضر سلطان کو ہدایت کی کہ روپیہ کے معاملہ میں اپنا دخل مت دو اور مہاجنان شہر کے نام حکم جاری ہوئے کہ جنرل محمد بخت خان کے پاس حاضر ہوں۔ اس روز یہ بھی خبر آئی کہ باشندگان سبزی منڈی نے حال اپنی تباہی کا سر جی ٹی مٹکلف صاحب بہادر کو لکھا تھا۔ اس پر صاحب ممدوح نے ان کی خاطر جمع کی ہے کہ بہت جلدی تمہاری مدد ہوگی۔ بھوانی شنکر کے لڑکوں کے نام حکم بدیں مضمون جاری ہوا کہ تم جو دربار میں نہیں آتے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم انگریزوں سے ملے ہوئے ہو۔ اب بلا توقف حاضر ہو۔ مرزا خضر سلطان نے بادشاہ سے کہا کہ جاگیردار لوہارو کے یعنی مرزا ضیاءالدین[2] خاں انگریزوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں اسی باعث سے روپیہ نہیں دیتے۔ فقط۔

مطبوعہ ۱۶/فروری ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۹/اگست ۱۸۵۷ء (شاہ دہلی محل میں تشریف فرما ہوئے۔ حکیم احسن اللہ خاں اور سردار حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے[3]۔) افواہاً سنا گیا کہ ۲۰۰ سوار[4] انگریزوں کے خوف سے چلے گئے۔ عبدالحق خان ولد مولوی

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۱ مٹکاف صفحہ ۱۹۹ کے مطابق "سپاہی۔" صحیح ساہوان"

[2] "غدر کی صبح وشام اور "مٹکاف" میں "مرزا ضیاءالدین خاں" کا نام درج نہیں۔

[3] قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح وشام" اور "مٹکاف" میں درج نہیں۔

[4] "غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۲" مٹکاف صفحہ ۱۹۹ کے مطابق ۶۰۰ سوار۔

فضل حق خان اور مولوی فضل احمد ا گوڑ گانوہ میں واسطے مالگذاری تحصیل اس علاقہ کی بجمعیت کچھ فوج کے روانہ ہوئے اور حسین بخش ۲ بہراہی کچھ فوج اس مطلب کے واسطے جانب علی گڑھ ۳ روانہ ہوئے۔ بریلی کی فوج اپنے جنرل سے بہت ناراض ہوئی اور باعث اس کا یہ تھا کہ جنرل محمد بخت خان نے اپنے داماد ۴ کو دو گھوڑے کمپوں سے دے دیے۔ اس پر سپاہیوں نے کھلم کھلا کہا کہ سوائے بادشاہ کے کسی کو اختیار نہیں کہ کوئی مال کسی کو دے دے اور فوج نے یہ بھی کہا کہ ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ جو تمہارے تحویل میں ہے اس کو تم فوج میں کیوں نہیں تقسیم کرتے ہو۔ تین سائیسوں ۵ کو گوروں نے باہر شہر کے قتیل کیا۔ مرزا مغل خضر سلطان و مرزا بختاور ۶ اور اور شاہزادے بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور بعض معاملات میں گفتگو کرتے رہے۔ مرزا خضر سلطان سوار ہو کر بریلی کے فوج میں گئے۔ جنرل محمد بخت خان ان کے استقبال کو آئے اور ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نقد اور گھوڑے ہاتھی مذکور نذر گزرانی۔ میرزا مغل نے ایک ہزار روپیہ جو مہاجنوں سے لیا تھا حوالہ جنرل

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۲ "مشکاف صفحہ ۲۰۰ کے مطابق" مولوی فیض احمد" صحیح مولوی فیض احمد
۲ "غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۲" مشکاف صفحہ ۲۰۰ کے مطابق" احسان بخش" صحیح "حسین بخش"
۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۲" مشکاف صفحہ ۲۰۰ کے مطابق" علی پور"
۴ "غدر کی صبح و شام" صفحہ ۲۲۲" مشکاف" صفحہ ۲۰۰ کے مطابق" خسر"
۵ "غدر کی صبح و شام" صفحہ ۲۲۲" مشکاف" صفحہ ۲۰۰ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۰۹ کے مطابق" سپاہیوں"
۶ "غدر کی صبح و شام" اور" مشکاف" میں" شاہزادگان" کے نام درج نہیں۔

محمد بخت خان کے کیا اور یہ بھی کہا کہ دربار میں تدبیرات شائستہ واسطہ انصرام از بنابر اخراجات فوج کے ہو رہے ہیں۔ جنرل مذکور نے راجہ دیبی سنگھ اور سالک رام کو بلایا اور فوج کے واسطے روپیہ ان سے طلب کیا اور جب انھوں نے انکار کیا تو ان کو قید کیا (بعد رہنے ۱۵ گھنٹہ[1] قید میں چھ ہزار روپیہ دے کر رہا ہوئے[2]) مرزا خضر سلطان[3] نے ۲۵ ہزار روپیہ مہاجنان شہر سے وصول کر کے مرزا مغل کے حوالہ کیا۔ چند سواران جوالا ناتھ[4] کے گھر پر حملہ آور ہوئے اور کہا کہ کئی ہزار روپیہ[5] تم نے مہاجنان شہر سے فوج کے نام سے وصول کیا اور ہم کو ایک حبہ نہیں دیا اور ان کا ارادہ تھا کہ ان کو مار ڈالیں مگر اس عرصہ میں مرزا مغل پہونچ گئے اور سواروں کو انھوں نے متفرق کر دیا۔ فقط۔

۲۰ / اگست ۱۸۵۷ء جنرل گوری شنکر اور جنرل طالع یار خاں معہ ایک سپاہی کہ جس کو انھوں نے میدان جنگ میں گرفتار کیا تھا دربار میں لائے۔ خاکی نے بیان کیا کہ جنرل محمد بخت خان انگریزوں سے ملطغت ہے اور جنرل مذکور کی انگریزوں سے برابر خط و کتابت ہے اور باہم یہ صلاح

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۳ ''مشکاف'' صفحہ ۲۰۰ کے مطابق ''دس گھنٹے''

۲ قوسین میں درج واقع کا ذکر ''مشکاف'' نے ۲۰/ اگست کے واقعات کے تحت کیا ہے۔

۳ ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۲۲۲ ''مشکاف'' صفحہ ۲۰۰ کے مطابق ''مرزا سلطان'' صحیح ''مرزا خضر سلطان''

۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۲ مشکاف صفحہ ۲۰۰ کے مطابق ''الہ ناتھ'' صحیح ''جوالا ناتھ''

۵ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۲ مشکاف صفحہ ۲۰۰ کے مطابق ''ایک ہزار''

ٹھہری کہ جس وقت (جنرل محمد بخت خان معہ اپنی فوج کے علی پور کو روانہ ہو اس وقت ۱) انگریز حملہ کر کے شہر پر قابض و متصرف ہو جائیں۔ یہ بات سن کر شاہ دہلی نے کہا یہ شخص انگریزوں کا جاسوس معلوم ہوتا ہے اور فوج میں فساد ڈلوانے کو یہاں آتا ہے لہٰذا حکم دیا کہ اس سے پوچھو کہ کون سی رجمنٹ کا سپاہی ہے اور کتنے دنوں سے یہ نوکر ہے۔ اس کے کمانیر اور جنرل کا کیا نام ہے؟ ان سوالوں کے جواب دینے میں خاکی دیوانہ بن گیا اور کہا کہ میں مرزا مغل اور حامد علی خان۲ کے پاس آیا تھا ایک اشرفی نذر گزرانی اور کہا کہ میں جو دربار میں آیا سو میری انھوں نے بے عزتی کی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ وہ خود بدمعاشان سے ملا ہوا ہے۔ اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ انگریزوں نے مٹکاف صاحب کے حاطہ میں مورچہ تیار کیا ہے اور فوج کے واسطے جو رسد پل سے آتی تھی اس کی راہ ہوئے ہیں اور اس مورچہ سے سلیم گڑھ پر بہت سی آتش فشانی کی مگر کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مورچہ کو بند کردو چنانچہ توپ خانہ پل کا خاموش ہو گیا۳۔ مگر توپ خانہ کشن گڑھ۴ کا برابر جاری

---

۱ یہاں جملہ نامکمل تھا۔ چھوٹے ہوئے الفاظ کی "مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ کے صفحہ ۱۱۰ سے نقل کر کے جملہ مکمل کیا گیا ہے۔

۲ "غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۳ مٹکاف صفحہ ۲۰۱ کے مطابق" سعید علی خاں" صحیح" حامد علی خاں"

۳ غدر کی صبح و شام میں یہاں ایک نوٹ لکھا گیا ہے جو اس طرح ہے۔

" یہ بیان کچھ مبہم سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے پتہ نہیں چلتا کہ آیا انگریزوں نے خود بخود گولہ باری بند کردی تھی یا یہ کہ ان کی باتری خاموش کردی گئی تھی۔" غدر کی صبح و شام" صفحہ ۲۲۳)

۴ "غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۳ "مٹکاف" صفحہ ۲۰۱ کے مطابق" کشمیری دروازہ"

رہا۔ رات کو کچھ لڑائی ہوئی۔ افسران فوج دربار میں آئے اور عرض کی کہ فوج بھوکے مرتی ہے۔ بادشاہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کا بہت جلدی بندوبست کیا جائے گا۔ صوبہ داری کا عہدہ میر قاسم علی ساکن الہ آبادا کو دیا گیا مگر جب مرزا الٰہی بخش نے کہا کہ یہ نادرست ہے کہ جب تک دلیری اور مردانگی ثابت نہ ہوئے کسی کو ایسا عہدہ کلاں نہ دیا جائے۔ وہ تقرری منسوخ ہوئی۔ جنرل محمد بخت خان دربار میں آئے اور بیان کیا کہ کل انگریزوں پر حملہ کیا جائے گا۔ بڈھن صاحب اور مرزا محمد میر خان۲ نے دو ہزار روپیہ جہادیوں کو دیا اور کہا سپاہیوں تم اپنی اپنی پشت میدان جنگ میں مت دکھانا اور دم آخر تک لڑے جانا۔ اور یہ بھی خبر آئی کہ بہادر جنگ خان دادری میں پہونچے اور اس شہر پر اپنا قبضہ کرلیا (مگر چونکہ سالو سنگھ وہاں پہنچ گیا تھا اس سے مانا جاتا ہے کہ برہمن لڑیں گے۳) قریب دوسو اشخاص راج الور نے ۳۵۰ من شکر خریدی اور وہ الٹے الور کو جاتے تھے چنانچہ راؤ تلارام نے جس وقت یہ سنا ان کو گرفتار کیا اور ایک ہزار چار سو روپیہ ان سے لے کر چھوڑ دیا۔ مرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان نے ایک محضر تیار کیا اور کہا کہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں مرجانا قبول ہے مگر اپنا مال سپاہیوں کو نہیں دیں

---

۱ غدر کی صبح وشام" صفحہ ۲۲۴ " مشکاف" صفحہ ۲۰۱ کے مطابق "میر کاظم علی" صحیح "میر قاسم علی"

۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۴ مشکاف صفحہ ۲۰۱ کے مطابق محمد میر خاں کے صاحبزادے بڈھن۔

۳ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح وشام اور مشکاف۔ میں درج نہیں۔

گے وہ اس پر دستخط کریں۔ چنانچہ لال کنواں[1] اور چاندنی چوک اور بلی ماراں کے محلّہ نے اس پر اپنی اپنی مہر کردی۔ اس پر سپاہیوں نے چاہا کہ ہم ان کو مار ڈالیں۔ مگر چونکہ وہ بھی اس پر مستعد تھے اس واسطے وہ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ شہر میں مشتہر کروایا چند شتر بریلی کی فوج کے متصل عیدگاہ[2] کے کھو گئے ہیں لہٰذا جو کوئی ان کا سراغ لائے گا خوب سا انعام پائے گا۔ اکبر علی خان رئیس پاٹودی جھجر سے بجمعیت دوسو سوار[3] اور دو توپوں کے پاٹودی کو واپس آیا اور شہر پر اپنا قبضہ کرلیا (اور مہاجنان کٹرہ نیل اور مجید شہر سے چلے گئے[4]) شہر میں یہ بھی افواہ ہوا کہ انگریزوں نے لکھنؤ بدستور واپس دے دیا اور نواب نے اپنا بندوبست اس میں کرلیا اور وہاں سب طرح سے امن وامان ہوگیا ہے۔ یہ بھی سنا گیا کہ گڑھ مکتیشر کے علاقہ میں گوجروں نے دو دو سو آدمیوں کی ٹولی بنائی ہے۔ اب وہ جا بجا لوٹ مچاتے ہیں اور ملک خراب کرتے ہیں[5]۔ فقط۔

مطبوعہ ۲۳ر فروری ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت

---

۱ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں بلی ماراں کے محلّہ کا ذکر نہیں۔

۲ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں متصل عیدگاہ درج نہیں۔

۳ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں سواروں کی تعداد درج نہیں۔

۴ قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں درج نہیں۔

۵ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں یہ خبر اس طرح درج ہے: خبر ملی کہ اطراف وجوانب کے گوجر دو ٹکڑیوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ (غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵)

دربار شاہ دہلی ۲۱راگست ۱۸۵۷ء بادشاہ محل میں رونق افروز تھے کہ جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اپنے کمپوں سے حضور کے نذر کے واسطے ۸ ہاتھی اور بیس گھوڑے الایا ہوں۔ برطبق اس کے بادشاہ دہلی نقارخانہ کی چھت پر تشریف لے گئے اور ایک گھوڑا ۲ منجملہ اس کے پسند کیا اور باقی ہاتھی اور گھوڑوں کو واپس بھیج دیا۔ حسب الحکم شاہ دہلی کے دو مورچے ایک عثمان پور ۳ اور دوسرا گھروندا ۴ پر تیار ہوئے۔ ۵ کمپنی سپاہی اور ۱۰۰ سوار جھانسی کی فوج میں سے واسطے امداد ولی امداد ولی داد خاں والی مالا گڑھ ۵ مع ۳ توپ روانہ ہوئے۔ ۳۰ سوار و پیادہ جاورہ ۶ سے شہر دہلی میں آئے اور بیان کیا کہ افواج مہاراجہ جے پور نے بغاوت اختیار کی اور اب وہ دہلی کو آتے ہیں۔ احمد علی رسالدار جھجر سے واپس آیا اور مستغیث ہوا کہ میں جو واسطے وصول زر کے پاس نواب جھجر کے گیا تھا جب میں وہاں پہونچا تو ایک شقہ حضور کا اس مضمون سے بنام نواب جھجر پہنچا کہ رسالدار مذکور کو ایک پیسہ مت دینا۔ اس کے جواب میں بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو اس شقہ سے آگہی

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵ مشکاف صفحہ ۲۰۲ کے مطابق "۷ ہاتھی اور دو سو گھوڑے"
۲ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵ مشکاف صفحہ ۲۰۲ کے مطابق "۱۷ گھوڑوں"
۳ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵ مشکاف صفحہ ۲۰۲ کے مطابق "نے ہاتھی اور دو سو گھوڑے"
۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵ مشکاف صفحہ ۲۰۲ کے مطابق "اگرودا" صحیح گھروندا
۵ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵ بلب گڑھ، مشکاف صفحہ ۲۰۳ بالاگڑھ، صحیح "مالاگڑھ"
۶ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۵ مشکاف صفحہ ۲۰۳ کے مطابق "جادری" صحیح "جاورہ"، ملاحظہ (امپیریل گزیٹر جلد ہفتم) صفحہ ۱۴۲

نہیں ہے مگر ہاں ایک شقہ اسی مضمون کا بنام پاٹودی جاری ہوا ہے۔ فوراً یہ بھی سنا گیا کہ مہاراجہ نریندر سنگھ رئیس پٹیالہ کا ارادہ ہے کہ انگریز کمپوں سے بمقام پہاڑی اشامل ہو جائیں۔ فقط۔

۲۲/اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی محل سے برآمد ہوئے اور سب سرداروں کا مجرا لیا بعدہٗ سلیم گڑھ کو ہوادار میں سوار ہو کر تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر حکم دیا کہ چند گولے دشمنوں کے مورچہ پر سر کئے جائیں اور گولہ اندازوں سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بجائے خاموش کرنے اتواپ غنیم کے میں دیکھتا ہوں کہ روز بروز دشمن اپنے مورچے آگے بڑھاتے چلے آتے ہیں۔ اس کے جواب میں گولہ اندازوں نے کہا دیکھئے حضور اب فتح ہوتی ہے۔ وہاں سے مراجعت کر کے شاہ دہلی دیوان عام میں داخل ہوئے (میر حامد علی خان اور حکیم احسن اللہ خان و حکیم عبدالحق خان و مولوی صدر الدین خان و مرزا خضر سلطان و مرزا عبداللہ حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۲) احمد علی خان رسالدار نے عرضی کی کہ اقرار نامہ نواب جھجر نے کیا ہے اگر حکم ہو تو ان سے وصول کروں۔ چنانچہ اس کی درخواست منظور ہوئی اور حکم ہوا کہ تم نواب جھجر سے روپیہ وصول کرو۔ (۱۵۰ سوار اور ایک کمپنی

---

۱ "غدر کی صبح و شام" صفحہ ۲۲۵ منکاف صفحہ ۲۰۳ کے مطابق "دہلی کے قریب"

۸ قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح و شام" اور "منکاف" میں درج نہیں۔

سپاہیوں کی اور چند شتر اور دو فیل مع ایک شقہ بنام نواب جھجر بدیں مضمون کہ تم روپیہ بلا توقف سپرد حامل شقہ کے کردو اور در صورت عدم تعمیل حکم کے تمہارے علاقہ پر حملہ کیا جائے گا، لکھا گیا۔ ۱) لالہ زور آور چند اور لالہ سالک رام معرفت بڈھن صاحب ۲ ولد نواب محمد میر خان دربار میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے چار روپیہ نذر کی اور مستغیث ہوئے کہ دو دفعہ سپاہیوں نے ہم پر حملہ کیا اور پھر ہم سے روپیہ لیا اور ابھی ہم کو یہ تیسری بار ہے کہ وہ تنگ کرتے ہیں (اور ہمارے پاس دینے کو نہیں ہے اور چوکیدار بخشی نے ہماری بہت بے عزتی کی ۳) بجواب اس کے شاہ دہلی نے کہا کہ اگر سب ساہوان شہر متفق ہو کر خرچ افواج داخل کریں تو سب مالگذاری ان کو ادا کروں گا اور ان کی جان و مال کا حافظ رہوں گا ۴۔ ساہوان مذکورہ بالا نے کہا کہ یہ تو خرچ کئے لاکھ روپیہ کا ہے اور ہم میں اتنی وسعت نہیں۔ بعد غور و تامل کے شاہ دہلی نے ان کو مرزا مغل کے پاس بھیج دیا۔ گنگا پرشاد کوتوالی تیلی واڑہ معرفت سمند خان رسالدار کے دربار میں حاضر ہوا اور دو روپیہ پیش کش کئے ۵۔ خارجاً یہ بھی سنا

---

۱ قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں درج نہیں۔

۲ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں لالہ زور آور سنگھ، لالہ سالک رام اور بڈھن صاحب کے نام درج نہیں

۳ قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں درج نہیں۔

۴ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں یہ بیان اس طرح درج ہے ''اگر سپاہی شہر سے باہر محض محاصل زمین وصول کرنے لگ جائیں تو میں ان کو تنخواہ دینے کے قابل ہوسکوں گا۔'' (غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۶)

۵ ''غدر کی صبح وشام'' اور ''مشکاف'' میں یہاں بیان مختلف ہے، یہاں درج ہے:
''شہر کی پولس کے سپرنٹنڈنٹ گنگا پرشاد نے سمند خاں کو گارد کی محافظت میں بادشاہ کے حضور میں پیش کیا'' (غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۶)

گیا کہ بریلی کی فوج کل علی پور کی جانب کوچ کرے گی۔ بادشاہ سوار ہو کر سلیم گڑھ کو تشریف لے گئے اور وہاں کچھ دیکھ بھال کر محل کو روانہ ہو گئے[۱]۔ فقط۔

مطبوعہ ۲؍مارچ ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۳؍اگست ۱۸۵۷ء بادشاہ سلیم گڑھ میں گئے اور حکم دیا کہ چند گولے انگریزوں کے کمپو پر چھوڑے جائیں اور وہاں سے مراجعت کر کے محل میں داخل ہوئے اور بموجب احکام کے مرزا نادر شاہ[۲] بہ جمعیت ۱۵۰ سواران[۳] اور ایک کمپنی سپاہیوں کے بمراد وصول کرنے زر کے پاس نواب جھجر کے گیا۔ قریب ۵۰ سوار جاورہ سے آئے اور ۵۰ سر انگریزوں کے جو انھوں نے اندور میں قتل کئے تھے شاہ دہلی کو دکھلائے اور عرض کی ۵۰۰۰ آدمیوں کے اندور میں قتل کئے گئے[۳] اور بھاری توپوں کو قلعہ پر سے اتار دیا اور انھوں نے دریا عبور کیا ہے اور دہلی کو آتے ہیں اور انھوں نے التماس کی دو قطعہ شقہ ایک بنام فوج متضمن پرورش اور دوسرا بنام رانا بھگونت سنگھ[۴] رئیس دھولپور کے

---

۱ سرگذشت دہلی میں یہاں ۲۲؍اگست کی روداد ختم ہو جاتی ہے۔ ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں یہاں ایک سطر اور درج کی گئی ہے جو اس طرح ہے ''میں نے رادھک شتوالا (؟) میں نقل مکان کر لیا ہے۔'' (غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۶)

۲ ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں ''مرزا نادر شاہ'' کا نام درج نہیں۔

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۷ اور منکاف صفحہ ۲۰۴ کے مطابق ''ایک سو سوار''

۳ ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں مختلف بیان درج ہے ''انھوں نے اطلاع دی کہ پانچ ہزار سپاہیوں نے اندور کے تمام انگریزوں کو قتل کر دیا ہے۔'' (غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۷)

۴ ''غدر کی صبح و شام'' میں ''راجہ بھگونت سنگھ'' کا نام درج نہیں۔

درباب دینے رسد کے حسب درخواست جاری ہوویں۔ شاہ دہلی جنرل محمد بخت خان پر بہت خفا ہوئے کہ وہ علی پور اب تک نہیں گیا۔ افسران نیچ کمپ نے بھی کہا کہ جنرل محمد بخت خان انگریزوں سے سازش رکھتا ہے اور اسی سبب سے اس نے اس فساد کو ملتوی کر رکھا ہے تا وقت کہ انگریزوں کی فوج ولایت سے کافی اور وافی نہ آ جائے۔ برطبق اس کے شاہ دہلی نے حکم دیا کہ جنرل اور اس کا مولوی قلعہ میں نہ آنے پائے۔ اس پر نیچ کے کمپ نے عرض کی کہ حضور کا حکم ہو تو چار رجمنٹ پیادگان اور ایک رجمنٹ سواران ہمراہ لے شاکر بریلی کی فوج کے ہتھیار چھین لیں۔ مگر بادشاہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور تمام افسر فوج کے نام حکم بھیجا کہ کوئی مرزا مغل یا اور کسی جنرل کی متابعت نہ کر و اور ایک کورٹ بارہ آدمیوں کا جس میں چھ بادشاہ کی طرف سے منتخب کئے جائیں اور چھ سپاہ کی جانب سے چنے جائیں، مقرر ہو ورسب سپاہی حسب الحکم اور ہدایت اور کورٹ کے کام کیا کریں۔ مان سنگھ محافظ دفتر اجنٹی کا گرفتار ہو کر مقید ہوا اور اس کے نسبت جرم یہ تھا کہ ایک اس کی چٹھی جو اس نے انگریزوں کو بریق خبر لکھی تھی پکڑی گئی۔ تمام اسباب اس کا حسب الحکم قلعہ میں داخل ہو کر دیوان عام کی دلان پر رکھا گیا۔ مرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان نے ۱۰۰ سوار واسطے حفاظت اپنے مکان کے

ملازم کئے۔ کشن گنج کے مورچہ کی توپیں تمام دن برابر چلتی رہیں۔ جنرل محمد بخت خان نے روبرو مرزا مغل اور تمام افسران فوج کے قرآن اُٹھا کر قسم کھائی کہ میں انگریزوں سے کچھ واسطہ نہیں رکھتا ہوں۔ شاہ دہلی اور مرزا مغل کا نوکر ہوں اور جو کچھ حکم ہوں گے اس کی تعمیل کرتا رہوں گا۔ اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ شاہزادہ محمد عظیم کہ جو معہ فوج حصار کو گیا تھا، اس کی لڑائی انگریزوں سے بقام مہم [1] ہوئی چنانچہ شاہزادہ مذکور کو شکست فاش ہوئی [2] اور یہ بھی سنا گیا کہ مرزا ابلاقی [3] خسر شاہ دہلی جو سونی پت گیا تھا اس کو انگریزوں نے گرفتار کیا۔ چند سپاہی دربار میں حاضر ہو کر مستغیث ہوئے کہ افیون بازار میں نہیں ملتی اور اس سے فوج کو بہت تکلیف ہے۔ چنانچہ کئی آدمی اس کے بغیر مرتے ہیں۔ اس پر حکم ہوا، افیون فوج کے واسطے جلدی بھیج دی جائے گی۔ فقط۔

۲۴ر ماہ اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی سلیم گڑھ میں واسطے دیکھنے اس جگہ کے کہ جو نشاندہی چند اشخاص پر واسطے نکالنے خزانہ کے کھودے تھے، گئے لیکن بجائے روپیہ کے چند توپیں اس جگہ تھیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ان کو

---

۱ "غدر کی صبح وشام" اور "مشکاف" میں "مہم" درج نہیں۔

۲ "غدر کی صبح وشام" اور "مشکاف" میں یہاں ایک سطر اور درج ہے" اور یہ کہ وہ قید کر لئے گئے ہیں اور انہیں پھانسی دے دی گئی ہے۔" (غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۸)

۳ "مشکاف" صفحہ ۲۰۵ "مرزا املی" ، صحیح "مرزا ابلاقی"

برآمد کرنے کا حکم دیا اور بعد سر ہونے دو چار گولوں کے انگریزی فوج پر
معاودت کر کے دیوان عام میں داخل ہوئے۔ ساہوان شہر نسبت شاہ
زادگان مستغیث ہوئے اور کہا کہ دو دفعہ ہم سے بجبر روپیہ لے چکے ہیں اور
اب تیسری دفعہ پھر طلب کرتے ہیں۔ جنرل محمد بخت خاں (معہ مولوی
سرفراز علی اور چند سواران ۱) دربار میں حاضر ہوئے اور رپورٹ کی کہ میں
نے فوج علی پور۲ کو بھیج دی اور میں خود جانے کو تیار ہوں۔ فقط رخصت ہونے
آیا ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اللہ حافظ ہے اور اپنی نمک حلالی میدان لڑائی
میں دکھلانا اور چند سواروں کے پیشانی پر آیت قرآن کی لکھ دی اور چلتے وقت
کہا کہ انگریزوں کو غارت کر کے اور فتح حاصل کر کے مراجعت کرو۔ ایک
پروانہ بنام راؤ تلا رام رئیس ریواڑی مشعر بھیجے جانے افیون واسطے خرچ فوج
کے جاری ہوا۔ یہ بھی خبر آئی کہ انگریزوں نے باشندگان سونی پت کو حکم دیا
کہ وہ اس شہر کو خالی کر دیں مگر انھوں نے نہ مانا۔ کچھ انگریزی فوج وہاں گئی
اور ایک لڑائی ہوئی۔ چند آدمی دونوں طرف کے مارے گئے اور فضل حسین
تحصیلدار سونی پت کو انگریزوں نے پھانسی دی اور گلاب سنگھ صراف ۳ نے

---

۱ قوسین میں دیے گئے الفاظ "غدر کی صبح وشام" اور "مشکاف" میں درج نہیں۔
۲ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں علی پور درج نہیں۔
۳ "غدر کی صبح وشام" صفحہ ۲۲۹ "مشکاف" صفحہ ۲۰۶ کے مطابق "کمسریٹ کلکٹر"

رسد رسانی کی اور سردار کاندر سنگھ کو مہاراجہ پٹیالہ نے بجمعیت پیادگان و سواران واسطے تحصیل زر مالگذاری روہتک کو بھیجا تھا۔ (مگر زمینداروں نے ایک کوڑی نہیں دی اور کاندر سنگھ کا سر کاٹ لیا[۱]) افواہاً یہ بھی سنا گیا کہ ۴۰۰ گورے[۲]) جو پہاڑی پر زخمی ہوئے ہیں وہ انبالہ میں بے کار[۳] پڑے ہوئے ہیں۔فقط۔

مطبوعہ ۹ر مارچ ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۵ر اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی معہ چند سپاہیان سفر مینا کشتی پر سوار ہوکر دربار میں گئے اور حکم دیا آنے دو۔ایک شخص دربار میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ باغپت کے راستہ سے انگریزی کمپ میں جاتا ہے لہٰذا ۲۰۰ سوار[۴] معہ دو ضرب توپ کے واسطے گرفتاری زر مذکور روانہ ہوئے۔مرزا مغل کسی باعث سے بہت ناراض ہوئے اور گھر سے باہر نہ نکلے۔افسران فوج دربار میں حاضر ہوکر مستغیث ہوئے کہ ہمارے پاس ایک پیسہ نہیں اور تمام فوج بھوکے مرتی ہے۔یہ سن کر بادشاہ محل میں سے دو جواہر لائے اور افسران کو دے کر کہا اس کو گرو رکھ کر قوت بسری کرد۔افسران

---

[۱] قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح وشام" اور مکاف میں درج نہیں۔

[۲] "غدر کی صبح وشام" صفحہ ۲۲۹ "مکاف" صفحہ ۲۰۶ کے مطابق "۴۰۰"

[۳] "غدر کی صبح وشام" صفحہ ۲۲۹ "مکاف" صفحہ ۲۰۶ کے مطابق "بیمار و زخمی"

[۴] "غدر کی صبح وشام" صفحہ ۲۲۹ "مکاف" صفحہ ۲۰۶ کے مطابق "چھ سوار"

مذکورہ بالا نے جواہروں کو واپس دیا اور عرض کی کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ ہم واسطے اپنی خوراک کے حضور کے جواہرات کو رہن رکھیں گے اور اب ہم کو یقین ہوا کہ آپ ہماری پرورش جان و دل سے چاہتے ہیں بلکہ آپ کو اپنے جواہر ہماری پرورش سے زیادہ عزیز نہیں ہیں۔ اسی تاریخ نیچ[1] کا کمپوں علی پور کو روانہ ہوا اور افسر بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ سپاہی تو سب علی پور کو روانہ ہوئے اور ہم بھی جانا چاہتے ہیں اور ہم کو اُمید ہے کہ ہم فتح یاب ہوں گے۔ نواب زینت محل اپنے دولت سرا کے بمقام کوئیں[1] تشریف لے گئیں۔ مرزا قویاش اور فیروز شاہ نے عرض کی کہ ہم نے ایک ساہوکار سے بندوبست روپیہ کا کیا ہے اور فوج کی تنخواہ تقسیم کر دیں گے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ ایک شخص ساکن دروازہ اجمیری نے سپاہیوں سے پوچھا کہ دروازہ کس وقت کھلتا ہے اور کب بند ہوتا ہے، وہ اس شبہ میں کہ یہ انگریزی فوج کا سپاہی ہے، گرفتار ہوا اور دینے پچیس ۲ روپیہ[2] مصادرہ کے رہا ہوا۔ ایک آدمی ساکن چھوٹی دریبہ انگریزی کمپ میں گیا تھا، چنانچہ انگریزوں نے اسے گرفتار کیا اور بعد دریافت حالات دہلی کے اسے رہائی ہوئی۔ فقط۔

۲۶/اگست ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے (مرزا

---

۱ ''غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۰ اور ''متکاف'' صفحہ ۲۰۷ کے مطابق ''لال کوٹھی'' تصحیح ''لال کوئیں''

۲ ''غدر کی صبح و شام'' صفحہ ۲۳۰ اور ''متکاف'' صفحہ ۲۰۷ کے مطابق ''۵۰ روپے''

ضیاء الدین خان و مرزا امین الدین خان اور نواب حسن علی خان اور دیگر سرداران شہر حاضر ہوئے اور آداب بجالائے ۱) ایک سوار مسمیٰ اشرف دربار میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ بریلی کا کمپو، حویلی پالم میں مقیم تھا۔ محمد بخت خان نے کمپو نیمچ کے جنرل سے کہا کہ تم وہاں ٹھہرو کیونکہ انگریزی فوج کا بکٹ پہرہ تھوڑے فاصلہ پر ہے اور مناسب ہے کہ پہلے اس کی جگہ پر فوج مجتمع کرو اور بعد ازاں دونوں کمپوں مشتمل ہو کر کل روانہ ہونا۔ مگر اس بات کو گورنر جنرل نے کچھ خیال نہ کیا اور اپنی فوج کو آگے بڑھا کر نجف گڑھ۲ میں داخل ہوا۔ جس وقت خیمے گڑے ہوئے تھے، چند ہزار گورے اور خاکی اور گورکھہ معہ چند ضرب توپ آئے اور چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور ایک دم سے گولے اور گولیاں برسانی شروع کیں۔ نیمچ کی فوج نے اس وقت کچھ بھی مقابلہ نہ کیا اور بھاگ نکلی۔ بارہ توپیں اور اسباب بہت سا اس تاریخ کو انگریزی فوج کے ہاتھ لگا اور ہزار آدمی کے قریب میدان جنگ میں مارے گئے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت غمگین ہوئے مگر سردار وہاں حاضر تھے انھوں نے بادشاہ کو تسلی دی اور عرض کیا کہ یہ بات غلط ہے۔ کسی شخص کی زبانی بادشاہ کو یہ دریافت ہوا کہ انگریز علی پور کو گئے ہیں اور وہاں فوج بے اندازہ ہے لہٰذا

۱قوسین میں دی گئی عبارت ''غدر کی صبح و شام'' اور ''منکاف'' میں درج نہیں۔

۲غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۰، منکاف صفحہ ۲۰۷ کے مطابق ''بخت گڑھ''، صحیح ''نجف گڑھ''

بادشاہ نے اپنے پرانے اور نئے نوکروں کو معہ مرزا مغل و مرزا قوپاش و مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر و مرزا عبداللہ و مرزا ابونصر اور کپتان دلدار علی خان اکو حکم دیا کہ فوراً روانہ ہو کر مقیمہ کمپ انگریزی کا قبضہ کرو۔ چنانچہ حسب الحکم سب لوگ مرقومہ بالا تیار ہوئے۔ غوث محمد خان نیچ کی فوج کا جنرل دربار میں حاضر ہوا اور بادشاہ سے عرض کی کہ مجھے کچھ خبر نجف گڑھ۲ کی لڑائی کے معلوم نہیں اور وہاں کی شکست لوگ بیان کرتے ہیں۔ مجھ کو اس کی صداقت میں شک معلوم ہوتا ہے لہٰذا اگر ان کو کچھ معلوم ہو تو ارشاد کیجئے اور اس وقت یہ بھی درخواست کی کہ کچھ فوج مجھے ملے چنانچہ رجمنٹ سکھ اور ۴ رسالہ نظامت اس کے سپرد کئے معہ اسباب ضروری جنگ کے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سب لوٹ آئے کیونکہ خبر جو شکست کی بمقام نجف گڑھ۳ سنی گئی تھی، وہ سچ نکلی۔ بریلی کا کمپو۴ بھی واپس آ گیا۔ ۲۴ پیٹیاں بارود۵ کی توپ خانہ کشن گنج میں اُڑ گئیں۔ مرزا مغل معہ اپنی فوج انگریزی کی فوج پر حملہ کرنے کو گئے۔ مگر مجبور ہو کر لوٹ آئے۔ سترہ آدمی ان کی فوج کے مارے گئے۔ توپیں کہ جو مرزا مغل چند برج کو لگائی تھی وہ سارے دن چلتی رہیں اور مٹھائی کے پل۶

---

۱ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں بریلی کا کمپو درج نہیں۔

۲ ۳ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں نجف گڑھ درج نہیں۔

۴ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں بریلی کا کمپو درج نہیں۔

۵ ''غدر کی صبح وشام'' صفحہ ۲۳۱، ''۵۰ پٹھان'' مشکاف صفحہ ۲۰۸ ''۲۴ پٹھان''

۶ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۳۱ مشکاف صفحہ ۲۰۹ کے مطابق ''ملا ہی پل'' صحیح: ''مٹھائی کا پل''

پر مرزا قویاش کی توپیں اور کشن گنج میں مرزا عبداللہ کی توپیں سر ہوتی رہیں۔ نواب مکونا نے درخواست دی کہ مجھ کو کچھ خطاب مرحمت ہو۔ بادشاہ کے سپاہی جو پہاڑی پر قبضہ کرنے گئے تھے۔ منجملہ ان کے ۱۱ آدمی امارے گئے اور چھ مجروح ۲ ہوئے اور افواج باغی میں ۱۰۰ آدمی راہشی ملکِ عدم ہوئے۔ شہر میں بیماری ۳ کی شدت زیادہ ہوئی۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۶ر مارچ ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۷ر اگست ۱۸۵۷ء ایک دوشالہ بلدیو سنگھ کو جس نے تنخواہ بانٹنے کا فوج کو اقرار کیا تھا، دربار شاہ دہلی سے مرحمت ہوا۔ ۴ اور اس کے عوض میں اس نے چار روپیہ نذر گزرانی۔ مرزا قوباش دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے بہت عزو تپاک کیا اور عہدہ کمانیر رسالہ کا اس کو دیا۔ مردمان شاہی نے متصل انگریزی کمپ کے دو اونٹ ایک سائیس ۵ آٹھ ٹٹو اور چالیس بکریاں گرفتار کیں اور ان کو پیش گاہ شاہ دہلی (لائے تمام جوہریانی شہر نے شاہ دہلی ۶) کی خدمت میں عرضی گزرانی اس میں مندرج تھا کہ سابق سے ہم ۳

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۱ مشکاف صفحہ ۲۰۹ کے مطابق "۱۰۰"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۱ مشکاف صفحہ ۲۰۹ کے مطابق "۳۰"

۳ غدر کی صبح و شام ۲۳۲ مشکاف صفحہ ۲۰۹ کے مطابق "سراسیمگی اور پریشانی"

۴ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں "بلدیو سنگھ کو دوشالہ مرحمت ہونے کا ذکر نہیں"

۵ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶ گھس کھدا، مشکاف صفحہ ۲۰۹ Grass Cutter

۶ "سرگذشت دہلی" میں کچھ الفاظ چھوٹ گئے تھے جس کی وجہ سے یہ جملہ نامکمل تھا، چھوٹے ہوئے الفاظ کو مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۲۱ سے نقل کر کے یہاں جملہ کیا گیا ہے۔

دفعہ روپیہ مرزا خضر سلطان کو دے چکے ہیں اور اب چوتھی بار ہم سے روپیہ کی طلب ہے۔ اس عرضی پر حکم ہوا کہ اب سے کوئی روپیہ نہ لے گا۔ ہیرا سنگھ نیچ[1] کے کمپ والے نے نجف گڑھ[2] کے مقام سے اطلاع دی کہ پہلے اس سے دو توپیں ہماری انگریز لے گئے تھے مگر ایک ہزار[3] زمینداروں کی مدد سے ہم نے پھر انگریزوں پر حملہ کر کے توپیں اپنی پھیر لیں اور بریلی کی فوج نے ہم سے دغا کی کہ وہ الٹے دہلی کو چلی گئی لہٰذا امیدوار ہوں کہ کچھ فوج اور مجھے مرحمت ہو۔ اس پر بادشاہ نے ۵۰۰ سوار اور دو دو چار چار کمپنیاں ہر ایک رجمنٹ کی معہ ضروری اسباب لڑائی کے اس کے پاس روانہ کیں۔ بادشاہ نے زبانی پیغام جنرل محمد بخت خاں کے پاس بھیجا کہ تم نمک حرام ہو کیونکہ میدانِ جنگ سے پشت دکھائی۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ متصدی لل کھتری ساکن دہلی نے بادشاہ سے درخواست کی کہ اگر سب روپیہ مالگذاری کا میرے نام ہو جائے تو میں تنخواہ سپاہ کی تقسیم کر دوں۔ احمد خان صاحب زادہ چھوٹی بیگم نے حسب الحکم جنرل محمد بخت خاں ۱۰۰ سوار نوکر رکھے اور یہ بھی سنا گیا کہ راجہ برندر سنگھ[4] پٹیالہ والا انگریزی کمپ میں شامل ہوا۔ فقط باقی

---

۱ غدر کی صبح و شام میں ''ہیرا سنگھ'' درج نہیں۔

۲ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں ''نجف گڑھ'' درج نہیں۔

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۲ مشکاف صفحہ ۲۰۹ کے مطابق ''چند زمیندار''

۴ مہاراجہ پٹیالہ کا نام ''نریندر سنگھ'' تھا، غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں مہاراجہ پٹیالہ کا نام درج نہیں۔

آئندہ۔

۲۸ راگست ۱۸۵۷ء حکیم محمد علی خان ولد حکیم ناصر اللہ خان دربار میں حاضر ہوئے اور چار روپیہ نذر گذرانی اور عرض کی کہ رسالدار جو واسطے لانے رپیوں کے جھجر گیا تھا وہ اپنے ساتھ قلندر بخش نامی ایک بدمعاش کو لے گیا ہے اور وہ برا بھلا زبان سے نواب کو کہتا ہے۔ اس واسطے رنجیدہ ہوکر روپیوں کے دینے سے نواب جھجر نے انکار کیا۔ اگر کوئی آدمی قابل ادب کے نواب کے پاس بھیجا جائے تو یقین ہے کہ روپیہ کے دینے میں نواب جھجر انکار نہ کرے گا۔ بادشاہ نے اس واسطے مرزا خدا بخش کو معہ ایک شقہ کے اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم قلندر بخش سے مت کہنا مگر روپیہ خدا بخش کو سونپ دینا۔ ایک آدمی نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک ایسا علاج ہے کہ اگر پستول یا بندوق کا زخم کسی کو لگا ہو تو اچھا ہو جاتا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مہتاب باغ میں ایک (بکری[1]) پر یہ دوا آزمائی جائے مگر گولی لگی۔ بکری مرگئی۔ امین الرحمن خان دربار میں حاضر ہوئے اور ایک چین کا بکس نذر گزرانا۔ مرزا خضر سلطان کو ایک گھڑی دی۔ عبداللطیف خان کانپور کا وکیل حاضر ہوا اور دو روپیہ اپنی طرف سے اور چار مہریں اپنے آقا کے طرف سے معہ ایک عرضی متضمن اس بات کی کہ میں ۵۰۰ سوار لے کر ۵۰۰

---

۱ سرگذشت دہلی میں یہاں ''بکری'' درج نہیں تھا۔ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۲۲ میں یہاں ''بکری'' درج ہے۔

پیادہ حاضر ہوتا ہوں گزرانی۔ ایک عرضی راجہ ناہر سنگھ[1] ابلب گڑھ والے کی معہ ایک گھوڑے کے بطریق پیش کش دربار شاہ دہلی میں آئی۔ دو رجمنٹ پیادگان یعنی دو مگدون[2] اور چوتھی نظامت رسالہ کی کمانیر مرزا قوباش مقرر ہوئے اور یہ بھی ان کو حکم ہوا کہ حسب اقرار اپنی تنخواہ بانٹ دو۔ نصیر آباد کا کمپو جو نیمچ کے کمپو کی مدد کو گیا تھا واپس آیا اور بیان کیا کہ نیمچ کا کمپو ہم کو نہیں ملا۔ چار سوار انگریزی کمپو سے آئے اور کہا کہ ہم وہاں سے بھاگ آئے ہیں مگر اس شبہ سے کہ شاید انگریزوں کے جاسوس ہوں، قلعہ[3] میں جانے نہیں پائے۔ انگریزی فوج نے رات کو کشن گڑھ کے توپ خانہ پر حملہ کیا یہ سن کر تمام فوج آراستہ ہوئی اور توپیں و بندوق لے کر توپ خانہ کی مدد کی۔ چار زمیندار دربار میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ افواج نیمچ نے انگریزوں کو شکست دی اور اپنے دمدمے پھر آگے گڑھی پر تیار کئے ہیں مگر افسوس ہے کہ ان کے پاس سامان جنگ نہیں۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ لہٰذا ۳ کو قید میں بھیج دیا اور چوتھے کو ۵۰ سوار[4] دے کر کہا کہ جلد صحیح خبر لاؤ اور یہ بھی

---

۱ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں "ناہر سنگھ" کا نام درج نہیں۔

۲ مشکاف صفحہ ۲۱۰ کے مطابق Second Grenadiers

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۳ مشکاف صفحہ ۲۱۰ کے مطابق "شہر میں"

۴ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۴ مشکاف صفحہ ۲۱۱ کے مطابق "کچھ سوار"

کہا کہ اگر یہ درست ہوگا تو تم کو بہت انعام ملے گا ورنہ تم مارے جاؤ گے۔ حسب الحکم کچہری کے منشی آغا جان و منشی سعادت علی اور رام سہائے مل اور جہانگیر چند مقید ہوئے اور روپیہ ان سے طلب ہوا۔ مرزا قویاش نے بنومل[۱] بزار کو قید کیا اور روپیہ طلب کیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۳ / مارچ ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲۹ / اگست ۱۸۵۷ء بادشاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے۔ حکیم احسن اللہ خان اور میر حامد علی خان[۲] اور ناظر حسین مرزا و مظفر الدولہ[۳] اور سردار دربار میں حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۔ ایک عرضی افواج گوالیار کی بدیں مضمون آئی کہ جلد حضور میں حاضر ہوں گے۔ اسی تاریخ کو یہ بھی مشہور ہوا کہ شب گذشتہ کو جو حملہ بمقام دمدمہ کشن گنج ہوا تھا اس میں قریب ایک ہزار آدمی کے مارے گئے اور منجملہ ان کے ایک انگریزی افسر کی بھی نعش تھی۔ سپاہیان باغی نے چاہا کہ افسر مذکورہ کا سر کاٹ کر شہر کو بطریق نشان فتح کے لے چلیں مگر جس وقت یہ کام کرتے تھے ایسی گولے اور گولیوں کی انگریزی دمدموں کی بوچھار ہوئی کہ ہو مجبور ہو کر بھاگ گئے اور توپیں بندوق سارے دن چلتی رہیں۔ اسی باعث سے نہ تو انگریز اپنی

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۲ "ہر کامل" مٹکاف صفحہ ۲۱۱ "Parka Mall"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۲ مٹکاف صفحہ ۲۱۱ کے مطابق "سعید علی خاں" صحیح "حامد علی خاں"

۳ غدر کی صبح و شام اور مٹکاف صفحہ ۲۱۱ کے مطابق "مظفر اللہ" صحیح "مظفر الدولہ"

نعشوں کو لے جا سکے اور نہ سپاہیان افسر کا سر کاٹ سکے۔ راؤ تلا رام ساکن ریواڑی کی ایک عرضی معہ ۱۳ اونٹ محمولہ گولہ ہائے بحضور شاہ دہلی آئی اور اس کے جواب میں لکھا گیا کہ جلد روپیہ بھیج دو۔ مرزا مغل کے نام ایک شقہ بدیں مضمون لکھا گیا کہ رام جی داس گڑ والے سے روپیہ اب مت طلب کرو۔ اس واسطے کہ اس نے کئی دفعہ روپیہ دیا۔ کچھ آدمی بہادر جنگ خان کے ۱۴۰ اونٹ انگریزی کمپوں کے پیچھے سے لے گئے کہ از آں کمپ نیچ تھے۔ اپنے گھروں کو لے گئے۔ لہٰذا ایک شقہ بہادر جنگ خان کے نام واسطے واپس کرنے مہار اشتران جاری ہوا۔ نواب فرخ نگر کو حکم ہوا دو ہزار توڑی دار بندوقیں تیار کرا کے ارسال کرے۔ مرزا عبیداللہ ولد مرزا شاہ رخ مرحوم نے بیان کیا کہ ایک کمپنی سفر مینا اور چار کمپنیاں سپاہیوں کی انگریزوں سے علیحدہ ہو کر نیچ کے کمپوں میں آن ملی ہیں۔ جنرل محمد بخت خان کی ایک عرضی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ ہر ایک شخص لڑائی کے امورات میں اپنی رائے دیتا ہے حالانکہ اسے کچھ بھی معلوم نہیں اور بہ باعث مستغیث ہونے کسی شخص کے حضور مجھ سے ناراض ہیں۔ لہٰذا آئندہ کو میں فقط بریلی کی فوج کا فرماں بردار ہوں گا۔ اس کے جواب میں بادشاہ نے کہا کہ ہم کو تمہاری نسبت کچھ شکایت نہیں اور تمہارے چال چلن سے ہم بہت خوش ہیں۔ ایک عورت جو بارود خانہ میں

کام کر رہی تھی وہ پکڑی گئی اور قید ہوئی باعث اس کا یہ تھا کہ ایک دوسری عورت سے کہ جو اس کارخانہ میں تھی کہا تھا کہ اگر تو بارود اُڑا دے تو دو سو روپیہ[1] تجھے انعام ملیں گے۔ ایک بھنگی[2] انگریزی کمپ کا اتفاقاً سپاہیوں کے ہاتھ لگا۔ انھوں نے سب حال انگریزی کمپوں کا اس سے پوچھا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ تم ہرگز انگریزوں پر فتح یاب نہ ہوگے اور فرض کیا اگر تم اس جگہ فتح یاب ہو جاؤ گے تو آگرہ کا قلعہ ہرگز تسخیر نہ کر سکو گے۔ یہ سن کر سپاہی اتنے خفا ہوئے کہ انھوں نے حکم اس کے قتل کا دیا۔ دربانوں کو حکم ہوا کہ مرزا خورشید عالم کو محل میں مت جانے دو۔ فقط دربار میں آنے کی اجازت ہے۔ بادشاہ نے دیوانی مل[3] کارندہ خاں سامانی کو حکم دیا کہ ایک سیر آٹا اور آدھ پاؤ دال اور آدھی چھٹانک گھی اور ایک تولہ نمک اور ایک پیسہ فی سپاہی فوج کو دیا کرو۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں۔ لہٰذا تعمیل حکم سے معذور ہوں۔ وکیل نواب رام پور کا دربار میں (حاضر ہوا، اسی روز یہ بھی خبر آئی کہ فرخ نگر کے متصل ایک موضع میں[4]) فیما بین زمینداران اور گوجروں کے خوب فساد ہوا۔ قریب ۱۰۰ آدمی ہلاک

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۵، مکاف صفحہ ۲۱۲ کے مطابق "۲۰۰ روپے"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۵، مکاف صفحہ ۲۱۲ کے مطابق "ہرکارہ"

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۵، مکاف صفحہ ۲۱۲ کے مطابق "دوالی مل" صحیح "دیوانی مل"

۴ قوسین میں درج عبارت مخطوطہ روزنامچہ (نمبر ۱۳۴) میں نہیں ہے۔

ہوئے۔فقط۔

۳۰ راگست ۱۸۵۷ء ایک عرضی وکیل نواب رام پور کی متضمن اس بات کی کہ فدوی شہر میں واسطے گزرانے نذر کے شاہ کو داخل ہوا ہے اور گزارش ہے کہ جس وقت حضور کو فرصت ہو حاضر ہوں۔اس پر حکم ہوا کہ بعد دوپہر کے آؤ۔(قدرت اللہ خان ولد مینڈو خان رسالدار سابق نے عرضی کی کہ میں بجمعیت ۳۰۰ آدمیوں کے شاہدرہ میں آیا ہوں۔امین الرحمٰن خان ولد نوازش خان مرحوم حسب الحکم شاہ دہلی بجمعیت ۵۰۰ سوار اس کے استقبال کو گیا اور اس کو ہمراہ لے کر بادشاہ کے حضور حاضر ہوا[1])اس نے بیس روپیہ (نذر اپنے طرف اور ایک اشرفی اور پانچ روپیہ[2]) صوبہ دار لکھنؤ کی طرف سے معہ ایک عرضی شاہ دہلی کو پیش کش کیا۔عرضی میں لکھا تھا کہ تمام انگریزوں کو قتل کیا۔قریب ایک لاکھ آدمی[3] میں نے جمع کر لئے ہیں اور عنقریب روپیہ اور سپاہ سے بادشاہ کی مدد کروں گا۔جو لوگ قدرت اللہ خان[4] کے

---

[1] قوسین میں درج عبارت غدر کی صبح و شام میں درج نہیں ہے۔غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶ پر درج ہے کہ "رحمٰن خاں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ میں نے ۵۰۰ سوار بھرتی کئے ہیں"۔

[2] سرگذشت دہلی میں قوسین میں دیے ہوئے الفاظ چھوٹ گئے تھے، چھوٹے ہوئے الفاظ کو مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۲۵ سے نقل کر کے جملہ مکمل کیا گیا ہے۔

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶ اور مکاف صفحہ ۲۱۳ کے مطابق "دس ہزار"

[4] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶ مکاف صفحہ ۲۱۳ کے مطابق "قدرت علی خاں" صحیح "قدرت اللہ خاں"

ساتھ گئے تھے سبھوں نے دو دو روپیہ نذر گزرانی اور اس نے دو روپیہ کہ جس میں سکّہ شاہ دہلی کے نام کا تھا وہ بھی نذر کئے اور عرضی کہ لکھنؤ میں اسی سکّہ کا چلن ہو گیا ہے۔ بعد اس کے تمام آدمی دربار سے رخصت ہوئے۔ شاہ دہلی کچھ باتیں خلوت میں قدرت اللہ خان[1] سے کرتے رہے۔ مرزا خضر سلطان بجمعیت ۴۰۰ سوار کے واسطے تحصیل مالگذاری قطب صاحب کے گئے۔ خدا بخش جیسن پورہ کو شاہ دہلی کا حکم ہوا کہ ہمراہی ۵۰۰ سواران کے نواب صاحب سے روانہ ہو[2]۔ دیوانی مل[3] کارندہ خانسامانی نے اس تاریخ کو پھر عرضی کی کہ مجھ میں طاقت تقسیم خوراک سپاہیان کی نہیں ہے۔ منشی سعادت علی خان اور منشی آغا جان نے بیس روپیہ[4] بابت مصادرہ داخل کر کے رہائی پائی۔ (رام سہائے مل نے بھی چھ ہزار روپیہ دے کر خلاصی پائی ۵) بعد دوپہر شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے اور سرداروں کا مجرا لیا۔ خان بہادر خان رئیس بریلی کا وکیل دربار میں حاضر ہوا اور ایک اشرفی اپنی طرف سے اور ۱۰۱ رمشہ ۵ فی اپنے آقا کی طرف سے معہ ایک ہاتھی چاندی کا ہودہ اور ایک گھوڑہ

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶ مشاف صفحہ ۲۱۲ کے مطابق "قدرت علی خاں" صحیح "قدرت اللہ خاں"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶ پر درج ہے "خدا بخش کو سات ہزار روپے لانے کے لئے بھجر بھیجا گیا"۔

۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۶، مشاف صفحہ ۲۱۲ اور مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۲۶ کے مطابق ۲۰ ہزار روپے

۴ غدر کی صبح و شام میں اس بات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

۵ "غدر کی صبح و شام" اور "مشاف" میں اشرفیوں کی تعداد درج نہیں۔

مع ساز نقرہ اور ایک قرآن پیش کش کیا۔ نواب رام پور کا بھی وکیل دربار میں حاضر ہوا اور ۱۰۱ اشرفی معہ ایک عرضی نذر گذرانی فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۳۰/مارچ ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۳۱/اگست ۱۸۵۷ء (شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے اور امیران عظام و رئیسان کرام شہر کا مجرا لیا)[1] قطب الدین جامع مسجد سے پارچہ و جوتہ وغیرہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لائے اور ان کے ساتھ (تین ثمن با کمپنیاں سپاہیوں کی اور چار ہاتھی تھے، بادشاہ نے ان کا بڑا ادب کیا اور ایک اشرفی اور پانچ روپیہ پیش کش کئے پھر ان دونوں چیزوں کو محل مین بھیج دیا اور ایک خلعت چھ پارچہ کا معہ[2]) تین رقوم جواہر قطب الدین کو برسمیات محرم عطا کیا اور خلعت تین پارچہ کا معہ ایک رقوم جواہر اور قبا کمخواب اور دوشالہ اور گوشوارہ دربان جامع مسجد کو دیا۔ دونوں اشخاص مذکورہ بالا نے بطور شکر گزاری چار روپیہ اور دو روپیہ نذر گزرانی (شاہ دہلی نے چھ جوڑے[3] کپڑوں کے معہ ایک ایک روپیہ ان لڑکوں کو کہ جو ساتھ اس کے آئے تھے مرحمت کئے[4]) ایک شخص نے بیان کیا کہ انگریز کالے پہاڑ پر مورچہ بنانا

---

۱ غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں یہ سطر درج نہیں۔
۲ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ میں قوسین میں دی گئی عبارت درج نہیں۔
۳ ''مشکاف'' صفحہ ۲۱۴ ''چار جوڑے''
۴ ''غدر کی صبح و شام'' میں یہ سطر درج نہیں ہے۔

چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہوا تو تمام باشندہ شہر کے غارت ہو جائیں گے اور نیز فوج جو باہر شہر کے ہے اس پر بھی جوکھوں آئے گی۔ اس پر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس بات میں کورٹ کی جائے گی تا کہ ان کے اس ارادہ کو فسق کردیں۔ سپاہی مستغیث ہوئے کہ ہم بھوکے مرتے ہیں اور تمام کاریگروں نے کام کرنا بند کردیا۔ اس واسطہ کہ کوئی ان سے جنس لے کر قیمت ادا نہیں کرتا۔ مٹھن لال متصدی نے عرض کی گندھک نہیں ملتی۔ اس باعث سے بارود کا تیار ہونا غیر ممکن ہے لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ نواب فرخ نگر اور جھجر اور بھوالی کو حکم ہو کہ اس کا انصرام کر کے جلد روانہ کریں۔ اس پر حکم ہوا کہ افسران کورٹ کی خدمت میں عرض کرو کہ وہ بندوبست اس کا کردیں گے۔ مرزا خضر سلطان نے تمام پنساریان شہر کو طلب کیا اور کہا کہ یا تو گندھک دو ورنہ تم سے اس کے عوض روپیہ خرید گندھک کے لیا جائے گا۔ اس کے جواب میں انھوں نے متفق اللفظ کہا کہ صاحب نہ تو ہمارے پاس روپیہ اور نہ گندھک ہے۔ شہر میں یہ آواز ڈہل مشہور ہوا کہ بسبب بلند ہونے پیڑوں کے قدسیہ باغ[1] میں اتواپ سیلم گڑھ کا گولہ موثر نہیں ہوتا۔ اس واسطے منادی ہے کہ جس کا جی چاہے کاٹ لائے۔ افسران کورٹ نے مہاجنان شہر دہلی سے واسطے روپیہ کے درخواست کی اس پر انھوں نے کہا کہ شہزادگان نے ابھی تین لاکھ ستر

---

[1] اندر کی صبح وشام صفحہ ۲۲۷ مٹکاف صفحہ ۲۱۵ کے مطابق "نا؛ سرے باغ" صحیح "قدسیہ باغ"

ہزار روپیہ ہم سے لیا ہے اور اب ہم زیادہ نہیں دے سکتے۔ افسر یہ سن کر بہت ناراض ہوئے اور شہر میں مشتہر کرادیا کہ آئندہ کوئی روپیہ شاہزادگان کو نہ دیا کرو۔ مرزا مغل واسطے دیکھنے تماشا کے بجلوس دو سو سواران کے تشریف لے گئے جس وقت کہ دریا گنج ا کے قریب پہنچے، سپاہیوں نے تین باڑ بندوقوں کی سرکیں۔ یہ سن کر باشندگان نے خیال کیا کہ انگریز شہر میں داخل ہوئے اور اسی سبب سے آدھی دوکانیں شہر کی مسدود ہوگئیں (اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں، سُرک لوک کوچ کر گئے۲) فقط،

یکم ستمبر ۱۸۵۷ء۳ شاہ دہلی دربار میں تشریف لائے۔ حکیم احسن اللہ کان اور مرزا امین الدین خان۴ اور مرزا ضیاء الدین خان معہ دیگر سرداران شہر حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۔ افسران کورٹ اور سوار فوج تعداد ۵۰۰ تن دربار میں حاضر ہوئے اور استغاثہ کیا کہ مرزا خضر سلطان ۵ نے کئی لاکھ روپیہ باشندگان شہر سے لے کر فراہم کیا ہے اور اس میں سے کچھ فوج کو نہیں دیا۔ لہٰذا اُمیدوار ہیں کہ یا تو روپیہ ان سے دلایا جائے اور نہیں تو ہم ان کو قید کریں گے۔ برطبق اس کے شاہ دہلی نے ہر دو شاہزادگان کو طلب

---

۱ منکاف صفحہ ۲۱۵ "پریڈ گراؤنڈ"
۲ غدر کی صبح وشام اور منکاف میں یہ سطر درج نہیں۔
۳ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۳۸ منکاف صفحہ ۲۱۵ پر یکم ستمبر کی روداد "انجام کا آغاز" کے عنوان کے تحت درج کی گئی ہیں
۴ مشکاف صفحہ ۲۱۵ "مرزا امین اللہ خاں"۔ صحیح "مرزا امین الدین خاں"
۵ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۳۸ اور منکاف صفحہ ۲۱۵ پر مرزا مغل کا نام بھی درج ہے۔

کیا اور سمجھایا کہ جو روپیہ تم نے مہاجنان شہر سے لیا ہے وہ ان کے سپرد کر دو۔ شاہزادگان نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے صرف چالیس ہزار (روپیہ مہاجنان شہر سے وصول کیا ہے اور وہ جو تین لاکھ۱) روپیہ بیان کرتے ہیں وہ سب غلط ہے افسران فوج اور شاہزادگان کے فی مابین نوبت دشنام دہی کے پہونچی۔ افسران نے بادشاہ سے التماس کی واسطے تنخواہ فوج کے کچھ بندوبست کیا جائے ورنہ شہر لٹ کر غارت ہو جائے گا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ شہر کے لوٹنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میرے گھوڑے ہاتھی اور چاندی کے اسباب بیچ کر فوج کی تنخواہ دو اور نہیں تو یہاں سے ایک دم چلے جاؤ کیونکہ میں نے تمہیں نہیں بلایا تھا۔ اگر تم کو باشندگان شہر کا غارت کرنا منظور ہے تو اوّل مجھ کو ہلاک کرو بعد ازاں جو تمہارے جی میں آئے سو کرنا یہ کہہ کر بادشاہ کی چھاتی بھر آئی اور آنسو نکل پڑے اور وہ محل میں چلے گئے۔ افسر دیوان عام میں چھ گھنٹہ تک غل مچاتے رہے۔ آخر کار حکیم عبدالحق خان و مرزا الٰہی بخش اور میر حامد علی خان۲ آئے اور افسروں کو سمجھایا کہ کل تک توقف کرو کچھ روپیہ واسطے تمہارے خرچ کے ضرور دیا جائے گا اور پندرہ دن کے

---

۱ سرگذشت دہلی میں قوسین میں دیے گئے الفاظ درج نہیں تھے۔ انہیں مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۲۸ سے نقل کیا گیا ہے تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۹ مکاف صفحہ ۲۱۶ کے مطابق "سعید علی خاں" صحیح "حامد علی خاں"

بعد نواب زینت محل تمام سپاہ کی تنخواہ تقسیم کر دیں گی۔ اس پر ۳ رجمنٹ یعنی دو
اور مکڈون ولاٹھ مہرا (؟) جو مسلح ہو کر لوٹنے شہر کو تیار تھیں ان کی کمر کھلوائی گئی
اور افسروں نے دو کمپنیاں ۱ اپنے دروازہ قلعہ پر چھوڑیں۔ بدیں حکم کہ کوئی
شہزادہ اندر قلعہ کے جانے نہ پائے اور آپ چلے آئے۔ بخشی فوج کی فرد
دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ۵ لاکھ ۷۳ ہزار روپیہ ماہواری بابت تنخواہ فوج کے
چاہئے۔ بادشاہ نے خاصہ نوش فرمایا۔ مگر غمگین رہے۔ مرزا بہادر شاہ کی عرضی
جھجر سے آئی کہ نادر شاہ رسالدار مبتلاء عارضہ ہیضہ ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔
اس کے جواب میں لکھا گیا تم جلدی دہلی کو چلے آؤ۔ منشیان و متصدیان شہر
دہلی خوف ناک ہو کر شہر سے چلے گئے۔ گارد سپاہ کا منشی سلطان سنگھ کے
دروازہ پر بیٹھا اور کہا کہ روپیہ دو۔ بادشاہ شاہزادوں سے بہت ناراض
ہوئے۔ بیگم کو خوف ہوا کہ ان کو سپاہی لوٹ لیں گے لہذا بیس ہزار روپیہ ۲ کا
جواہر بھیجا اور بادشاہ سے کہا کہ اس روپیہ کو حوالہ سپاہیان کے کیجئے۔ بادشاہ
نے اس روپیہ کے لینے سے انکار کیا کہ جب تک میں جیتا ہوں کوئی اپنے
اوپر تکلیف گوارہ مت کرو۔ سمند خان رسالدار کا جانا انور ۳ کو واسطے لانے
چھ ہزار ۴ روپیہ کے ملتوی رہا۔ شاہ درہ کے تھانہ دار نے عرضی کی ۱۵۰ من

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۹ مشکاف صفحہ ۲۱۶ کے مطابق "تین کمپنیاں"
۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۳۹ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "تین ہزار روپے"
۳ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۰ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "ایلیر" صحیح "الور"
۴ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۰ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "چھ لاکھ"

شکر ۵ لاوارث یہاں موجود ہے۔ برطبق اس کے مرزا مہدی کو بجمعیت ۵۰ سوار اواسطے لانے شکر مذکور کے حکم ہوا اور دو رجمنٹیں اور ۲۰ توپیں اسی تاریخ رات کو مورچہ پر بھیجی گئیں۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۶/اپریل ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۲/ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی دیوان عام میں تشریف لائے۔ میرزا الٰہی بخش اور مولوی فضل حق اور میر حامد علی خان ۳ اور حکیم عبدالحق خان آداب تسلیمات بجالائے۔ افسران سپاہی نے تنخواہ کے واسطے درخواست کی چنانچہ حسب سفارش میر حامد علی خان۴ کے طریق مفصلہ ذیل سے تنخواہ تقسیم ہوئی۔ فی سوار تین روپیہ، سپاہی کو ایک روپیہ، رسالدار کو ۱۲ روپیہ، صوبہ دار کو چار روپیہ، جمعدار ۵ کو تین روپیہ، حوالدار کو دو روپیہ۔ قدرت اللہ بیگ خان دربار میں حاضر ہوئے اور شاہ دہلی کو آداب بجالائے اور کچھ ذکر کرتے رہے۔ اسی تاریخ ۵۰ سوار ۶ بغیر ہتھیار لاہور کی جانب سے شہر دہلی میں داخل ہوئے۔ یہ بھی خبر آئی کہ زمینداران گوڑگانوہ ۷ برسر فساد ہوکر ہنگامہ پردازی کرتے ہیں چنانچہ طرفین کے آدمی مارے گئے اور انگریز بجمعیت دو

---

۱ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۰ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "دو سَن"
۲ غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں سواروں کی تعداد درج نہیں۔
۳ ۴ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۰ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "میر سعید علی خاں" صحیح "میر حامد علی خاں"
۵ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۰ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "زمیندار" صحیح "جمعدار"
۶ مشکاف صفحہ ۲۱۷ "پانچ سوار"
۷ غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۰ مشکاف صفحہ ۲۱۷ کے مطابق "کوٹ کوسر" صحیح "گوڑگانوہ"

سو گورے اور دو توپوں کے واسطے کرنے انتظام اس جگہ کے گئے ہیں (دو افسر بجمعیت ۱۰۰ گوروں کے نگلوئی میں داخل ہوئے[۱]) اور زمیندار وہاں کے بھاگ گئے۔ مگر افسران مذکورہ بالا نے ان کو سمجھا کر واپس بلایا اور ان کی خاطر جمع کی کہ ہم تمہاری حمایت اور حفاظت کرنے کو مستعد ہیں اگر تم ہماری حمایت اور حفاظت کرنے کو مستعد ہیں۔ اگر تم ہمارے مدد معاون ہوگے (اس واسطے کہ دو سو گورہ معہ دو توپوں کے علی گڑھ میں گئے تھے[۲]) اور کئی ہزار جہادیوں سے کہ جو زیر حکم مولوی جلال الدین کے معرکہ آرا ہوئے چنانچہ مولوی معہ چند صد جہادیوں کے میدان جنگ میں مارا گیا اور اب علی گڑھ میں عملداری سرکار دولت مدار انگلشیہ کی ہوگی اور ایک رجمنٹ سکھ کی میرٹھ میں داخل ہوئی اور شہر کے دروازوں پر مقیم ہے اور انگریزی عملداری بدستور بلند شہر[۳] کے علاقہ میں ہوگئی۔

۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو شاہ دہلی بعادت معہودہ دیوان عام میں رونق افروز ہوئے (چند زمیندار بھی شریک دربار ہوئے[۴]) اور تین ہزار پانچ سو

---

۱ ۲ قوسین میں دی گئی عبارتیں ''غدر کی صبح و شام'' اور ''مشکاف'' میں درج نہیں۔

۳ غدر کی صبح و شام اور ''مشکاف'' میں ''بلند شہر'' درج نہیں۔

۴ قوسین میں دی گئی عبارت ''سرگذشت دہلی'' میں درج نہیں تھی۔ جس وجہ سے جملہ نامکمل تھا۔ اس عبارت کو غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۱ سے نقل کیا گیا ہے تاکہ جملہ مکمل ہو جائے۔

روپیہ بابت مالگذاری اپنے موضع کا داخل کیا اور وہ یہ بھی مستغیث ہوئے کہ تحصیلدار اور سوار ہم سے روپیہ لیا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر شاہ دہلی تحصیلدار اور سواروں سے بہت ناراض ہوئے اور پگڑیاں زمینداروں کو عطا کیں۔ بشن سنگھ چودھری دھوم دادری کا دربار میں حاضر ہوا اور دس روپیہ نذر گذرانی اور اپنے مقدمہ کی بابت عرض معروض کی۔ ایک کہار جو انگریزی کمپوں سے بھاگ آیا تھا (مرزا مغل کے پاس حاضر ہوا اور ایک پستول قیمتی ایک سو روپیہ کا پیش کش کیا [۱]) مرزا مغل اور مرزا الٰہی بخش اور حکیم عبدالحق خان اور میر حامد علی خان [۲] نے باہم صلاح کر کے افسران فوج سے اقرار واسطے بندوبست تقسیم تنخواہ کے کیا اور اور کہا کہ کسی طرح سے کوئی شخص فوج کا ساکنان شہر کو تنگ نہ کرے۔ انھوں نے چوکیداروں کی فہرست طلب کی اور موافق اس کے ایک دوسری فہرست طلب کی۔ واسطے وصول کرنے چھ لاکھ روپیہ [۳] کے ہندو اور مسلمان ساکنان شہر دہلی سے تیار کی۔ مرزا خدا بخش نے بیان کیا کہ حسب الحکم حضور کے میں جھجر جانے کو تیار ہوں۔ مگر یہ سن کر کہ انگریز گوڑگانوہ میں داخل ہوگئے ہیں۔ اپنی روانگی میں توقف کیا۔ یہ سن کر شاہ دہلی نے کچھ تامل کیا اور بعدہٗ شقہ جو نواب کے نام لکھا تھا وہ واپس لے

---

[۱] قوسین میں دی گئی عبارت مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں درج نہیں۔

[۲] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۱ اور مشکاف صفحہ ۲۱۸ کے مطابق "میر سعید علی خان" صحیح "میر حامد علی خاں" صحیح "میر حامد علی خان"

[۳] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۱ مشکاف صفحہ ۲۱۸ کے مطابق "چار لاکھ"

لیا۔ راجہ ناہر سنگھ[1] رئیس بلب گڑھ کی عرضی آئی۔ اس میں مندرج تھا کہ حکیم عبدالحق خان کے ذمہ میرا چار لاکھ روپیہ لینا ہے۔ سو حضور واسطے خرچ فوج کے اسے وصول لیں۔ اس کے جواب میں ایک شقہ ان کے نام لکھا گیا کہ حکیم مذکورہ بالا بادشاہ کی رعیت سے ہے۔ جس طرح سے مناسب چاہیں گے وہ روپیہ جو تم کہتے ہو، حکیم سے وصول کریں گے۔ مگر تم کو اس بات میں کچھ مداخلت نہیں اور یہ بھی تم کو لکھا جاتا ہے کہ بلاتوقف پانچ سو سپاہی اور چار توپیں[2] پانچ من افیون ارسال حضور کردو ورنہ ایک لاکھ روپیہ جرمانہ تم پر کیا جائے گا۔ اس تاریخ یہ بھی مشہور ہوا کہ سپاہیوں نے تاج محل بیگم سے کہا ہے کہ اگر نواب زینت محل بیگم پر درعرصہ ۱۵ روز ہماری تنخواہ تقسیم نہ کردیں گی تو ان کو قید کریں گے اور یہ بھی سنا گیا کہ منشی سلطان سنگھ کہ جن کے گھر پہرا واسطے وصول کرنے کے روپیوں کے بیٹھا تھا، مفقود الخبر[3] ہوگیا۔ اور زمیندار[4] اور مسلمان ڈاسنہ[5] کے فی مابین لڑائی وقوع میں آئی جس میں چند تن طرفین کے راہی ملک بقا ہوئے۔ متھرا داس خزانچی بجنور[6] کو کہ جب وہ

---

[1] غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں "راجہ ناہر سنگھ" کا نام درج نہیں۔

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۱ مشکاف صفحہ ۲۱۸ کے مطابق "دو توپیں"

[3] غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں سلطان سنگھ کے مفقود الخبر ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

[4] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۲ اور مشکاف صفحہ ۲۱۹ کے مطابق "دسریہ"

[5] غدر کی صبح وشام اور مشکاف میں "بجنور" درج نہیں۔

دہلی کو آتا تھا، لوٹ لیا اور راؤ تلارام رئیس ریواڑی کو لکھا گیا کہ جو روپیہ تم نے ساہوان اور صرافان شہر سے وصول کیا ہے اس کو خزانہ سرکار میں داخل کرو۔ انگریزوں نے رات کے وقت واسطے توڑنے پل کے حملہ کرنا چاہا تھا لیکن دو ہزار سواروں نے فوج انگریزی کو ہٹا دیا۔ سپاہیان نے ایک آدمی کو گورے ہونے کے شبہ میں گرفتار کیا تھا مگر سردار دربار نے کہہ سن کر اس کو رہا کروایا۔ ۵ کمپنیاں سپاہیوں کی اور دو سو سوار معہ دو ضرب توپ گوڑگانوہ کی طرف بمراد حملہ کرنے افواج انگریزی کے گئیں۔ رسالدار جوجھجر کو واسطہ لانے روپیہ کے گیا تھا معہ قلندر بخشی بدمعاش کے واپس آیا اور نواب نے ایک کوڑی نہیں دی۔ انگریزوں نے ایک مورچہ سامنے کابلی دروازہ کے تیار کیا مگر گولے اور گولیوں سے جو کشمیری اور کابلی دروازہ کے مورچوں سے اس پر پھینکے گئے جا بجا اس میں رخنہ ہو گیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۳/اپریل ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار دہلی ۴/ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء جنرل محمد بخت خان کچھ پوشیدہ باتیں شاہ دہلی سے کرتے رہے اور افسران کمپ نصیر آباد نے شاہ دہلی کو تیسری تاریخ کی شب کو واسطے ادائے طلب بہت دق اور تنگ کیا۔ تمام چاندی کا اسباب یعنی تخت اور کرسیاں ان کے سپرد کیں اور کہا کہ ان کو بیچ کر تم اپنی تنخواہ بے باق

کرو لیکن افسر اس بات پر راضی نہ ہوئے۔ شقہ بنام واجگان جے پور اور جودھ پور و بیکانیر و الور کوٹہ[1] بدیں مضمون لکھے گئے کہ شاہ دہلی کے پاس جماعت کثیر فوج کی ہے اور دل سے چاہتے ہیں کہ انگریزوں کو نیست و نابود کریں چونکہ ہمارے پاس کوئی مرد تدبیر واسطے بندوبست مملکت کے نہیں۔ لہٰذا چاہتے ہیں کہ تم آ کر انتظام ملک کا اپنے قدرت میں لو۔ اسی تاریخ کو شکر شاہ درہ سے آئی۔ جو فوج کہ گوڑ گانوہ کو گئی تھی جب وہ قطب صاحب پر پہونچی تو بہت سی دوکانوں کو انھوں نے وہاں لوٹ لیا اور چند مہاجنان کہ جو جوگ مایا[2] کے مندر میں پناہ گیر تھے، مقید کیا اور نیز انھوں نے تمام اسباب کہ جو سر جان مٹکاف صاحب بہادر کی کوٹھی میں تھا، لوٹ لیا اور جمعدار کے واسطے حفاظت کے ساتھ شاہ دہلی کے وہاں مقیم کیا تھا، اس کو بھی گرفتار کیا اور ان سب کو بحضور شاہ دہلی لائے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ بہت خفا ہوئے اور ان سب کی خلاصی کے واسطے حکم دیا[3]۔ مسمیٰ حیدر جفت فروش نے کہ جو بھوجلا

---

[1] غدر کی صبح و شام اور مٹکاف میں "کوٹہ" درج نہیں۔

[2] غدر کی صبح و شام اور مٹکاف میں مندر کا نام درج نہیں۔

[3] مٹکاف نے اس واقعے کی تفصیل دیتے وقت خود بھی ایک نوٹ لکھا ہے جو غدر کی صبح و شام اور مٹکاف میں درج ہے۔ نوٹ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"بادشاہ نے جو انتظامات کئے تھے ان کی وجہ سے مٹکاف ہاؤس کا سارا مال و متاع جو قطب صاحب میں تھا، مئی سے ستمبر تک بالکل محفوظ رہا۔ اس کے بعد اسے لوٹ لیا گیا۔ صرف کتابوں کی چند الماریاں لوٹنے والوں کی نظر سے بچ رہی تھیں (اور بالآخر انگلستان بھیج دی گئیں) کیونکہ وہ گنبد کے اندرونی تاریک حصہ میں چھپادی گئی تھیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا بادشاہ نے اپنے ذاتی استعمال کی غرض سے ان چیزوں کو محفوظ حالت میں رہنے دیا تھا یا مالکان کی جانب دوستانہ خیالات رکھنے کی وجہ سے ان کی حفاظت کا حکم صادر کیا تھا"۔ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۳

پہاڑی[1] پر رہتے تھے، اپنے تئیں خوش پوشاک کر کے اور چند آدمیوں کو سپاہیانہ لباس پہنا کر ایک کسیری[2] کے گھر میں گیا اور بیان کیا کہ میں شہزادہ ہوں۔ خوب سامان اور چار سو روپئے اس سے پھیر لئے۔ یہ سن کر سپاہیوں نے اسے تلاش کیا اور جس وقت وہ ملا تو اس کے پاس دو سو ایک اشرفی پون روپیہ اور ایک جوڑا بالائی طلائی اور ایک سونے کی دگدگی تھی۔ اسی تاریخ ولی داد خاں رئیس مالاگڑھ[3] کی ایک عرضی آئی اس میں لکھا تھا کہ انگریزوں نے علی گڑھ کا قبضہ کر لیا اور اب ان کا ارادہ میرے اوپر حملہ آوری کا ہے۔ مگر خدا کے فضل سے دو رجمنٹ سپاہیوں کی اور دو سو سوار[4] لکھنؤ سے آ کر میری فوج میں شامل ہو گئے۔ اگرچہ ان رجمنٹ اور سواروں کا ارادہ دہلی کی فوج سے شامل ہونے کا ہے، اس واسطے ملتمس ہوں کہ حضور ایک شقہ ان کے نام واسطے ٹھہرنے اس جگہ کے صادر فرمائیں اور جو کچھ تنخواہ ان کی ہو گی میں دوں گا، برطبق ملاحظہ اس عرضی کے فوراً شقہ حسب المراد دیکھا گیا۔ والنٹیر

---

[1] منکاف صفحہ ۲۲۰ "جلا بھاری" صحیح "بھوجلا پہاڑی" (بھوجلا پہاڑی لال قلعے سے ایک ہزار گز کے فاصلے پر واقع تھی جس پر شاہجہاں نے جامع مسجد کی تعمیر کرائی تھی جسے ۱۸۵۷ء کا بعد انگریزوں نے ضبط کر لیا تھا اور اسے فوجیوں کا اصطبل بنا دیا تھا۔ ملاحظہ ہو رضوی صفحہ ۳۵۲)

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۳ منکاف صفحہ ۲۲۰ کے مطابق "شہری" مخطوطہ روزنامچہ صفحہ ۱۳۴ "کشمیری"

[3] منکاف صفحہ ۲۲۰ بالا گڑھی، صحیح مالاگڑھ۔

[4] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ اور منکاف صفحہ ۲۲۰ کے مطابق "چند سوار"

رجمنٹ کے سپاہی یعنی ۳۸ رجمنٹ پیادگان ہندوستانی مولوی لیاقت علی کو جو جنرل محمد بخت خان کے کمپو کے ہمراہ تھا، اس شبہ سے کہ وہ انگریزوں سے ملا ہوا ہے، بحضور شاہ دہلی لائے[1] لیکن شاہ مذکور نے حسب سفارش جنرل مذکور بالا کے اس کو رہا کیا۔ ایک شقہ جنرل کے نام اس مضمون سے لکھا کہ چھبیس ہزار روپیہ واسطے فوج کے دو مگر جنرل صاحب نے جواب میں لکھا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ نہیں بلکہ میں واسطے خوراک فیلان و اسپان اپنے کمپو کی احتیاج زر رکھتا ہوں اور اسی باعث سے واسطے انصرام روپیہ کے متعذر ہوں[2]۔ یہ بھی مشہور ہوا کہ بھگونت سنگھ رئیس دھول پور نے ایک ہزار پانچ سو پیادہ و سوار معہ چھ ضرب توپ واسطے امداد انگریزوں کے آگرہ میں بھیجی ہیں اور اس نے دمدمین چھ میل کے فاصلہ پر[3] تمام اطراف آگرہ میں تیار کئے ہیں اور سردار سنگھ رئیس بیکانیر نے تین ہزار راجپوت بھرتی کر کے واسطے امداد روبرٹسن صاحب بہادر کے حصار[4] کو بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ ان لوگوں کے ہمراہی میں آپ علاحدہ لڑائی شروع کریں اور راجہ مالاگڑھ[5] نے ایک سو

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ اور مکاف صفحہ ۲۲۱ کے مطابق "والنٹیر (۲۸ ویں پلٹن) نے اپنے کمان افسر کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ انگریزوں سے ساز باز رکھتا ہے۔"

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ مکاف صفحہ ۲۲۱ کے مطابق "میرے پاس روپیہ نہیں ہے اور مجھے فوج کی خوراک کے لئے روپے کی خود اس قدر ضرورت ہے کہ میں نے اپنے ہاتھی اور گھوڑے فروخت کر دیے ہیں"۔

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ مکاف صفحہ ۲۲۱ کے مطابق "سولہ میل کے فاصلے پر"

[4] غدر کی صبح و شام اور مکاف میں حصار درج نہیں۔

[5] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ مال گڑھ مکاف صفحہ ۲۲۱ مالاگاہ صحیح "مالاگڑھ"

گورکھے[1] نوکر رکھ کر واسطے مدد انگریزوں کے بھیجے ہیں اور مہاراجہ رنبیر سنگھ جموں والہ نے پانچ ہزار آدمی اور لاہور میں بھیجے۔ اب انگریز بہت خوش ہیں۔ یہ بھی سنا گیا کہ راجہ کا میگزین بمقام جودہ پور[2] بجلی کے گرنے سے اُڑ گیا اور کئی ہزار آدمی اس صدمہ سے ہلاک ہوئے اور بہت سے گھر مسمار ہوئے۔ راجہ ناہر سنگھ رئیس بلب گڑھ نے چھ سو بندوقیں انگریزوں کے پاس بھیجی ہیں اور انگریزوں نے نواب جھجر کو لکھا ہے کہ دو ہزار اسی (۲۰۸۰) لوہار بھیج دو۔ چانچہ اس نے حسب الایماء روانہ کیئے۔ یہ بھی سنا گیا کہ انگریزوں نے علی گڑھ میں تمام مسلمانوں کو غارت کیا اور دو ہزار گورے جو کانپور میں آئے تھے وہ لکھنؤ مینواسطے مدد محصورین بیلی گارد کے جانے والے ہیں اور ایک لڑائی سپاہیوں سے ہوئی جس میں انگریزوں کو فتح ہوئی اور سپاہی مجبور ہو کر بھاگ آئے۔ فقط۔

۵؍ستمبر ۱۸۵۷ء جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ انگریزوں کے پاس اتواپ محاصرہ آ گئی ہیں اور اب وہ دمدمے کشمیری دروازے کے مقابل تیار کریں گے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہا ب تم نے ان کے مقابلہ کے واسطے کیا تجویز کی ہے، اور اگر اب ان سے

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ اور مشکاف صفحہ ۲۲۱ کے مطابق "ایک ہزار گورکھے"

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۴ جھودر پور مشکاف صفحہ ۲۲۱ جھوور پور صحیح "جودھپور"

مقابلہ نہیں کرو گے تو بہتر ہے کہ دروازہ کو ایک دم سے کھول دو۔ اس کے جواب میں جنرل نے کہا کہ میں میگزین کو باہر نکلواتا ہوں اور چالیس توپ لے کر ان کے مقابلہ میں دمدمہ تیار کرتا ہوں۔ دو ہزار سوار کہ جن کے واسطے پیشتر میں نے درخواست کی تھی لے کر ایسا بندوبست کرتا ہوں کہ تمام انگریزوں کے کمپو کی رسد بند ہو جائے گی۔ نواب فرخ آباد کو لکھا گیا کہ بلا توقف دو ہزار من گندھک واسطے تیاری بارود کے بھیج دو۔ میر حامد علی خان[1] و حکیم عبدالحق خان و مرزا الٰہی بخش و سالک رام خزانچی و زور آور سنگھ[2] باہم مشورہ واسطے وصول زر کے بنابر خرچ فوج کرتے رہے اور کوتوال کے نام حکم بھیجا کہ شہر دہلی سے کُل کے ہر روز ایک بازار کے بیچ روانہ کرو۔ ایک رجمنٹ نصیر آباد کمپو کی معہ توپ خانہ واسطے لانے زر مال گزاری کے غازی آباد کو روانہ ہوئی مگر مرزا مغل نے ان کو الٹا پھیر دیا۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۰/اپریل ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار دہلی ۶/ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں رونق افروز ہوئے۔ (حکیم احسن اللہ خان و مرزا امین الدین خان و مرزا ضیاء الدین خان و مرزا حسین ناظر و بخشی و کپتان و نواب احمد علی خان و نواب حسن

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۲۵ مشکاف صفحہ ۲۲۲ میر سعید علی خاں۔ صحیح میر حامد علی خاں

[2] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں "لالہ زور آور سنگھ" کا نام درج نہیں۔

علی خان اور سردار جو کہ منتظر تھے، آداب تسلیمات بجالائے[۱]) شاہ دہلی نے جس وقت سنا کہ جو رجمنٹ غازی آباد کو گئی تھی وہ حسب الحکم مرزا مغل کے واپس آ گئی۔ بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ ایک گولہ ہوائی کا بنانے والا دربار میں حاضر ہوا اور ایک نمونہ ہوائی کا پیش کیا۔ جنرل محمد بخت خان مستغیث ہوا کہ ملازمان شاہی و نیز اور فوج کی تنخواہ تقسیم ہو گئی مگر ہماری فوج کو ایک حبہ نہیں ملا باوجود کہ ہماری فوج سب سے زیادہ سخت لڑتی ہے اور اسی باعث سے وہ لوگ سب ناراض ہیں۔ اس پر بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے ابھی لاکھ روپیہ تقسیم کر دیا ہے اور اب میرے پاس کچھ دینے کو نہیں اور جنرل مذکور بالا سے کہا کہ تمہارے پاس کئی لاکھ روپیہ ہے حاتم نے اس میں سے فوج کو کیوں نہیں تقسیم کیا۔ چند اعرابہ محمولہ شکر شاہ درہ سے دہلی میں آئی۔ تمام افسران فوج دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ کے دربار میں کوئی شخص صاحب تدبیر نہیں ہے اور اس سبب سے تمام کاروبار مملکت کرنے کی ہم کو اجازت ہو۔ برطبق اس کے بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے جو جی میں آئے سو کرو۔ چند سوار لکھنؤ کی طرف سے آئے اور ایک عرضی دونوں رجمنٹ پیادگان مقیمہ لکھنؤ کی طرف سے گزرانی۔ اس میں مندرج تھا کہ ہم جلد

---

[۱] قوسین میں دی گئی عبارت "غدر کی صبح و شام" اور "مکاف" میں درج نہیں۔

روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ بعد ملاحظہ کے حکم ہوا کہ جیسا ان کے جی میں آئے کریں۔ مولوی فضل حق نے بیان کیا کہ میں نے خارجاً سنا ہے کہ متھرا میں جو فوج تھی وہ آگرہ گئی اور بعد فتح یاب ہونے انگریزوں پر قلعہ آگرہ کو تسخیر کر لیا ہے۔ یہ بھی خبر آئی کہ انگریز مع افواج گورہ وسکھ ہاپڑ میں داخل ہوئے اور وہاں کا بندوبست کر رہے ہیں[1]۔ فقط۔

۷ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی محل میں رونق افروز تھے۔ حسب الحکم حکیم احسن اللہ خان اور حافظ داؤد خان اور جنرل محمد بخت خان دربار میں حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے۔ محمد بخت خان نے کچھ باتیں بادشاہ سے خلوت میں کیں۔ ایک دوشالہ[2] اور خطاب خان بہادر خان بریلی والہ کو معرفت اس کے وکیل کے عطا ہو کر روانہ کیا گیا۔ ایک عرضی ناہر سنگھ رئیس بلب گڑھ والے کی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ بیس سوار[3] آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو بادشاہ نے واسطے رہائی جمعیت خان گوجر کے بھیجا ہے چنانچہ میں نے بلحاظ اس بات کہ عتاب بادشاہی مجھ پر نازل نہ ہو گوجر مذکور کو رہا کیا۔ مگر اس میں

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۶ اور مشکاف صفحہ ۲۲۳ کے مطابق "خبر ملی کہ باؤنڈ پر یورپین اور سکھ پلٹنیں انگریزی لشکر سے مل گئی ہیں۔"

[2] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۷ اور مشکاف صفحہ ۲۲۳ کے مطابق "دوشالیں"۔

[3] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۷ اور مشکاف صفحہ ۲۲۳ کے مطابق "ساٹھ سوار"

میرا کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا کیونکہ مجھ کو کئی ہزار روپیہ اس سے بابت قرضہ لینا تھا۔ اس کے جواب میں ایک شقہ اس کے نام روانہ ہوا اور لکھا گیا کہ ہم نے کوئی سوار نہیں بھیجا۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان کے فریب کے بابت سزا دو (ایک عرضی مدار کی فوج سے آئی اس میں لکھا تھا کہ بہ باعث عدم دستیابی کشتی ہائے کہ ہم دریائے جمن[1] کو عبور نہ کر سکے[2]) ایک عرضی نواب فرخ نگر کہ معہ چار توڑہ دار بندوق کے آئی[3]۔ نواب امین الرحمٰن خان ولد نواب نوازش خان مرحوم[4] نے ایک ہزار روپیہ جو اس سے طلب کیا گیا تھا خزانہ شاہی میں داخل کیا اور اس کی رسید اس کے پاس بھیجی گئی۔ اسی تاریخ یہ بھی مشہور ہوا کہ انگریزی سپاہی چند مویشیوں کو جو قدسیہ باغ میں چر رہی تھیں لے گئے۔ جنرل محمد بخت خان معہ ۱۵ افسروں کے[5] دربار میں حاضر ہوئے اور کہا کہ جس دن سے ہماری فوج آئی ہے اس نے ایک حبہ نہیں پایا اور اس باعث سے تمام آدمی ناراض ہیں۔ اگر جلدی سے کچھ خرچہ واسطے ضرورت سرکار سے نہیں ملے گا تو اپنے اپنے گھر کو یہ لوگ چلے جائیں گے۔

---

[1] مشکاف صفحہ ۲۲۴ کے مطابق "دریائے چمبل"

[2] قوسین میں دی گئی عبارت مطبوعہ روزنامچے میں درج نہیں۔

[3] غدر کی صبح و شام میں چار توڑے دار بندوقوں کے آنے کا ذکر نہیں۔

[4] غدر کی صبح و شام میں "نوازش علی خان" درج نہیں۔

[5] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۷ مٹکاف صفحہ ۲۲۴ کے مطابق "۱۰ افسر"

اس کے جواب میں بادشاہ نے کہا کہ ان کو اختیار ہے جو جی میں آئے سو کریں۔ حکیم عبدالحق خان (و میر حامد علی خان[1] و مولوی فضل حق اور بدر الدین خان مہر کند[2]) واسطے ادا کے تسلیمات دربار میں حاضر ہوئے۔ واسطے ادائے تسلیمات کے دربار میں حاضر ہوئے۔ تمام پیشہ والے اور ہر ایک بازار کے چودھری[3] کو پکڑ کر تھانہ داروں نے بھیج دیا اور ان کی نسبت حکم ہوا کہ رعایا شہر سے سات لاکھ روپیہ[4] واسطے خرچ فوج کے وصول کرو۔ چودھریوں نے کہا کہ باعث مسدودی تمام کاروبار اور لوٹ فوج کے ہم تو بالکل برباد ہو گئے اور اسی سبب ہم سے کچھ روپیہ جمع نہیں ہو سکتا۔ بعد تامل کے بادشاہ نے مرزا مغل کو حکم دیا کہ اس روپیہ کے جمع کرنے کا اہتمام تم اپنے ذمہ لو۔ شہر دہلی میں بآواز دہل حسب الحکم افسران کورٹ مشتہر کیا گیا کہ کل کے روز انگریزی فوج اور فوج شاہی سے مقابلہ اور مجادلہ ہوگا۔ لہٰذا تم باشندہ خواہ ہندو یا مسلمان جو شامل فوج ہوگا اس سے لوٹ معاف ہے اور جو شخص گورکھہ اور سکھ اور گوروں کو پکڑ کر لائے گا اس کو بھاری انعام دیا جائے گا اور یہ حکم بھی فوج کو پریڈ پر سنایا گیا۔ میر حامد علی خان[5] و دیوان مکند لعل و

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۷ مشکاف صفحہ ۲۲۴ کے مطابق "میر سعید علی کاں"۔ صحیح "میر حامد علی خاں"

[2] قوسین میں دیے گئے اشخاص کے ناموں کا ذکر مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ میں نہیں۔

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۷ مشکاف ۲۲۴ اور مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ کے صفحہ ۱۳۸ کے مطابق "جوہری"

[4] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۷ مشکاف صفحہ ۲۲۴ کے مطابق "آٹھ لاکھ روپیہ"

[5] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۴۸ مشکاف صفحہ ۲۲۵ کے مطابق "میر سعید علی خاں"

بدرالدین خان وحکیم عبدالحق خان معہ اور لوگوں [1] کے اور نواب قلی خان وحسن علی خان [2] کو افسران کورٹ نے قلعہ کی گارد میں قید کیا اور کہا کہ جب تک روپیہ واسطے خرچ فوج کے ادا نہ کرو گے رہا نہ ہو گے۔ اس پر امیران مذکورہ بالا نے کہا کہ ہم روپیہ کا بندوبست واسطے فوج کے کر رہے ہیں اور اسی تاریخ یہ بھی سنا گیا کہ ۴۰۰ گورے چار ضرب توپ کے ہاپڑ [3] میں داخل ہوئے اور مورچہ اس جگہ تیار کرتے ہیں اور پانی پت میں انگریزوں نے باشندگان شہر سے فی مردم ایک من آٹا اور ایک روپیہ ٹیکس لیا ہے۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۲۷ر اپریل ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت شاہ دہلی ۸ر ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی محل میں رونق افروز تھے جب ان کو خبر پہونچی کہ ۷ر تاریخ کی شب انگریزوں نے محاذی سیاہ برج بمقام قدسیہ باغ مورچہ تیار کئے ہیں اور وہاں سے توپیں متواتر کشمیری دروازہ اور موری دروازہ کے برجوں پر سر ہوتی ہیں۔ تمام سپاہی جو مورچوں پر موجود تھے ان سے لڑائی ہوئی اور شہر میں گولہ اور گولیوں کی برابر بوچھار ہو رہی ہے۔ یہ سن کر کہا کہ جو مرضی خدا کی ہے اس پر راضی ہیں اور صابر ہونا چاہئے۔ بعد ازاں

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۸ مشکاف صفحہ ۲۲۵ کے مطابق "بمعہ صاحبزادگان"

[2] غدر کی صبح وشام اور مشکاف حسن علی خاں کا نام درج نہیں۔

[3] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۸ اور مشکاف صفحہ ۲۲۵ کے مطابق "لشکر"

بادشاہ نے افسران کورٹ سے کہا کہ ہمارے گاؤں کو رہا کرو۔[1] چنانچہ انھوں نے بعد اپنے اقرار نامہ اس مضمون کے کہ ہم باشندگان شہر سے روپیہ وصول کر کے فوج کی تنخواہ کے واسطے داخل کریں گے اور اگر اس میں کچھ قصور ہوگا تو ہم روپیہ اپنے پاس سے دیں گے۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ توپیں اور ایک غبارہ انگریزی کا سپاہوں نے بیکار کر دیا۔ ہر چند ہزار ہا گولہ انگریزی مورچہ پر ہر چہار طرف سے گرتا ہے مگر کچھ نقصان نہیں ہوا۔ ایک سپاہی منشی سلطان سنگھ کے گھر پر پہرہ دے رہا تھا۔ پھر وہ پہرہ کو چھوڑ کر ایک ہندو کے گھر میں گیا اور اس الزام سے کہ وہ انگریزوں کو خبر پہونچاتا ہے اس کو ہلاک کیا۔ شہر میں یہ بھی مشہور ہوا کہ آئندہ کو تمام نالشات بحضور افسران کورٹ بیرون دہلی دروازہ بمکان چھاپہ خانہ کے ہوا کرے گی۔ نواب بریلی کا وکیل اپنے آدمیوں کے ساتھ (اور نیز بجمعیت ایک ہزار سپاہیان فوج کے[2]) بریلی کو جانا چاہتا تھا لیکن کلکتہ دروازہ کی گارد نے اسے جانے نہ دیا۔ حسب الحکم شاہ دہلی کے تمام تھانہ دار تین مہینے کا کرایہ ہر ایک دوکان اور مکان سے وصول کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ روپیہ فوج کے واسطے وصول کیا جاتا

---

[1] غدر کی صبح وشام صفحہ ۲۴۸ صفحہ ۲۴۹ اور مٹکاف صفحہ ۲۲۵ کے مطابق "بادشاہ نے فوجی عدالت طلب کی اور اسے حکم دیا کہ جن اشخاص کو اس نے قید کیا ہے انہیں رہا کر دیا جائے۔"

[2] قوسین میں دیے گئے الفاظ مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ میں درج نہیں۔ غدر کی صبح وشام اور مٹکاف میں بھی سپاہیان فوج کی تعداد درج نہیں۔

ہے۔ امداد علی خان مکو نے والے کہ جس نے بہت بہادری کے ساتھ انگریزوں پر ان کے کمپو میں حملہ کیا تھا اس کو گوروں نے گھیر لیا اور وہ بھاگ کر جان بسلامت آیا۔ تمام رات فوج کی کمر بندرہی۔ فقط۔

۹ ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دیوان عام میں تشریف لائے اور ایک گھوڑا جو فروخت واسطے آیا تھا، اس کا ملاحظہ کیا۔ امداد علی خان مکو نے والہ دربار میں حاضر ہوا اور مجرا بجالایا۔ باشاہ نے اس کی بہادری کی بہت تعریف کی اور جو گھوڑا اس کا میدان میں مارا گیا تھا اس کے عوض میں ایک گھوڑا خاصہ کا اپنے اصطبل میں عنایت کیا۔ دربار سے حکم ہوا کہ بعض شاہزادے جنھوں نے کئی ہزار روپیہ ساہوان شہر سے بنام نہاد فوج کے اصول کیا ہے ان کو گرفتار کرو۔ شہر میں مشہور ہوا کہ احاطہ بمبئی کی فوج کشن داس کے تالاب پر آ کے مقیم ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت ایک شتر سوار واسطے لانے خبر درست کے بھیجا گیا۔ مگر آخر کار یہ خبر غلط نکلی۔ منشی جوالا پرشاد متصدی خان سامانی کو حکم ہوا کہ شروع کے کٹڑے میں سررشتہ ٹکسال مقرر کرے[۱] اور سکہ مندرجہ ذیل روپیہ پر ثبت کیا جائے۔

سکہ زد در جہاں بفضل اللہ = شاہ ہندوستان بہادر شاہ

چنانچہ منشی مذکور نے حکم مذکورہ بالا کی تعمیل کی۔ قلندر بخش صوبہ دار سفر

---

[۱] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۰ اور مشاف صفحہ ۲۲۶ میں درج ہے "کسریٹ"

منیا پلٹن کا دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ گورنر جنرل معہ صد ہزار سپاہیان گورہ کلکتہ سے اس طرف آئے ہیں اور جواہر سنگھ برادرزادہ گلاب سنگھ بہادر والی جموں بجمعیت ۶ ہزار سپاہیان اور سر جان لارنس صاحب بہادر بہمراہی ۵ ہزار آدمیوں[1] کے لاہور سے روانہ ہو کر انگریزی کمپوں سے بمقام پہاڑی متصل دہلی کے شامل ہو گئے ہیں اور اسی سبب سے میں نے ایک مورچہ بڑی گارد میں تیار کیا ہے اور آخر دم تک میں انگریزوں سے لڑوں گا۔ ولی داد خان مالا گڑھ[2] والے پر انگریزوں نے یورش کی اور اس نے شاہ دہلی سے واسطے مدد خواہی کی درخواست کی۔ مگر اس کو صاف انکار ہوا اور لکھا گیا کہ اس مقام پر لڑائی شروع ہو گئی ہے لہٰذا کوئی فوج یہاں سے قابل جانے کے نہیں۔ بریلی کے نواب کا وکیل دربار میں آیا اور بیان کیا میں صرف واسطے گزرانے نذر حضور کے آیا تھا اور کچھ شامل ہونے لڑائی میں میری غرض نہ تھی اس واسطے اب واسطے تحصیل مالگذاری بریلی کو واپس جانا چاہتا ہوں تا کہ وہاں سے روپیہ وصول کر کے خزانہ عامرہ میں داخل کروں۔ مگر سپاہی لوگ مجھے جانے نہیں دیتے۔ بعد غور و تامل کے شاہ دہلی نے گارد مقیمہ کلکتہ دروازہ کو حکم دیا کہ وکیل مذکور کو جانے دو مگر انھوں نے کہنا بادشاہ کا نہ مانا۔ بہت سے آدمی

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۰ مثکاف صفحہ ۲۲۷ کے مطابق "چند ہزار"

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۰ مثکاف صفحہ ۲۲۷ کے مطابق بلب گڑھ۔ صحیح مالا گڑھ

اور عورتیں بچے گولوں اور گولیوں کے صدمہ سے ہلاک ہوئے۔ سپاہیوں نے چاہا کہ میگزین کی فصیل پر ایک سنگھر بنا دیں۔ کشمیری دروازہ کے برج کو لوگوں سے بہت صدمہ ہوا۔ بادشاہ نے ۲۰ من[1] مٹھائی سپاہیان سنگھر کے واسطے بھیجی اور ۳۴ روپیہ[2] افسران فوج کو واسطے ادائے تنخواہ فوج کے مرحمت کیا۔ قادر بخش صوبہ دار سفر مینا کی پلٹن کا حاضر ہوا اور عرض کی کہ انگریزوں کا ارادہ بوقت صبح واسطے حملہ آوری شہر دہلی کے مصمم ہے۔ یہ بھی خبر آئی کہ انگریزوں نے موضع کمپوا[3] کو جلا کر بالکل غارت کیا اور سبب اس کا یہ تھا کہ باشندگان دیہہ نے زر مالگذاری دینے سے انکار کیا تھا۔ پانچ ہزار روپے ایک چمار کے گھر سے نکلے اور تمام سپاہی مورچے پر انگریزوں کے مقابلے کے واسطے تیار ہوئے۔ فقط۔

مطبوعہ ۴ رماہ مئی ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۰ ستمبر[4] ۱۸۵۷ء بادشاہ محل میں رونق افروز تھے۔ خبر آئی کہ مرزا عباس نواب لکھنؤ کا وکیل شاہ درہ میں ہے اور اپنے آقا کی طرف سے نذر

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۱ مشکاف صفحہ ۲۲۷ کے مطابق "۶۰ من مٹھائی"

[2] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۱ مشکاف صفحہ ۲۲۷ کے مطابق ۲۴ روپے مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ صفحہ ۱۴۲ "۳۴ ہزار روپے"

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۱ مشکاف صفحہ ۲۲۷ مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ کے صفحہ ۱۴۲ کے مطابق موضع "پکھوا"

[4] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں ۱۰ ستمبر کی روداد درج نہیں۔

لے کر بحضور شاہ دہلی آیا ہے۔ یہ سن کر شاہ دہلی نے حسین بخش اور کپتان دلدار علی خان کو واسطے استقبال اور لانے وکیل مذکور کے بھیجا۔ چنانچہ وکیل مذکور حسب الحکم بہت عزت اور توقیر سے شہر میں آیا اور مظفر الدولہ کے مکان پر فروکش ہوا اور تلا رام رئیس ریواڑی نے چالیس ہزار روپیہ معہ ایک عرضی کے بھیجے۔ بعد ملاحظہ (وہ روپیہ خزانہ کو گیا اور شقہ کارگذاری راؤ مذکور[1]) کے نام لکھا گیا۔ چند سپاہی نسبت ایک شاہزادے کے مستغیث ہوئے اور کہا کہ فوج کے نام سے اس نے روپیہ صرافوں سے لیا اور ہم کو ایک کوڑی نہیں دی۔ حکم ہوا کہ اس کی خانہ تلاشی کی جائے۔ پھر ایک دفعہ مشہور ہوا کہ بمبئی احاطہ کی فوج کشن داس کے تالاب پر گئی ہے۔ چنانچہ شتر سوار اس کے سچ لانے کو گئے۔ بادشاہ نے ایک شتر سوار واسطے لانے خبر سچ کے بھیجا۔ رعایائے شہر سے تھانہ داروں نے ۳ مہینے کا کرایہ وصول کرنا شروع کیا۔ بادشاہ نے تمام اپنے نوکر، انگریزوں سے لڑنے کو بمقام کشن گنج بھیجے۔ چنانچہ اس لڑائی میں بہت سے ملازم شاہی اور جہادی موبو خان صوبہ دار مارے گئے اور مجبور ہو کر وہاں سے اُلٹے پھرے۔ سپاہی انگریزی توپوں کے کہ جو کشمیری دروازہ کے محاذی

---

[1] قوسین میں دیئے گئے الفاظ ''سرگذشت دہلی'' میں درج نہیں تھے، چھوٹے ہوئے الفاظ کو مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۴۳ سے نقل کر کے جملہ مکمل کیا گیا ہے۔

[2] غدر کی صبح وشام اور منکاف میں ۱۱ ر ستمبر کی روداد درج نہیں۔

میں تھیں خاموش کرنے میں کامیاب ہوئے۔فقط۔

۱۱/ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دہلی دیوان عام میں رونق بخش ہوئے اور ناظر حسین مرزا کو معرفت دربان حکم دیا کہ لکھنؤ کے وکیل کو بحضور شاہ حاضر کرے۔ بعد ایک گھنٹہ کے ناظر مذکور معہ اپنے بھائی کے دربار میں حاضر ہوا اور گزارش کی کہ وکیل مذکور بہ باعث کسل مندی طبیعت عارضہ تپ کے آج حاضر نہیں ہوسکتا۔ یہ سن کر بادشاہ بہت خفا ہوکر محل میں داخل ہوئے۔ ۷۰ سپاہی (مفید ہتھیاروں کے انبالہ سے آئے اور بادشاہ نے ان کو ہتھیار عطا کیے[۱]) مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے اور کچھ باتیں خلوت میں کرتے رہے۔ نواب زینت محل بیگم اپنے دولت سرا واقع لال کوٹیں تشریف لے گئیں اور حکیم احسن اللہ خان کو طلب فرما کر بابت نذرانہ لکھنؤ کے مشورہ کرتی رہیں۔ افسران کورٹ کی کچہری سے واسطے پکڑنے قلیوں کے جہت تیاری مورچوں کے حکم جاری ہوا۔ برقنداز ہر ایک تھانہ کا یہ قابو پاکر مالا مال ہوگئے (انھوں نے پہلے پانسوں (بم) کو پکڑنا شروع کیا اور کہا کہ یا تو اُن کو کچھ دلواؤ ورنہ مورچوں پر کام کرنے جاؤ، نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ سب بازار بند ہوگیا[۲]) اور تمام رئیس اور شرفاء بخوف برقند

---

[۱] قوسین میں دیے گئے الفاظ "سرگذشت دہلی" میں درج نہیں تھے جس کی وجہ سے جملہ نامکمل تھا۔ ان الفاظ کو مخطوطہ روزنامچہ ۱۳۴ کے صفحہ ۱۴۳ سے نقل کیا گیا ہے تاکہ جملہ مکمل ہوجائے۔

[۲] قوسین میں دیے گئے الفاظ مخطوطہ روزنامچے ۱۳۴ میں درج نہیں۔

ازان اپنے اپنے گھروں سے نہ نکلے۔تمام قسم کی رسد آنے سے بند ہوگئی اور سپاہیوں کو ہر طریق سے تکلیف ہوئی۔ تمام مسلمان سکنائے دہلی نے ہندوؤں پر غصہ کرنا شروع کیا۔ ہر ایک بازار اور گلی میں مغلظات گالیاں دینی شروع کیں۔ایک عرضی لکھنؤ کی فوج سے آئی۔اس میں مندرج تھا کہ ہم انگریزوں سے بیلی گارد میں لڑائی لڑ رہے ہیں اور کابل فتح کی خبر زود تر بحضور شاہ دہلی روانہ کرتے ہیں۔نواب احمد قلی خان کی دو عرضیاں آئیں ایک میں درخواست عطائے خطاب نسبت اپنے سائل نے لکھا تھا۔دوسری عرضی میں درخواست واسطے عطائے فرمان متضمن اس کے ملک کی تھی۔شاہ دہلی نے بعد ملاحظہ کے حکم دیا کہ ایک شقہ اس کے نام لکھا جائے اور اس میں یہ مضمون ہو کہ جس وقت انگریزوں پر فتح ہوگی درخواست منظور کی جائے گی۔ انگریزوں کے مورچہ سے برابر گولہ اور گولیاں اس قدر برستی رہیں کہ شہر پناہ کی دیوار میں رخنہ ہوگیا۔مگر زجمنٹ دو اور مکڈون نے شباشب کمال سرعت اور صنعت سے مورچے تیار کئے اور انگریزوں کے مقابلہ میں ایسی تہوری اور شجاعت دکھلائی گئی کہ بادشاہ نے ایک ہزار روپیہ ان دونوں پلٹنوں کو دیا۔اسی تاریخ دریافت ہوا کہ مسمیٰ برک چند جوہری معرفت ایک سکھ سپاہی کے انگریزوں سے خط و کتابت رکھتا ہے لہٰذا ایک گارد اس کے گھر پر بیٹھا اور پانچ

سو بابت معافی قصورات طلب کیئے۔ اس تاریخ کو روز جمعہت ھا۔ تمام
مسلمانان واسطے ادائے نماز کے جامع مسجد میں گئے۔ مولوی فریدالدین اور
مولوی نوازش علی نے باہم مشورہ کر کے جماعت سے کہا کہ انگریزوں نے
تمام مسلمانوں کو علی گڑھ میں قتل کیا ہے اور اگر دہلی میں بھی فتح یاب ہوئے تو
ایسا ہی کریں گے۔ لہٰذا لازم ہے کہ سب مسلمان ایک من اور ایک تن ہو کر
انگریزوں پر حملہ کرو۔ چنانچہ کئی ہزار مسلمانوں نے اپنے تئیں تلوار اور کٹار اور
نوزہ دار بندوق سے مسلح کیا اور واسطے حملہ آوری انگریزوں کے کشن گنج کی
جانب روانہ ہوئے لیکن کوئی دو چار ہی گر اب انگریزوں کے مورچوں سے
سر ہوئے تھے کہ سب لوگ منتشر اور متفرق ہو کر شہر کو لوٹ آئے اور منجملہ ان
کے ۸ آدمی مارے گئے اور ۱۷ مجروح ہوئے۔ نواب بریلی کے وکیل کو آخر
کار اجازت کلکتہ دروازہ کے گارد نے واسطے جانے کی دی اور وہ بہمراہی
اپنے ہمراہیان اور چند سپاہیان بریلی تو کے روانہ ہوا۔ شاہ درہ تھانہ دار کی
عرضی آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ انگریزی فوج شاہ درہ میں جلد تر آنے والی
ہے۔ چند آدمیوں نے دربار میں حاضر ہو کر درخواست دی کہ وہ لشکر جو شاہ
درہ سے قلعے میں آئی ہے وہ ہماری ہے لہٰذا اُمیدوار ہیں کہ ہم کو ملے۔ اس
تاریخ کو برابر توپیں دونوں جانب سے تمام دن سر ہوتی رہیں۔ فقط باقی

آئندہ۔

مطبوعہ ۱۱؍ماہ مئی ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۲؍ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی عبادت خانہ میں رونق بخش تھے۔ اس وقت حسن علی خان حاضر ہوئے اور مجرا بجالائے۔ ناظر حسین مرزا حاضر ہوکر قدم بوس ہوا اور عرض کی کہ لکھنؤ کا وکیل کل صبح کو حاضر ہوگا مگر اس کی التماس ہے کہ خلوت میں ملازمت حصول ہو۔ اس بات کو بادشاہ نے منظور کیا۔ (پانچ ہزار روپیہ واسطے بارود کے کارخانہ میں بھیجا گیا[1]) سمند خان رسالدار جھجر سے حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ میں نے دوسو آدمی ملازم رکھے ہیں اور میرا تہیہ ہے کہ بھمراہی ان ملازمین کے واسطے وصول زر مال گذاری لوہارو کو جاؤں لہٰذا اُمیدوار ہوں کہ شہر پناہ کے دروازہ کی گارد کو حکم ہو کہ مجھ کو شہر سے جانے دیں۔ بادشاہ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں حکم نہیں دوں گا کیونکہ حکم کو سپاہی نہیں مانتے۔ مرزا مغل کشمیری دروازہ پر گئے اور بندوبست مورچوں کا جو میر حامد علی خان[3] کے مکان پر تیار ہوا تھا کیا۔ ایک عرضی بدستخط چند دوکانداران بدیں مضمون، گذری کہ ہم کو خوف ہے کہ برقنداز ہم سب کو

---

[1] قوسین میں دی گئی سطر مخطوطہ روزنامچے ۱۳۴ میں درج نہیں۔
[2] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں "مرزا ضیاءالدین خاں" کا نام درج نہیں۔
[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۱ صفحہ ۲۵۲ مشکاف صفحہ ۲۲۸ کے مطابق "میر سعید علی خاں" صحیح "میر حامد علی خاں"

واسطے کام کے مورچوں کے گرفتار کرتے ہیں۔ اسی سبب سے ہم دوکانیں نہیں کھولتے۔ برطبق اس کے افسران کورٹ نے ایک سخت حکم جاری کیا کہ کسی دوکاندار یا رئیس اور شرفاء کو واسطے بنانے مورچوں کے کوئی پکڑنے نہ پائے۔ فقط چمار اور قلی روانہ ہوں۔ ایک سپاہی متعلق کورٹ نے اپنی تلوار میر حامد علی خان[1] پر کھینچی اور کہا کہ تو فوج کی تنخواہ کیوں نہیں تقسیم کرتا۔ گولہ اور گولیاں شبانہ روز شہر پر سر ہوتی رہیں۔ ایک عورت متصل کوتوالی اور ایک آدمی مسمی جواہر لال گولہ کے صدمہ سے ہلاک ہوئے اور دو سپاہیوں کے زخم آئے اور شہر میں مشہور ہوا کہ جو کوئی شخص تین مہینے کا کرایہ دینے میں انکار کرے گا وہ سخت سزا پائے گا۔ ساری رات بادشاہ کو بہت خوف رہا اور اپنے پرانی ملازموں کو تمام رات اپنی حفاظت کے واسطے متعین کیا۔ موافق درخواست چند مسلمانوں کے افسران کورٹ نے بآواز بلند ذیل شہر میں مشہور کیا کہ آج آدھی رات کو شاہ دہلی خود انگریزوں پر حملہ آور ہو کر انگریزوں کو قتل کرے گا۔ اس واسطے تمام ہندو اور مسلمان کو گائے اور سور کی قسم دلوائی جاتی ہے کہ سب اس کے شامل ہوں۔ چنانچہ دس ہزار مسلمان کشمیری دروازہ کے قریب آدھی رات کو مجتمع اور فراہم ہوئے۔ مگر بادشاہ کا جمال مبارک اس

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۱ صفحہ ۲۵۲ منکاف صفحہ ۲۲۸ کے مطابق "میر سعید علی خاں" صحیح "میر حامد علی خاں"

وقت تک نظر نہیں آیا۔ مجبور ہو کر اپنے اپنے گھر لوٹے۔

۱۳ ر ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی عبادت خانہ میں رونق افروز تھے جب ناظر حسین مرزا معہ عباس بیگ وکیل نواب لکھنؤ واسطے ادائے مجرا کے حاضر ہوئے اور دو اشرفی نذر گزرانی اس کو خطاب صغیر الدولہ کا بادشاہ سے حصول ہوا۔ بعدہٗ اس نے بارہ اشرفیاں اور دو گھوڑے معہ ساز اور دو ہاتھی معہ جھول کار چوبی اور ہودون کے اور ایک جوڑہ بالائے مروارید اور کلاہ کا مدار جواہر اور ایک تاج اور ایک عرضی کہ جس میں استدعائے واسطے مرحمت ہونے خطاب اور فرمان بابت جائداد مقبوضہ کے تھی پیش کش کی۔ سپاہیوں نے اس تاریخ مورچہ صاحب مجسٹریٹ کی کچہری اور میر حامد علی[۱] خان کے مکان میں تیار کئے۔ ایک گولہ انگریزی توپ خانہ سے جنرل محمد بخت خان کے کمپو میں گرا۔ کئی سپاہی مجروح ہوئے۔ منجملہ ان کے دو تین ہلاک ہوئے اور کارتوسوں کا ایک پیپہ اُڑ گیا۔ اس دن اور رات کو دونوں طرف سے برابر توپیں چلتی رہیں۔ تمام باشندہ کاغذی[۲] محلہ اور نہر سعادت خان کے اپنا اپنا گھر چھوڑ کر شہر سے چلے گئے اور صدہا مسلمان اور ہندو اور مرد اور عورتیں اور لڑکے بالے تھے، نکلے۔ کوتوال نے کمال کوشش کر کے پھر بازار کھلوایا۔

---

۱ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۳ مشکاف صفحہ ۲۲۹ کے مطابق "میر سعید علی خاں" صحیح "میر حامد علی خاں"

۲ غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۳ قاضی محلہ مشکاف صفحہ ۲۲۹ کا جوزی محلہ صحیح "کاغذی محلہ"

انگریزوں نے ایک مورچہ لال دروازہ کے محاذی تیار کیا اور کشمیری دروازہ کی فصیل میں رخنہ کر دیا اور اُمید تھی کہ شام تک شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ ایک آدمی میر عاشق کے کوچہ کا رہنے والا[۱] اس شبہ پر کہ وہ انگریزوں کو خبر دیتا ہے، پکڑا گیا۔ ۷۰ آدمی[۲] کہ جو انگریزی کمپوں سے بھاگ گئے تھے وہ دہلی میں داخل ہوئے (اور وہ ۵ مغلوں کو گرفتار کر کے بحضور شاہ لائے[۳])۔ متھرا داس اور سالک رام خزانچی کو قید کیا۔ شہر میں منادی ہوئی کہ کل صبح کو تمام باشندگان انگریزی کمپ پر حملہ آور ہوں۔ اسی تاریخ یہ بھی خبر آئی کہ انگریزوں نے میرٹھ میں کئی ہزار گوجر اور جاٹ ملازم رکھے ہیں اور مالگذاری قریب سو دیہات کا وصول کیا اور امن اور انتظام بخوبی ہے۔ ایک بہت بھاری توپ تمام رات انگریزی کمپ سے چلتی رہی اور اس باعث تمام ساکنان شہر دہلی اندیشہ ناک رہے۔ فقط باقی آئندہ۔

مطبوعہ ۱۸ ماہ مئی ۱۸۵۹ء از آفتاب عالم تاب بقیہ سرگذشت دربار شاہ دہلی ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء شاہ دہلی محل میں رونق افروز تھے۔ جب خبر انگریزوں کے حملہ ہونے کی شہر میں بادشاہ کو پہنچی، مرزا مغل نے تمام فوج کو

---

[۱] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۳ مشکاف صفحہ ۲۳۰ کے مطابق "میرا ایک دوست"

[۲] غدر کی صبح و شام اور مشکاف میں آدمیوں کی تعداد درج نہیں۔

[۳] قوسین میں دی گئی عبارت غدر کی صبح و شام میں درج نہیں۔

جو قلعہ میں تھی، حکم دیا کہ لڑائی میں شامل ہو اور بہت سخت معرکہ شہر دہلی میں اس تاریخ کو واقع ہوا لیکن آخر کو سپاہی پسپا ہوئے اور انگریزوں نے کشمیری دروازہ اور آبی برج[1] پر قبضہ کر لیا۔ چند گورے معہ سکھ سپاہیان و خاکی کے (جامع مسجد میں آئے اور سپاہی وہاں سے بھگا دیے، مگر چند ہزار مسلمان[2]) جامع مسجد میں فراہم ہوئے اور انگریزوں پر حملہ کر کے بہت سے تن ہلاک کیے کہ فوج انگریزی وہاں سے پیچھے ہٹ گئی۔ بعد ازاں ایک اور سخت لڑائی بیگم کی باغ[3] میں ہوئی۔ قریب دوپہر انگریزوں کے ساتھ لڑائی مسلمانوں کی بند ہوئی اور مسلمان اور سپاہی ہندو پر گرے اور کہا تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہوئے۔ تمام دن ہندوؤں کو[4] دشنام دیتے رہے اور کہتے رہے کہ دیکھو جس وقت ہم انگریزوں پر فتحیاب ہوں گے تو تم کو سمجھ لیں گے، یعنی تم کو تیغ بے دریغ اور تمہاری بیبیوں اور بیٹیوں کو خراب کریں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل کے دن میں خود میدان جنگ میں معہ تمام فوج اور ہندو اور مسلمان ساکنان شہر جاؤں گا۔ فقط۔

---

[1] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۲ مشاف صفحہ ۲۳۰ "علی برج" صحیح "آبی برج" (آبی برج پر ۱۲ ستمبر کو ہی زبردست گولہ باری ہوئی تھی جس وجہ سے آبی مورچے سے لے کر کاشمیری دروازے تک فصیل کا سارا کنگورا گر گیا تھا۔ ملاحظہ ہو بشیر الدین حصہ اول صفحہ ۲۳۷

[2] قوسین میں دی گئی عبارت سرگذشت دہلی میں درج نہیں تھی جس وجہ سے جملہ نامکمل تھا، انہیں مخطوط روزنامچہ نمبر ۱۳۴ کے صفحہ ۱۴۸ سے نقل کیا گیا ہے تا کہ جملہ مکمل ہو جائے۔

[3] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۱ اور مشاکف ۲۳۰ پر درج ہے کہ اس دن کی لڑائی میں ۴۰۰ آدمی مارے گئے۔

[4] غدر کی صبح و شام صفحہ ۲۵۴ مشاف ۲۳۱ پر درج ہے۔ "بادشاہ نے بیچ بچاؤ کی کوشش کی اور اطمینان دلانے کی غرض سے کہا کہ کل میں شہر کے تمام ہندوؤں کو مسلمانوں کو ساتھ لے کر متحدہ طاقت سے انگریزوں پر حملہ کروں گا۔

حواشی

(اشخاص)

احمد قلی خاں، نواب:

احمد قلی خاں، نواب عباس قلی خاں کے بیٹے، زینت محل کے والد اور بہادر شاہ ظفرؔ کے خسر تھے۔ ان کا شمار عمائدین شہر میں ہوتا تھا۔ محبوب علی خاں کے انتقال کے بعد دربار میں شاہی مختار کے عہدے پر تقرر ہوا۔ بخت خاں کی کمان میں بریلی برگیڈ دہلی آیا تو بہادر شاہ کی طرف سے اس کے استقبال کے لئے انہیں ہی بھیجا گیا۔ دہلی کی شکست کے بعد فرار ہو گئے۔ لیکن انگریزوں کے شکنجے سے بچ نہیں سکے۔ جھجر سے پکڑ کر لائے گئے اور قید کر لئے گئے۔ قید و بند کی سختیوں کی تاب نہ لا سکے اور جیل خانے میں ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انگریزوں نے ان کا مکان جو ایک لاکھ روپے کی مالیت کا تھا، ضبط کر لیا۔

ملاحظہ ہو سین صفحہ ۱۰۹، سر طامس مٹکاف کی ڈائری صفحہ ۲۰، صفحہ ۹۹، فضل حق خیر آبادی صفحہ ۱۶۶، ذکاء اللہ خاں صفحہ ۶۷۴، رضوی صفحہ ۲۸۷، صفحہ ۳۴۰، ایوب قادری صفحہ ۳۴۸، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۷، عتیق صدیقی صفحہ ۴۱۳۔

احمد مرزا:

احمد مرزا محمد حاجی کے بیٹے تھے۔ ۱۵/ اکتوبر ۱۸۴۷ء کو انہیں کلید

خانے کی داروغگی کے عہدے پر مامور کیا گیا۔ ۱۸۵۷ء کے دوران مرزا مغل کے مشیر خاص اور اس کمیٹی کے ممبر بنائے گئے جو شہر کے امراء سے قرضے کی وصولیابی کے لئے بنائی گئی۔ دہلی کی شکست کے بعد الور چلے گئے۔ وہاں سے گرفتار کر کے لائے گئے۔ احمد مرزا کو گوڑ گانوہ میں پھانسی دی گئی۔ ملاحظہ ہو: فضلِ حق خیرآبادی صفحہ ۱۶۵، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۶، رضوی صفحہ ۳۴۰، نگم صفحہ ۸۲، صفحہ ۱۶۹

احمد علی خاں، نواب:

نواب احمد علی خاں والی کرنال تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انھوں نے انگریزوں کو اپنا تمام مال ومتاع پیش کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا، جس کے عوض ۵۰۰ روپے کا سالانہ لگان جو وہ سرکار کو ادا کرتے تھے نسلاً بعد نسلاً معاف کر دیا گیا۔ اور سند اور دس ہزار روپے کا خلعت پورے اعزاز واکرام کے ساتھ دے کر ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ ملاحظہ ہو: رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، تذکرہ رؤسائے پنجاب (جلد اوّل) صفحہ ۵۵

احمد علی خاں، نواب

نواب احمد علی خاں والی فرخ نگر تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بہادر شاہ کی قومی حکومت کو تسلیم کیا اور ان کی معاونت کی۔ اس جرم میں

۳۰؍اکتوبر ۱۸۵۷ء کو بروز جمعہ گرفتار کر کے دہلی لائے گئے اور قلعہ میں قید کردیے گئے۔ ۱۲؍جنوری ۱۸۵۸ء کو ان پر مقدمہ چلا اور ۲۳؍جنوری ۱۸۵۸ء کو انہیں پھانسی دے دی گئی۔ ان کی املاک اور جائداد کو انگریزوں نے ضبط کرلیا۔ ملاحظہ ہو! خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۷، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۶۹، غالب اور انقلاب سن ستاون صفحہ ۱۳۲، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۴۸، ایوب قادری صفحہ ۳۵۳، تبصر التواریخ (جلد دوم)، صفحہ ۴۵۶، صفحہ ۴۵۷ اُردو دُنیا (دہلی)، فروری ۲۰۰۲ء، صفحہ ۳۶، نگم صفحہ ۱۶۹، رضوی صفحہ ۳۰۶، ۳۴۰، ۳۶۶، امپیریل گزیٹیر جلد پنجم صفحہ ۲۱۷ .

ابوبکر مرزا:

مرزا ابوبکر مرزا فخرو کے بیٹے اور بہادر شاہ کے پوتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں کمانڈنٹ کیولری بنائے گئے۔ شکستِ دہلی کے بعد ہڈسن نیا نہیں دہلی دروازے کے باہر گولی مار کر شہید کردیا۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۵، غالب اور انقلاب سن ستاون صفحہ ۳۰۷، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۲۶، رضوی صفحہ ۲۶۲، عتیق صدیقی، صفحہ ۳۹۷، صفحہ ۳۹۸

الوپی پرساد:

الوپی پرساد نواب جھجر کے ایجنٹ تھے۔ انگریزوں سے ساز باز

رکھنے کے الزام میں انقلابیوں کے عتاب کا نشانہ بنے اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ ملاحظہ ہو: اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۸۰، عتیق صدیقی صفحہ ۴۲۳۔

اجودھیا پرساد:

اجودھیا پرساد دہلی کے مشہور سوداگر تھے۔ بہادر شاہ ظفرؔ نے ٹکسال کا کام ان کے سپرد کیا تھا۔ یہ کام ان کی نگرانی میں بہت اہتمام سے انجام دیا گیا۔ جو سکّے ان کے یہاں ڈھالے گئے اس کے چہرے پر درج تھا:

سکّہ زد در جہاں بفضل اللہ

شاہ ہندوستاں بہادر شاہ

ملاحظہ ہو بہادر شاہ ظفر صفحہ ۱۹۰، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۲۹، صفحہ ۱۷۵

اکبر علی خاں، نواب:

اکبر علی خاں نواب ریاست پاٹودی کے والی تھے حالانکہ انھوں نے بہادر شاہ کو چند خطوط لکھے تھے۔ لیکن چونکہ انگریزوں کے وفادار تھے اور بھاگتے ہوئے انگریزوں کو پناہ بھی دی تھی لہٰذا شکست کے بعد ان پر کوئی الزام عائد نہیں ہوا اور سزا سے بچ گئے۔ ملاحظہ ہو: ایوب قادری صفحہ ۳۵۴، رضوی صفحہ ۳۶۸، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۸، انگم صفحہ ۱۶۹

امانت علی:

امانت علی پہلے سرکار انگریزی میں تھانہ دار تھے۔ ۲۶/جولائی ۱۸۵۷ء کو شاہی دربار میں حاضر ہو کر تھانہ دار کے عہدے کے حصول کے لئے درخواست دی، جو منظور ہوئی اور تھانہ دار بنا دیے گئے۔ ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۵۱۔

ابراہیم علی خاں:

ابراہیم علی خاں وکیل تھے اور اکثر دربار میں حاضر رہتے تھے۔

ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۵۔

امید سنگھ و فرزندانِ اُمید سنگھ:

ان لوگوں کا شمار دہلی کے معزز افراد میں ہوتا تھا۔ شاہی دربار سے وابستہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں فرزندانِ اُمید سنگھ تباہ و برباد ہو گئے۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد یہ سرکار انگریزی کے خیر خواہوں کی صف میں شامل ہو گئے۔

ملاحظہ ہو: سر طامس مٹکاف کی ڈائری صفحہ ۲۲، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۹۔۱۸۰، رضوی صفحہ ۲۵۴۔

امین الدین خاں، نواب:

نواب امین الدین خاں، نواب احمد بخش خاں کے بیٹے تھے اور لوہارو کے جاگیردار تھے۔ یہ دہلی میں رہتے تھے اور ان کا شمار بہادر شاہ کے خاص مشیروں میں ہوتا تھا۔ ۱۸۵۷ء میں انقلابیوں نے ان سے روپیہ وصول کرنے کی کئی مرتبہ کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ ۱۸۵۷ء میں کچھ حصہ نہیں لیا۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد لوہارو گئے۔ راستے میں ان کا مال و اسباب لٹ گیا۔ ۱۷/اکتوبر ۱۸۵۷ء کو دوجانہ سے گرفتار کر کے دہلی لائے گئے اور لال قلعہ میں نظر بند کر دیے گئے۔ چونکہ انگریزوں کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا اس لئے جولائی ۱۸۵۸ء کے بعد انہیں لوہارو جانے کی اجازت مل گئی۔

ملاحظہ ہو: سر طامس مٹکاف کی ڈائری صفحہ ۸۷، ذکاءاللہ صفحہ ۶۷۳، ماہنامہ اُردو دنیا (دہلی) فروری ۲۰۰۲ء، صفحہ ۳۵، صفحہ ۳۶، غدر کی صبح و شام صفحہ ۶۰، رضوی صفحہ ۳۶۸، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۰، غالب اور انقلاب سن ستاون صفحہ ۳۰۲، عتیق صدیقی صفحہ ۴۱۰، امپیریل گزیٹیر، جلد ہشتم صفحہ ۴۸۷

اجیت سنگھ:

اجیت سنگھ مہاراجہ پٹیالہ کے بھائی تھے چونکہ مہاراجہ پٹیالہ ۱۸۵۷ء

میں دامے، درمے، قدمے، سخنے انگریزوں کے حامی و مددگار تھے اس لئے انقلابیوں نے اجیت سنگھ کو قید کر کے شاہ دہلی کے سامنے مجرم کی حیثیت سے پیش کیا لیکن بہادر شاہ نے احسن اللہ خاں کے یہ یقین دلانے پر کہ ان کا والی پٹیالہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں رہائی کا حکم دے دیا۔

ملاحظہ ہو اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۶۹، صفحہ ۷۶

احمد علی:

احمد علی راجہ ناہر سنگھ والی بلب گڑھ کے کارندے تھے۔ انھوں نے بہادر شاہ کے دربار میں حاضر ہو کر یہ یقین دلایا تھا کہ وہ ان کے وفادار ہیں۔ بہادر شاہ کے مقدمے میں جو کاغذات پیش کئے گئے اس میں مولوی احمد علی کی عرض داشتیں بھی تھیں۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۶، صفحہ ۱۷۷، رضوی صفحہ ۳۴۰، ۳۶۷

امداد علی خاں:

امداد علی خاں نے انگریزوں سے بہت بہادری اور جواں مردی سے مقابلہ کیا تھا۔ جس کی تعریف و توصیف بہادر شاہ ظفر نے کی تھی اور میدانِ جنگ میں ان کے گھوڑے کے مارے جانے کے بدلے اپنے اصطبل سے انہیں ایک خاص گھوڑا دیا تھا۔ ملاحظہ ہو: مٹکاف صفحہ ۲۲۶

اکبر علی:

اکبر علی مشہور ماہرِ جنگ تھے، یہ جھجر سے پچاس سواروں کے ساتھ دہلی آئے تھے۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۴۰

آخون جی (اخوند):

اخوند سوات کے حکمراں تھے۔ بہادر شاہ کے پاس ایک شخص نے آ کر خود کو اخوند کا خلیفہ بتا کر نذر میں ایک تلوار پیش کی اور یہ بتایا کہ جہادیوں کی ایک بڑی تعداد شہر دہلی میں داخل ہونے والی ہے اور یہ جہادی انقلابیوں کی حمایت کے لئے آئے ہیں۔ بہادر شاہ کو کسی نے یہ اطلاع دی کہ یہ شخص فرضی ہے اور جنہیں اس نے جہادی بتایا ہے وہ دراصل پٹھان ہیں جنہیں جان لارنس نے انقلابیوں کے خلاف صف آراء ہونے کی غرض سے بھیجا ہے۔ یہ پتہ چلنے پر اس کی تحقیقات کا حکم بہادر شاہ نے بخت خاں کو دیا۔ تیسرے دن یہ شخص دہلی سے فرار ہو گیا۔ انقلابیوں کو شک ہوا کہ اس سازش میں حکیم احسن اللہ خان شریک ہیں۔ چنانچہ انھوں نے ان کے گھر پر دھاوا بول دیا۔ حکیم احسن اللہ خاں اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ بعد میں بہادر شاہ نے سفارش کر کے حکیم احسن اللہ خاں کی جان بچائی۔ ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۴، صفحہ ۶۷۰، رضوی صفحہ ۸۱

آغا جان:

آغا جان کا شمار دہلی کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ وہ محکمہ ایجنٹی میں محرر تھے اور انقلابیوں کو کھانا کھلا کر ان کی مدد و معاونت کرتے تھے۔ انگریزوں کے دہلی پر قبضے کے بعد دہلی چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں جب تباہ حال ہو گئے تو حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں آکر پناہ لی۔ کسی مخبر نے ان کے وہاں ٹھہرنے کی اطلاع انگریزوں کو دے دی۔ چنانچہ انہیں گرفتار کر کے کچھ دن کوتوالی میں بند کر دیا گیا۔ رہا ہونے کے بعد انھوں نے دہلی کو چھوڑ کر غریب الوطنی کی زندگی گذاری۔

ملاحظہ ہو! فضل حق خیرآبادی صفحہ ۱۶۶، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۷۷، صفحہ ۱۷۸، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۵۸۔

امانی بیگم:

امانی بیگم بہادر شاہ اوّل کی بہو اور مرزا ابلاقی کی اہلیہ تھیں۔ ملاحظہ ہو! سین صفحہ ۸۵

اعظم خاں، محمد

محمد اعظم خاں حصار کے ناظم تھے۔ ملاحظہ ہو! غداروں کے خطوط

صفحہ ۱۵۴

احمد خاں (رسالدار)

احمد خاں برٹش فوج میں رسالدار تھا۔ برطانوی فوج کے علی پور پہنچنے سے چار دن قبل اس نے دہلی آکر بہادر شاہ سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے انقلابی فوجیوں میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ بہادر شاہ نے اس کی درخواست قبول کر کے اس کی آؤ بھگت کی لیکن احمد خاں اپنی اس پیشکش میں مخلص نہیں تھا بلکہ اس نے برٹش فوجوں کو ان کے جاسوس لطافت علی سے یہ اطلاع بھیجی کہ وہ پہلے ہندوستانی فوجوں کے ساتھ مل جائے گا لیکن موقع ملتے ہی وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر انگریزی فوجوں سے آملے گا۔ ملاحظہ ہو: نگم

صفحہ ۷۵

الٰہی بخش، مرزا:

مرزا الٰہی بخش بہادر شاہ کے سمدھی تھے۔ ان کی بیٹی حاتم زمانی بیگم کی شادی مرزا فخرو سے ہوئی تھی۔ بہادر شاہ کے قریبی عزیز ہونے کی وجہ سے شاہی محل میں بہت دخیل ہو گئے تھے اور شاہ دہلی کا اعتماد بھی انہیں حاصل تھا۔ اس اعتماد کا الٰہی بخش نے غلط فائدہ اُٹھایا اور مخبری کے مقصد سے آنے والے انگریزوں کے ایجنٹوں کو قلعہ اور انقلابیوں کی نقل و حرکت کی رتی رتی

کی خبریں دے کر ملک کے غدّاروں کی صف میں اپنا نام درج کرالیا۔ انھوں نے جمنا کی کشتیوں کا پل بھی تباہ کروادیا تاکہ انقلابیوں کو مشرق سے کمک اور امداد نہ مل سکے۔ شکست دہلی کے بعد بہادر شاہ اور شاہزادوں کا ہمدرد و غم گسار بن کر انہیں شیشے میں اتارا اور انہیں اس بات کے لئے تیار کیا کہ وہ اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر انگریزوں کے حوالے کردیں۔ اس طرح شاہ دہلی کو گرفتار کروانے میں بھی الٰہی بخش نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ جس کے صلے میں انگریزوں نے انہیں انعام واکرام سے ونوازا۔ ساتھ ہی ان کی جلا وطنی کا حکم بھی دیا۔ لیکن بعد میں یہ حکم واپس لے لیا گیا۔ انگریزوں نے الٰہی بخش کو ان کی وفاداری کے عوض املاک و جدائداد کے علاوہ ایک لاکھ روپے انعام میں دیے اور بارہ سو روپے ماہوار کی پنشن مقرر کردی۔ جو اُن کے بعد اُن کے بیٹوں مرزا اسلمان جاہ، ثریا جاہ اور اقبال شاہ کو تقسیم ہوکر ملتی رہی۔

باسورتھ اِسمتھ جنہوں نے، لارڈ لارنس کی سوانح عمری لکھی ہے۔ الٰہی بخش کو ''دہلی کے غدّار'' کا نام دیا۔ ننگ ملک اور ننگ خاندان الٰہی بخش کی وفات ۲۱/مارچ ۱۸۷۸ء کو ہوئی۔ ملاحظہ ہو: سر طاس مٹکاف کی ڈائری، صفحہ ۹۹، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۷، صفحہ ۱۷۸، صفحہ ۱۷۹، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۳۰۷، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۷۸، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۵۴،

ذکاء اللہ صفحہ ۶۴۷ تا صفحہ ۶۵۰، غداروں کے خطوط صفحہ ۸، صفحہ ۱۷، صفحہ ۱۸، صفحہ ۴۳، صفحہ ۴۴، صفحہ ۶۶، صفحہ ۱۳۹، رضوی صفحہ ۳۲۸، صفحہ ۳۲۹، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۸۳، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۴، صفحہ ۱۲۵، صفحہ ۱۲۴۰ تا صفحہ ۱۲۴۴۔ نگم صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹، صفحہ ۱۶۴

احسن اللہ خاں:

حکیم احسن اللہ خاں کا شمار دہلی کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ وہ شاہی طبیب اور بہادر شاہ ظفر کے مشیر خاص تھے۔ وہ نہ صرف اعلیٰ پائے کے طبیب بلکہ صاحب دماغ بھی تھے۔ انھوں نے ''مراۃ الشباۃ'' نام کی ایک بہترین کتاب لکھی تھی۔ جس میں فرمانروایانِ ہند کے حالات قلم بند کئے تھے۔ انھوں نے اپنی دانائی اور عقل مندی کا سکہ بہادر شاہ پر جما کر انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ جبکہ عوام کی رائے ان کے متعلق کچھ اچھی نہیں تھی۔ انقلابیوں کا میگزین چوڑی والوں کے محلے میں شمرو بیگم کی حویلی میں تھا، جہاں روزانہ سات سو من بارود تیار کیا جاتا تھا۔ ۸/اگست ۱۸۵۷ء کو یہ میگزین اُڑ گیا۔ جس میں پانچ سو بیں بارود بنانے والے ہلاک ہو گئے۔ انقلابیوں کو شبہ ہوا کہ اس حادثے میں حکیم احسن اللہ خاں کا ہاتھ ہے۔ چنانچہ انھوں نے ان کے گھر دھاوا بول کر ان کا مال واسباب لوٹ لیا۔ اسی

طرح کئی مواقع ایسے آئے جب انقلابیوں نے شک کی بناء پر انہیں اپنے عتاب کا نشانہ بنانا چاہا لیکن بہادر شاہ نے اپنے اس مقرب خاص کی غدارانہ ذہنیت کو نہ سمجھتے ہوئے ہر مرتبہ مداخلت کر کے ان کی جان بچائی۔

ملاحظہ ہو! سین صفحہ ۱۷، صفحہ ۹۴، غدر کی صبح و شام، صفحہ ۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۶۲، صفحہ ۱۷۶، ۱۷۵، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۳۲، صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷، ایوب قادری صفحہ ۳۱۵۔۳۱۴، ظہیر دہلوی صفحہ ۹۸، ۱۴۴۔۱۴۳، محاصرۂ دہلی کے خطوط صفحہ ۸۔۷، صفحہ ۲۲۔۲۱، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۶۵۔۶۴، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۶۵-۶۴، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۱۰۹ تا صفحہ ۱۱۱، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳، رضوی صفحہ ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۹، صفحہ ۳۵۴، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۷۵، ۸۲، ۸۳، رئیس احمد جعفری ۱۲۵۴ تا ۱۲۵۸

بلدیو سنگھ:

بلدیو سنگھ جمنا پل کے داروغہ تھے۔ علی پور کے تھانہ دار لچھمن سنگھ کے بھائی تھے۔ جو انگریزوں کے ساتھ تھے۔ وہ شہر میں کوڑیا پل میں رہتے تھے اور خفیہ طور پر انگریزوں سے ساز باز رکھتے تھے۔ مخبری کے شبہ میں گرفتار ہوئے۔ پہلی دفعہ چھوڑ دیے گئے لیکن دوسری مرتبہ اس جرم کی پاداش میں

انہیں گولی ماردی گئی اوران کی لاش کوکوتوالی پر لٹکا دیا گیا۔ ملاحظہ ہو: ذکاءاللہ صفحہ ۶۶۵ ،صفحہ ۶۶۴ ،خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۲ ،نگم صفحہ ۴۷

بلدیو سنگھ:

عبدالطیف نے ۲۵/اگست اور جیون لال نے ۲۷/اگست کی روداد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبد اللطیف کے مطابق انھوں نے شاہ دہلی کو درخواست بھیج کر پیش کش کی تھی کہ وہ عملہ کی تنخواہ، تمام لشکر کا رسد، تمام شاہی متعلقین کے وظیفے اپنے ذمہ کرلیں گے۔ بشرطیکہ محال دہلی کو ٹھیکے کے طور پر انہیں دے دیا جائے۔ لیکن ان کی درخوات منظور نہیں ہوئی۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۶۵۔

باقر مولوی محمد:

مولوی محمد باقر دہلی کالج کے پرنسپل مسٹر ٹیلر کے گہرے دوست تھے۔ جب مجاہدین شہر میں داخل ہوئے تو مولوی محمد باقر نے ٹیلر کو اپنے گھر میں پناہ دی۔ پانچویں روز جب مجاہدین نے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ان کی اور ان کے اہلِ خانہ کی زندگی غیر محفوظ ہوگئی تو انھوں نے ٹیلر کو ہندوستانی لباس پہنا کر مکان کے پچھلے حصے سے نکال دیا۔ کچھ دور جانے پر ٹیلر پہچان لئے گئے اور مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے۔ ٹیلر نے چلتے

وقت مولوی محمد باقر کو کاغذات کا ایک بنڈل دے کر کہا تھا کہ اگر انگریز دہلی پر قابض ہو جائیں تو جو پہلا انگریز ملے یہ بنڈل اس کے حوالے کر دینا۔ بنڈل کی پشت پر ٹیلر نے لاطینی میں یہ لکھ دیا تھا کہ آغا محمد باقر نے ان کی زندگی کی حفاظت نہیں کی۔ دہلی پر قبضے کے بعد کاغذات کے بنڈل کو مولوی محمد باقر نے ایک کرنل کے حوالے کیا تو یہی بنڈل ان کی موت کا پروانہ بن گیا۔ انگریز حاکم نے غضبناک ہو کر مولوی محمد باقر کو گرفتار کر لیا۔ ساتھ ہی ساتھ ان کی پوری املاک ضبط کر لی گئی۔ بعد میں مولوی محمد باقر کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

ملاحظہ ہو! جانباز مرزا: صفحہ ۲۸۴، ۲۸۵، عتیق صدیقی صفحہ ۱۹۔۱۸، نگم صفحہ ۵۵

بختاور شاہ:

بختاور شاہ شاہی خاندان کے فرد تھے۔ بہادر شاہ نے انہیں کمانڈر کا عہدہ دیا تھا۔ دہلی پر قبضے کے بعد انگریزوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ فوجی کمیشن کے سامنے پیش کئے گئے۔ مقدمہ چلا اور بہ جرم بغاوت گوروں نے جمنا کی ریت میں لے جا کر باڑھ مار دی۔ ملاحظہ ہو: ایوب قادری صفحہ ۳۴۸، غداروں کے خطوط صفحہ ۷۵، رضوی صفحہ ۳۴۱، بشیر الدین (حصہ اوّل)

۴۶۷، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۶، ۱۰۸۵

بڈھن صاحب:

بڈھن صاحب اس مجلس کے رکن تھے جس کا قیام شہریوں سے چندہ وصول کرنے کی غرض سے ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو: غدّاروں کے خطوط صفحہ ۱۵۴، صفحہ ۱۵۵

بسنت علی خاں:

بسنت علی خاں بہادر شاہ کے مقرب ملازم تھے۔ ان کا شمار شاہ دہلی کے خاص مصاحبوں میں ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو: بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۷، صفحہ ۴۱

بیکانیر کے راجہ:

راجہ بیکانیر انگریزوں کے وفادار تھے۔ بہادر شاہ نے شقہ بھیج کر ان سے انگریزوں کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کی اپیل کی تھی لیکن انھوں نے بہادر شاہ کی امداد و اعانت نہیں کی بلکہ تین ہزار راجپوت انگریزی کیمپ میں بھیج کر انگریزوں کی امداد کی۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۱۵، صفحہ ۳۱۶، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵۳

بنی سنگھ، (راجہ الور)

الور کے راجہ بنی سنگھ تھے۔ یہ انگریزوں کے وفادار تھے جبکہ ان کی عوام بغاوت پر آمادہ تھی خصوصاً وہاں میو قبیلے کے لوگ کھل کر انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک تھے۔ راجہ الور نے انگریزوں کی اپیل پر بغاوت دبانے کے لئے اپنی فوج منظم کر کے ٹھاکر چیما جی اور خواص مید جی کی رہنمائی میں آگرے کی طرف روانہ کی تھی۔ جنہیں راستے میں ہی نیچ اور نصیر آباد سے آتی ہوئی انقلابی فوجوں نے اچنیرا کے مقام پر شکست دی تھی اور ان کے تمام ساز و سامان کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ الور کی فوج کا سالار ٹھاکر چیما جی انقلابیوں کے ساتھ شریک ہو کر دہلی چلا گیا اور خواص مید جی کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۴۱۵، ۴۱۶

بھرپور سنگھ (راجہ نابھ):

راجہ نابھ (بھرپور سنگھ) نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی مدد ہر ممکن طریقے سے کی۔ ان کو فوجی امداد بہم پہنچائی، ان کی مالی معاونت کی، اور یہ کوشش کی کہ انقلابیوں کے پیغامبر ان تک نہ پہنچ سکیں۔ بلکہ ان کی فوجوں نے انقلابیوں کا قتل عام بھی کیا۔ ان کی خدمات اور وفاداریوں کو سراہتے ہوئے سر جان لارنس (چیف کمشنر پنجاب) نے کہا تھا کہ انہیں انعام و اکرام

سے نوازا جانا چاہئے کیونکہ اگر یہ وفاداری نہ کرتے تو ہم کہاں کے رہتے اور راجا نابھا انعام واکرام سے نوازے بھی گئے۔ انہیں ریاست جھجر کے ضبط شدہ علاقے بادل اور کامٹی عطا کئے گئے جن کا مالیہ ایک لاکھ روپئے سے زیادہ تھا۔

ملاحظہ ہو: محاصرہ دہلی کے خطوط صفحہ ۳۲۳، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۳۰۰ رضوی صفحہ ۲۷۱

بدرالدین خاں:

بدرالدین خاں شہر دہلی کے مشہور مہرکن تھے۔ سرکاری مہریں تیار کرنے کا کام ان کے سپرد تھا۔ وہ اپنے فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ جس وجہ سے سرسید نے ان کا ذکر مشاہیر عہد میں کیا۔ بہادر شاہ نے ایک حکم نامے کے ذریعہ بخت خاں کے لئے انہیں ایک ایسی مہر تیار کرنے کی ہدایت کی تھی جس کی ''تیاری میں حسن وخوبی کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا جائے''۔ یہ حکم نامہ بہادر شاہ کے مقدمے میں پیش کیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۲

بھولا ناتھ:

راجہ بھولا ناتھ کا شمار کاشی کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ راجہ دیا ناتھ کے بیٹے تھے۔ اکثر دربار میں حاضر رہتے تھے۔ عبداللطیف نے ۲۴ر جولائی اور

۸؍جون ۱۸۵۷ء کو دربار میں ان کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ کئی موقعوں پر انہیں بہادر شاہ نے خلعت عطا کیا تھا۔ شہر کے دیگر رؤسا کی طرح انھوں نے بھی شاہی وظیفہ خواروں کی تنخواہیں تقسیم کرنے کا وعدہ کیا۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۴، صفحہ ۱۵۱، صفحہ ۱۸۴، رضوی صفحہ ۳۴۰۔

بہادر جنگ خاں:

بہادر جنگ خاں بہادر گڑھ میں دادری کے حاکم تھے۔ جنگ آزادی میں حصہ لیا اور یہ اعلان کیا کہ ان کا تمام علاقہ بخت خاں کے ساتھ ہے۔ ہنگامہ ختم ہونے کے بعد ۲؍نومبر ۱۸۵۷ء کو انہیں دہلی لایا گیا اور دیگر قائدین کی طرح قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ ۱۳؍جون کو حاکم شہر نے ایک ہزار کی پنشن مقرر کر کے لاہور میں سکونت پذیر ہونے کا حکم دیا۔ ان کی املاک اور ریاست ضبط کر لی گئی۔ بعد میں بہادر گڑھ ضلع رہتک میں شامل کر دیا گیا اور دادری کو انگریزوں نے وفاداری کے انعام کے طور پر راجہ جیند کو تحفے میں دے دیا۔

ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۳، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۳۶، ۶۹، ۷۱، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۱۳۲، صفحہ ۱۴۰، ایوب قادری صفحہ ۳۵۳، رضوی صفحہ ۲۹۷، ۳۴۰، ۳۶۸، ماہنامہ ''اُردو دُنیا'' (نئی دہلی)، فروری

۲۰۰۲ء، صفحہ ۳۶، ماہنامہ ''اُردو دنیا'' (نئی دہلی) مارچ ۲۰۰۲ء صفحہ ۴۰، نگم صفحہ ۱۶۹۔

بیجا بائی:

بیجا بائی دولت راؤ سندھیا (راجہ گوالیار) کی بیوہ تھیں۔ ۱۹ مئی ۵۷ء کو انھوں نے دہلی ایک سوار بھیج کر وہاں کی صورتحال کے متعلق دریافت کیا۔ شاہ دہلی نے مراسلہ شاہی گوالیار بھیج کر دہلی کے حالات سے آگاہ کر کے انہیں اپنی فوج کے ساتھ دہلی آ کر وفاداری دکھانے کی دعوت دی۔ ۱۳ جولائی ۵۷ء کو کلّو نامی مخبر کے بیان کے مطابق ''بیجا بائی نے دوسرے باغیوں کے ساتھ مل کر آگرہ جیل پر حملہ کر کے قیدیوں کو رہا کرالیا ہے اور انگریزی فوج کو اپنے محاصرے میں لے لیا ہے اور باغی دہلی کی طرف روانہ ہونے والے ہیں''۔ بیجا بائی ۱۸۳۸ء سے ہی انگریزوں کے خلاف ماحول بنا رہی تھیں۔ ان کے متعلق کرنیل ڈورینڈ نے اپنی رپورٹ میں لکھ کر تصدیق کی تھی کہ وہ عملی طور پر انگریزی حکومت کے خلاف سرگرم تھیں۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۴، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۳۷، غداروں کے خطوط صفحہ ۹۸، بشیر الدین (حصہ دوم) صفحہ ۴۹۲، رضوی ۱۹۴

بخت خاں:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی جری اور جانباز شخصیتوں میں بخت خاں کا نام منارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ پہلے برٹش فوج میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی نوکری کو خیر باد کہہ کر بریلی آئے اور خان بہادر کے مشورے سے جنگ آزادی میں شریک ہوگئے۔ بخت خاں کے بریلی سے دہلی آنے کے متعلق مختلف بیان ملتے ہیں۔ میلیسن کے بیان کے مطابق وہ یکم جولائی کو دہلی آئے۔ ظہیر دہلوی نے ان کی آمد ۲ر جولائی کو بتائی جبکہ عبداللطیف نے ۲۶ر مئی کو ہی دربار میں ان کی موجودگی کا ذکر کیا۔ بخت خاں اپنے ہمراہ چودہ ہزار کا لشکر، چند توپیں، سواروں کی دو تین رجمنٹیں اور چار لاکھ روپے لائے تھے۔ بہادر شاہ نے بخت خاں اور ان کے ساتھ آئی فوج کا خیر مقدم کیا اور انہیں اپنی سپاہ کا کمانڈر انچیف مقرر کیا اور انہیں ''بخت بلند خاں'' کے خطاب سے نواز کر ان کی قدرشناسی کی اور ان کی صلاحیتوں کو پہچان کر دہلی کے محاذ کو سنبھالنے کے لئے کل اختیارات انہیں دے دیے۔ انھوں نے انگریزوں سے ملی ہوئی فوجی تربیت کا بھرپور فائدہ اُٹھایا اور انہیں شکست دینے کے لئے ان کے مواصلات اور رسد رسانی کے سلسلے کو منقطع کر دیا۔ برطانوی اقتدار اور استبداد کا مقابلہ انھوں نے بڑی جوانمردی سے

کیا۔ علماء سے جہاد کا فتویٰ مرتب کرایا جو "اخبار الظفر" اور صادق الاخبار" میں شائع ہوا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں میں انگریزوں کے خلاف زبردست جوش پیدا ہو گیا اور بقول چارلس بال "ان کی سرکردگی میں ہندوستانیوں نے بڑے استقلال کے ساتھ ایک ایک انچ کے لئے جنگ کر کے ہر ہر مقام پر قبضہ کیا"۔ دہلی پر انگریزوں کے قبضے کے بعد بخت خاں نے اپنے ۵۰۰۰ ساتھیوں کے ساتھ بہادر شاہ کو اپنی خدمات پیش کیں اور ان سے اودھ چلنے کی درخواست کی تاکہ اپنی قوت کو مجتمع کر کے دہلی پر پھر سے قبضہ کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن ہڈسن نے الٰہی بخش کو شاہ دہلی کو بخت خاں کے ساتھ نہ جانے کے لئے تیار کرنے کی خدمت پر مامور کیا تھا اور اس نے بہادر شاہ کو شیشے میں اتار لیا۔ بہادر شاہ کے ساتھ جانے سے منع کرنے پر بخت خاں مایوس ہو کر اپنے قابلِ اعتماد ساتھیوں کے ساتھ دہلی سے نکل گئے اور آگرہ ہوتے ہوئے اودھ گئے اس کے بعد ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ ایک اطلاع کے مطابق ۱۳ رمئی ۱۸۵۹ء کو میدان جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

جواہر لال نہرو نے اس قدآور شخصیت کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں کی:

"اگر دہلی کی ساری جنگ کا "تاج" بہادر شاہ ظفر تھا اور ہاتھ

پاؤں ہندو، مسلمان تھے تو اس جنگ کا دماغ بخت خاں تھا''۔

ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۸، ۱۰۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، سین صفحہ ۸۴۔۸۳، غدر کی صبح و شام صفحہ ۶، ظہیر دہلوی صفحہ ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۱، سن ستاون صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ذکاء اللہ صفحہ ۵۹۴، صفحہ ۶۴۷ تا صفحہ ۶۵۰، ۶۸۶، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۴۷، ۱۲۹، ۱۸۱، ۱۸۲، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۹۱، ۲۷۰، ۲۷۱، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۷۳، ۷۴، ۳۱۴، پی سی جوشی صفحہ ۱۰۰۔۹۹، عتیق صدیقی صفحہ ۴۱۴، رضوی صفحہ ۱۸، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۳۲۶ تا ۳۲۹، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۸۷، ۸۳۵ تا ۸۵۳، جانباز مرزا صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۹، ایوب قادری صفحہ ۴۰۲، اسباب بغاوت ہند صفحہ ۱۰۷، نگم صفحہ ۹۱، ۹۲، ۱۳۰، ۱۳۱، فکر و نظر ''تحریک آزادی نمبر'' (علی گڑھ) اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء، ۳۹، ۴۰، ۱۴۱۔ سن ستاون صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵۔ ذکاء اللہ صفحہ ۵۹۴، ۶۴۷ تا ۶۵۰، ۶۸۶، خلیق احمد نظامی ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۴۷، ۱۲۹، ۱۸۱، ۱۸۲، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۹۱، ۲۷۰، ۲۷۱، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۷۳، ۷۴، ۳۴۱، پی۔سی جوشی صفحہ ۱۰۰۔۹۹، عتیق صدیقی صفحہ ۴۱۴، رضوی، صفحہ ۱۸، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۳۲۶ تا ۳۲۹، رئیس احمد جعفری ۱۸۷، ۸۳۵ تا ۸۵۳، جانباز مرزا صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۹۔ ایوب قادری صفحہ ۴۰۲، اسباب

بغاوت ہند صفحہ ۱۰۷، نظم صفحہ ۹۱، ۹۲، ۱۳۰، ۱۳۱، فکر و نظر "تحریک آزادی نمبر" (علی گڑھ) اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۴۔

بہادر شاہ ظفر:

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بہادر شاہ کی شخصیت ایک مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میرٹھ اور دیگر جس جگہ پر بھی انقلابیوں نے علَمِ بغاوت بلند کیا۔ انھوں نے بہادر شاہ کو اپنا رہنما مان کر دہلی کا رُخ کیا اور دہلی انقلابی قوتوں کا مرکز بن گئی۔ یہ صحیح ہے کہ بہادر شاہ نے جنگِ آزادی میں شرکت کچھ پس و پیش کے بعد کی بلکہ اپنے فرائض کو سمجھ کر اسے نبھانے کی کوشش کی۔ بہادر شاہ کو وراثت میں جو بادشاہت ملی تھی وہ برائے نام تھی۔ شاہی خزانہ خالی تھا، فوج کے اخراجات کے لئے روپے پیسے کی قلت تھی۔ چنانچہ انھوں نے انقلابیوں پر یہ واضح کر دیا کہ ان کے پاس مال و اسباب نہیں ہے کہ وہ ان کی مدد کر سکیں۔ لیکن اس مقصد کے لئے اگر ان کی جان کام آئے تو دریغ نہیں کریں گے۔ انقلابیوں نے انہیں اپنا رہنما بنانے کی گذارش کی جسے انھوں نے قبول کیا۔ بہادر شاہ جانتے تھے کہ کوئی بھی جنگ روپے پیسے کے بغیر نہیں لڑی جا سکتی۔ اس لئے انھوں نے دولت مند امراء سے قرضے لئے اور اس کے لئے تاکید کی گئی کہ قرضے کی وصولیابی کے لئے

ان سے سختی نہ کی جائے اور انہیں یقین دلایا جائے کہ یہ رقم انگریزوں سے جنگ کے اخراجات پر صرف ہوگی اور جیسے ہی مالگذاری وصول ہو جائے گی۔ان کے قرضے کی رقم کی ادائیگی کردی جائے گی۔ بہادر شاہ کی شخصیت کا تابناک پہلو یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ضعیفی اور بیماری کے باوجود رعایا کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر انہیں پورا کرنے کی سعی کی۔ انھوں نے والیانِ ریاست کو شقے بھیج کر انگریزوں کے خلاف جنگ میں شرکت کرنے کی دعوت دی اور یہ وضاحت بھی کی کہ اگر تمام راجے دشمن کو ملک سے باہر کرنے کے لئے اپنی تلوار نیام سے نکال لیں تو وہ شاہی اختیارات اور طاقت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار ہیں۔

بہادر شاہ نے انگریزوں کے خلاف متحدہ محاذ بنانے کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کو عوامی سطح پر یکجا کرنے کی سعی پیہم بھی کی۔انھوں نے ہندوؤں کے جذبات کا برابر خیال رکھا۔ بہادر شاہ نے گائے کے ذبیحہ پر پابندی عائد کردی اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سزائے موت کا اعلان کر کے اپنی وسیع المشربی کا ثبوت دیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر شاہ کا نام ایک قومی نشان کی علامت بن گیا اور تمام انگریز دشمن قوتیں بلا تفریق مذہب وملت بہادر شاہ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئیں اور انھوں نے

مغل تاج کے تئیں اپنی گہری وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے کندھے سے کندھا ملا کر ہر ہر محاذ پر انگریزوں سے جنگ کی۔ ان کو ناکوں چنے چبوا دیے لیکن افسوس کہ بہادر شاہ کے اِرد گرد کچھ ایسی شخصیتیں بھی موجود تھیں جو ان کے ارادوں کو متزلزل کرنے کے لئے برابر کوشاں تھیں اور جو آخر وقت اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئیں۔ ۱۴ر ستمبر کو دہلی کے ایک بڑے حصّے پر انگریز قابض ہو گئے اور ۲۰ر ستمبر کو دہلی پر انگریزوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ ۱۹ر ستمبر کو بخت خان نے بہادر شاہ سے کہا کہ ابھی بھی ان کے ساتھ وفادار فوج کی ایک بڑی تعداد ہے۔ وہ ان کے ساتھ اودھ چلیں اور اپنی قوت کو مجتمع کر کے انگریزوں کو شکست دیں لیکن رجب علی، مرزا الٰہی بخش اور زینت محل کی کوششیں رنگ لائیں۔ بہادر شاہ کے قدم متزلزل ہو گئے اور انھوں نے بخت خاں کے ساتھ جانے سے انکار کر کے ۲۱ر ستمبر کو ہڈسن کے سامنے خود سپردگی کر دی۔ انگریزوں نے انہیں مجرم قرار دے کر ان کے جرائم کی تحقیقات کے لئے سر جان لارنس کے حکم سے ۲۵ر جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک کمیشن مقرر کر دیا جس کا اجلاس ۹ر مارچ ۱۸۵۸ء تک چلا۔ ۲ر اپریل ۱۸۵۸ء کو فیصلہ ہوا اور تاریخ کی اس عظیم المرتبت شخصیت کو ۹ر نومبر ۱۸۵۸ء کو جلا وطن کر کے رنگون بھیج دیا گیا، جہاں نہایت کسمپرسی کے عالم میں ۱۸۶۲ء میں ان کی وفات

ہوگئی۔

ملاحظہ: غدر کی صبح وشام صفحہ ۶، ظہیر دہلوی صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲، ۳، ۱۷، ۷۶، ۷۹، ۸۲، ۲۶۹، ۲۷۰، ایوب قادری صفحہ ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، بہادر شاہ ظفر صفحہ ۶۰، ۱۸۴، رضو صفحہ ۳۲۶ تا ۳۳۸، صفحہ ۲۴۷، ۲۴۸، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۷۴، ۹۵، ۹۶، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۲۹، جانباز مرزا صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲، عتیق صدیقی صفحہ ۱۹، نگم صفحہ ۸۲، تاراچند (جلد دوم) صفحہ ۹۸

پیارے لال:

پیارے لال مظفر نگر تحصیل میں مدرس تھے۔ انگریزوں کے لئے مخبری کا کام انجام دیتے تھے۔ اسی جرم کی پاداش میں توپ سے اُڑا دیے گئے۔ ملاحظہ ہو: ذکاءاللہ صفحہ ۶۶۵۔

تاج محل:

تاج محل بیگم بہادر شاہ کی اہلیہ تھیں۔ بہادر شاہ کے ساتھ برما کے لئے روانہ ہوئیں، لیکن کلکتے سے واپس چلی آئیں ان کا عالی شان محل دہلی کے مشہور ساہوکار لالہ کرشن لال نے خرید لیا تھا۔

ملاحظہ ہو: رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۹، خلیق احمد نظامی ۱۸۴

تفضّل حسین خاں (نواب فرخ آباد):

نواب تفضّل حسین خاں رئیس فرخ آباد تھے۔ ۴؍جون ۱۸۵۷ء فرخ آباد میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی۔ ۱۸؍جون ۱۸۵۷ء کو تفضّل حسین خان خاں فرخ آباد کے حکمراں بنائے گئے۔ انھوں نے فرخ آباد میں انگریزوں سے مورچہ لیا اس کے بعد اودھ اور روہیل کھنڈ کی جنگوں میں انقلابیوں کی طرف سے شرکت کی، پھر نیپال چلے گئے۔ آخر ۷؍جنوری ۱۸۵۹ء کو انھوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ فروری میں فتح گڑھ لائے گئے۔ ان پر مقدمہ چلایا گیا اور ان کے لئے موت کی سزا تجویز ہوئی لیکن بعد میں عرب بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ اگست ۱۸۵۹ء میں انہیں عدن بھیج دیا گیا۔ ان کی ریاست انگریزوں نے ضبط کرلی۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۸۴، ۶۶۵، ۶۶۶، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۶۵، اٹھارہ سوستاون صفحہ ۳۰۷، غالب اور انقلاب سن ستاون صفحہ ۳۰۴۔

تلارام:

تلارام ریواڑی کے رئیس تھے۔ انھوں نے بہادر شاہ سے سپاہ کی طلب کے لئے درخواست بھیجی تھی اور خزانہ شاہی میں پینتالیس ہزار روپے بخت خاں کی معرفت داخل کروائے تھے۔ کچھ عرصہ ریواڑی میں انگریزوں

سے برسرِ جنگ رہے۔ بعدازاں دیو پا میو کے ساتھ مل کر میوات کے پہاڑ اور جنگلوں میں انگریزوں سے مقابلہ کر کے انہیں ہراساں کرتے رہے۔ کیتھ ینگ نے اپنے خطوط کے مجموعے میں تلارام کے خط کا بھی ذکر کیا ہے جو انھوں نے پیش بندی کے طور پر لکھا۔ لیکن انگریز اور ان کے حواری اتنے بیوقوف نہیں تھے جو یہ بات نہیں سمجھ سکتے کہ یہ لوگ انگریزوں کے زبردست مخالف ہیں۔ راؤ تلا رام آخر تک انگریزوں سے نبرد آزما رہے بعد میں افغانستان چلے گئے۔ ۶/ اکتوبر ۵۷ء کو ان کے قلعہ کو انگریزوں نے تباہ و برباد کر دیا۔

ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۷۰، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۶۸، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۱۲۸، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵۷، سین صفحہ ۹۱، رضوی صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۷۰، ماہنامہ ''اُردو دنیا'' (دہلی) فروری۔ صفحہ ۲۰۰۲، ۳۴۔

جیا جی راؤ سندھیا:

جیا جی راؤ سندھیا گوالیار کے راجہ تھے۔ حالانکہ ان کی فوج بغاوت پر آمادہ ہوگئی تھی لیکن وہ خود انگریزوں کے پکّے خیر خواہ اور وفادار تھے۔ ۱۸۵۷ء میں دیگر مقامات کی طرح باغیوں نے گوالیار پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ جیا جی راؤ گوالیار چھوڑ کر آگرہ بھاگ گئے اور انگریزوں کی ایک بڑی فوج

کی مدد سے گوالیار پر دوبارہ قابض ہوئے۔ ۲۲؍جون کو ۲۱ توپوں کی سلامی سے گوالیار اور قلعہ گوالیار کی فتح کا جشن منایا گیا۔

ملاحظہ ہو: غالب کا روزنامچہ صفحہ ۱۷، ماہنامہ اُردو دنیا (نئی دہلی) مارچ ۲۰۰۲، صفحہ ۴۰، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵۳۔

جواں بخت:

جواں بخت بہادر شاہ اور زینت محل کے لاڈلے بیٹے تھے۔ ۲۶؍مئی ۱۸۵۷ء کو بہادر شاہ ظفر نے انہیں وزیر اعظم مقرر کیا۔ زینت محل انہیں ولی عہد بنانے کی خواہش مند تھیں اور انھوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار اس وقت بھی کیا جب ہڈسن بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کرنے کے لئے ہمایوں کے مقبرے میں پہنچا۔ جواں بخت نے تحریک میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا۔ انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر اور زینت محل کے ساتھ انہیں بھی رنگون بھیج دیا۔ غربت و بے بسی کے عالم میں ۱۸۸۴ء میں مولین (برما) میں ان کی وفات ہوگئی۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۵، غداروں کے خطوط صفحہ ۷۵، بہادر شاہ ظفر صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۳۴، عتیق صدیقی صفحہ ۳۹۷

جیوتی پرشاد:

لالہ جیوتی پرشاد شہر کے سب سے بڑے تاجر اور انگریزوں کے حامی و مددگار تھے۔ انھوں نے انگریزوں کے لئے ضروری وسائل جٹا کر ان کی ہر ممکن مدد و معاونت کی۔

ملاحظہ ہو: اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۳۵۱۔

جودھپور کے راجہ:

بہادر شاہ ظفر نے شقہ لکھ کر راجہ جودھپور سے انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی تھی۔ گو کہ راجہ کی فوج خود باغی ہوگئی تھی لیکن راجہ جودھپور نے بہادر شاہ کے شقے کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ وہ انگریزوں کے پکّے دوست اور خیر خواہ تھے۔

ملاحظہ ہو: بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵۳، نگم صفحہ ۱۱۳

جواہر سنگھ:

جواہر سنگھ کا شمار ان افراد کی فہرست میں ہوتا ہے جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی مدد ہر ممکن طریقے سے کی۔ انہیں باغیوں کی نقل و حرکت کی اطلاع خبریں بھیج کر پہنچائی۔ وہ سکھوں کے پہلے رسالہ رسالدار

اور پرانی دیسی افسر تھے۔ ۱۸ لڑائیوں میں انگریزوں کے ساتھ شریک رہے۔ ان کی خدمات کے صلے میں انگریزوں نے انہیں ۱۲۰۰۰ روپے کی سالانہ جاگیر تحفے میں دی۔ آرڈر آف برٹش انڈیا کا تمغہ دیا اور آنریری مجسٹریٹ کے عہدے پر سرفراز کیا۔

ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۰، ۳۸، ۹۰، ۹۱، ۱۰۷، ۱۱۸، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۶۵

جان لارنس:

سر جان لارنس پنجاب کے کمشنر تھے۔ ملاحظہ ہو: سین صفحہ ۷۷

جگل کشور:

جگل کشور سوداگر تھے اور ان کا شمار شہر کے امراء میں ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو سین صفحہ ۸۵

جٹامل:

جٹامل مہاجن تھے اور ان کا شمار بھی شہر کے روسا میں ہوتا تھا۔

ملاحظہ ہو مٹکاف: صفحہ ۱۷۲

جوالا ناتھ:

منشی جوالا ناتھ مرزا مغل کے منشی تھے۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۶۷، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۳

جہانگیر چند:

جہانگیر چند سوداگر تھے۔ انقلابیوں نے ان سے بھی روپیہ وصول کرنے کی کوشش کی۔ ملاحظہ ہو: سین صفحہ ۹۷، مٹکاف صفحہ ۲۱۱۔

جلال الدین، مولوی:

مولوی جلال الدین نے علی گڑھ میں انقلابیوں کی قیادت کی اور انگریزوں کے خلاف محاذ آرائی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ ملاحظہ ہو: مٹکاف صفحہ ۲۱۷

جیننگ:

جیننگ پادری تھے۔ ۱۱ رمئی کو جس دن ۱۸۵۷ء کو بغاوت کا آغاز ہوا۔ مارے گئے۔ ملاحظہ ہو! اٹھارہ سوستاون صفحہ ۶۲۔

جیننگ (مس):

پادری جیننگ کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۱ رمئی ۱۸۵۷ء کے ہنگامے

میں ماری گئیں۔ ملاحظہ ہو: اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۶۲۔

چمن لال:

چمن لال نے ۱۸۵۲ء میں عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ پیشے سے ڈاکٹر تھے۔ جس دن بغاوت کا آغاز ہوا یہ اپنی ڈسپنسری کے سامنے کھڑے تھے۔ باغیوں نے انہیں قتل کر دیا۔ شہر میں پہلا خون ڈاکٹر چمن لال کا ہی ہوا تھا۔

ملاحظہ:۔ عتیق صدیقی صفحہ ۳۹۸، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۶۲

چھٹن لال (منشی):

منشی چھٹن لال اکثر دربار میں حاضر رہتے تھے۔ عبداللطیف نے ۲۸؍جون اور ۲۴؍جولائی کو دربار میں ان کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ انقلابیوں کو شبہ تھا کہ یہ انگریزوں کے لئے مخبری کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کی گرفتاری کے لئے ان کے گھر بھی گئے لیکن ان کے متعلقین نے دربار میں حاضر ہو کر اس بات کی تردید کی کہ یہ محض اتہام ہے کہ وہ انگریزوں کو خبریں پہنچاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۴۲، صفحہ ۱۵۱، مٹکاف صفحہ ۱۹۲

حامد علی خاں، میر:

میر حامد علی خاں نائب شاہ اودھ میر فضل علی خاں کے بھتیجے اور داماد تھے۔ دہلی کے معزز اور امیر افراد میں شمار ہوتا تھا۔ اس کمیٹی کے رکن تھے جو شہر کے امراء سے چندے کی وصولیابی کے لئے بنائی گئی تھی۔ انقلابیوں کو شبہ تھا کہ انگریزوں کے لئے جاسوسی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ اس شک میں گرفتار کئے گئے کہ انھوں نے اپنے گھر میں انگریزوں کو پناہ دی ہے چنانچہ گھر کی خانہ تلاشی بھی لی گئی۔ جب گھر سے کوئی انگریز نہیں ملا تب چھوڑے گئے۔ اسی طرح کئی دفعہ انگریزوں سے ساز باز کے شبہ میں انہیں انقلابیوں نے اپنے قہر و غضب کا نشانہ بنانا چاہا۔ ان کے حامیوں نے بہادر شاہ سے سفارش کی تو بہادر شاہ نے ان کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ دہلی پر قبضے کے بعد انگریزوں نے انہیں بھی گرفتار کیا۔ چودہ مہینے گرفتار رہنے کے بعد اور جائداد حکومت نے ضبط کرلی لہٰذا کرائے کے مکان میں نہایت کسمپرسی کی زندگی گذاری۔ بقول غالب:

"یہاں کا حال یہ ہے کہ مسلمان امیروں میں سے تین آدمی نواب حسن علی خاں، نواب حامد علی خاں، حکیم احسن اللہ خاں سوان کا یہ حال ہے کہ روٹی ہے تو کپڑا نہیں۔ سوائے ساہوکاروں کے

کوئی امیر نہیں۔"

ملاحظہ ہو: غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۲۸۲، ۲۹۹، ۳۰۰، غداروں کے خطوط صفحہ ۸۸، نمبر ۸۲، ظہیر دہلوی ۱۵۶، ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۲، ۶۶۳، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۷۰، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۲۱۔

حسین مرزا، ناظر:

ان کا اصلی نام ذوالفقار الدین حیدر تھا۔ حسین مرزا لقب تھا۔ اور اسی نام سے مشہور تھے۔ یہ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے غالب کی نظم ونثر کے قلمی نسخے کو محفوظ کر رکھا تھا، جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں ان کے کتب خانے کے برباد ہونے کی وجہ تلف ہو گیا۔ قلعہ شاہی میں نظارت کے عہدے پر فائز تھے۔ ۱۸۵۷ء میں ان کے دو بیٹوں طالع یار خاں اور اصغر یار خاں کو پھانسی دے دی گئی۔ یہ غم ان کے لئے روح فرسا ثابت ہوا اور ساز وسامان سے مزین گھر چھوڑ کر غریب الوطنی کی زندگی گزاری۔

ملاحظہ: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۰، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۰۸۷، ماہنامہ اُردو دنیا (نئی دہلی)، فروری ۲۰۰۲، صفحہ ۳۶

حسن علی میر:

میر حسن علی مہاراجہ پٹیالہ کے وکیل تھے۔ انقلابیوں کے شبہ تھا کہ یہ

دہلی کی خبریں انگریزوں تک پہنچاتے ہیں چنانچہ انقلابیوں نے انہیں گرفتار کر کے شاہ دہلی کے سامنے پیش کیا تھا۔ ملاحظہ ہو: مثکاف صفحہ ۱۱۰۔

حسن علی خاں، نواب:

نواب حسن علی خاں دوجانہ کے نواب تھے۔ بہادر شاہ کے دربار میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے دوران دہلی میں تھے۔ انقلابیوں کی کوئی خاص مدد نہیں کی پھر بھی آفتوں سے بچ نہیں سکے۔ بلند شہر سے گرفتار ہوئے۔ سزا تو نہیں ہوئی لیکن نواب شان وشوکت کا خاتمہ ہو گیا۔ غالب نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ

> ''حسن علی خاں، بہت بڑے باپ کا بیٹا سو روپے کا پنشن دار سو روپے مہینے کا روزینہ دار بن کر نامراد ہو گیا۔''

ملاحظہ ہو: غالب کا روزنامچہ صفحہ ۱۲، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۸، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۳۰۵، رضوی ۳۶۸۔

حیدر شکوہ، مرزا:

مرزا حیدر شکوہ سلیمان شکوہ کے پوتے اور مرزا خان بخش کے بیٹے تھے۔ رشتے میں بہادر شاہ کے بھتیجے تھے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل لکھنؤ آ کر حسن عسکری کے توسط سے بہادر شاہ سے مل کر شاہ ایران کو خط لکھوایا۔ جوابی سینہ

کے ایک شخص شیدی قنبر کے ذریعے ایران بھیجا گیا۔ غدر کے دوران کارنیگی نے حراست میں لے لیا۔ ۲۰ر جولائی ۱۸۵۷ء کے واقعات کے تحت جیون لال نے لکھا کہ انہیں پھانسی دے دی گئی۔

ملاحظہ ہو: مٹکاف صفحہ ۱۵۹، ۵۸، ایوب قادری صفحہ ۲۱۷، بہادر شاہ ظفر صفحہ ۱۰۷، رضوی صفحہ ۳۴۳، صفحہ ۳۶۱

حیدر حسین خاں:

حیدر حسین خاں توپ خانہ کے داروغہ تھے۔ انھوں نے جنگِ آزادی میں عملی طور پر شرکت بھی کی۔ ۱۸ر جولائی کو سامانِ جنگ کی کمی کی ان کی شکایت کرنے پر قائم بازار کے باشندوں نے انگریزی طرز کے آلات جنگ تیار کیے تھے۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۴۱، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۸

مولوی حسن، عسکری:

مولوی حسن عسکری بہادر شاہ کے مرشد، مشیر اور صلاح کار تھے۔ دہلی دروازے کے قریب قیام گاہ تھی۔ بہادر شاہ کے دربار میں آنا جانا تھا۔ ان پر بہادر شاہ کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شرکت کے لئے آمادہ کرنے کا الزام تھا اور یہ بھی الزام تھا کہ انھوں نے شاہِ ایران سے رابطہ قائم کر کے

شاہ دہلی کا خط بھجوانے میں معاونت کی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد فرار ہو گئے، پہلے خواجہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ گئے۔ وہاں سے اپنے نانیہال گنگوہ چلے گئے۔ وہیں درگاہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے گرفتار کئے گئے۔ مقدمہ چلا اور انگریزوں کے خلاف بغاوت کا جرم عائد کر کے انہیں پھانسی دے دی گئی۔

ملاحظہ ہو: بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵، ۲۷۵، ایوب قادری ۵۷۲، رضوی ۳۴۳، صفحہ ۳۶۱، جانباز مرزا صفحہ ۳۰۲۔

حضرت محل، بیگم:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اپنی جان کی بازی لگا کر ملک کو غیر ملکی شکنجے سے نجات دلانے کی سعی پیہم کرنے والی خواتین میں بیگم حضرت محل کا نام ایک روشن ستارے کی مانند درخشاں ہے۔ بیگم حضرت محل نے انگریزوں سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ انھوں نے اپنے بیٹے برجیس قدر کو عنانِ حکومت سونپ کر اس کے پردے میں خود اور سلطنت انجام دئے اور اودھ میں انگریزوں کے خلاف تحریک کی تنظیم کی۔ جیون لال نے اپنے روزنامچے میں انہیں ''معشوق بیگم'' لکھا ہے جو ان کی ہر دلعزیزی کا ثبوت ہے۔ اودھ کی شکست کے بعد وہ بوندی پہونچیں اور اپنی فوجی قوت کو مجتمع کر کے ایک بار پھر انگریزوں کے خلاف نبرد آزما ہوئیں لیکن وہاں بھی انگریزوں کی طاقت کے

آگے ٹک نہ پائیں۔ انگریزوں نے جب یہ پیش کش کی کہ وہ ان کی مدافعت کریں اور انقلابیوں کو شکست دینے میں ان کی معاون و مددگار ہوں تو وہ ان کے عزت و احترام کے رتبے کو برقرار رکھیں گے اور ان کے شوہر کے بھتے کے علاوہ الگ سے ان کے لئے پنشن مقرر کر دیں گے تو اس خوددار اور جری خاتون نے ان کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ وہ انگریزوں کی غلامی کے بدلے میں موت کو ترجیح دینا پسند کریں گی۔ آخر میں انھوں نے اپنے بیٹے برجیس قدر اور اپنے حامیوں کے ساتھ نیپال میں سکونت اختیار کر لی جہاں اپریل ۱۸۷۹ء میں ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں سپرد خاک کی گئیں۔

ملک و قوم سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، اس کی عکاسی ان کے اس اعلان سے ہوتی ہے جسے انھوں نے ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے جواب میں رعایا اودھ کے نام اُردو زبان میں شائع کیا تھا، ان کی جرأت، ہمت اور بہادری کو انگریزوں نے بھی تحسین و آفریں کے کلمات سے نوازا۔ رسل نے تو یہ تک کہا کہ وہ ''بہت جری اور باعزت ''مرد'' تھیں۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۳۰، ایوب قادری صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، رضوی صفحہ ۴۴۶، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۳۱۴، ۳۲۴ تا ۳۲۷، جانباز مرزا صفحہ ۱۲۷، ۱۷۵، ۲۵۰ تا ۲۵۳، تاراچند (جلد دوم) صفحہ ۹۵۔۹۶۔

خضر سلطان، مرزا:

مرزا خضر سلطان بہادر شاہ کے بیٹے تھے، ۲۶ رمئی ۱۸۵۷ء کو بہادر شاہ نے کمانڈر آف مار پٹ نمبر ۵۴، رجمنٹ بنایا۔ شعر وسخن سے بھی شغف رکھتے تھے۔ غالب کے شاگرد تھے اور تخلص خضرؔ تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک ہونے کے جرم میں ہڈسن نے گولی مار کر شہید کیا۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۹، ایوب قادری صفحہ ۴۲۲، غداروں کے خطوط صفحہ ۷۵، رضوی صفحہ ۲۶۲، عتیق صدیقی صفحہ ۳۹۷، ۳۹۸

خدا بخش، مرزا:

مرزا خدا بخش نائب کوتوال تھے۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۸

خواجہ بخش:

خواجہ بخش خواجہ سرا اور بہادر شاہ کے قاصد تھے۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹

خان بہادر خاں، نواب:

نواب خان بہادر خاں نواب ذوالفقار خاں کے بیٹے اور حافظ

رحمت خاں کے پوتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں انھوں نے اہلِ روہیلکھنڈ کی قیادت کی اور اپنی جرأت مندانہ کارروائیوں سے انگریز حاکموں کی نیندیں حرام کردیں۔ ان کی رہنمائی میں اس علاقے نے سب سے زیادہ عرصے تک علم آزادی کو سربلند رکھا۔ شاہ دہلی نے خان بہادر خاں کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ انہیں ہندوؤں اور مسلمانوں کا یکساں تعاون حاصل تھا جو انگریزوں کی نظر میں بری طرح کھٹک رہا تھا۔ اس اتحاد کے رشتے کو پارہ پارہ کرنے کی انھوں نے زبردست کوششیں کیں۔ گورنر جنرل نے کیپٹن گوون (Captain Gowan) کو فرقہ وارانہ فساد کرانے کے لئے پچاس ہزار (50,000) روپئے خرچ کرنے کا اختیار دیا لیکن گوون نے اعتراف کیا کہ وہ اپنی کوشش میں ناکامیاب رہا۔ جب تحریک کے بڑے مراکز دہلی، لکھنؤ اور کانپور انقلابیوں کے قبضے سے نکل گئے تو سرکردہ انقلابی رہنما مثلاً نانا صاحب، شہزادہ فیروز شاہ نواب فرخ آباد، ولی داد خاں، حیدر علی خان اور نواب جھجر وغیرہ انگریزوں سے مورچہ لینے کے مقصد سے بریلی میں اکٹھا ہوئے تھے۔ حالانکہ خان بہادر خاں کی رہنمائی میں بریلی کے انقلابی انگریزوں سی انتہائی جواں مردی سے نبرد آزما ہوئے لیکن ۷/مئی ۱۸۵۸ء کو ان کو شکست ہوگئی اور انگریز بریلی پر قابض ہوگئے۔ خان بہادر

خاں بریلی سے فرار ہو گئے۔ دسمبر ۱۸۵۹ء میں انہیں نیپال کے رانا جنگ بہادر نے بٹول کے قریب گرفتار کر لیا۔ پہلے لکھنؤ پھر بریلی لائے گئے۔ بریلی میں اسپیشل کمیشن نے مقدمہ چلا کر ان کے لئے موت کی سزا تجویز کی۔ ۲۴/مارچ ۱۸۶۰ء کو سرزمین ہند کے اس جانباز مجاہد نے پھانسی کے پھندے کو گلے لگا کر وطن مالوف کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ دے دیا۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۸، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵، ذکاء اللہ خاں صفحہ ۸۲، علمائے ہند کا شاندار ماضی (جلد چہارم) صفحہ ۳۲۸، فریڈم اسٹرگل (جلد پنجم) صفحہ ۳۴۲، ۳۸۴، ۴۶۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۱، ۵۹۵، ۶۱۳، ۶۱۴، امپیریل گزیٹیئر (جلد ہفتم) صفحہ ۱۳، تارا چند (جلد دوم) صفحہ ۹۵۔

دیبی سنگھ راجہ:

راجہ دیبی سنگھ کا شمار امراء میں ہوتا تھا۔ بہادر شاہ کے درباری تھے۔ ۱۸۵۷ء کے دوران فوج اور روپئے کی فراہمی کی ذمہ داری جن افراد پر ڈالی گئی اس کے رکن یہ بھی تھے۔ انہیں پھانسی دے دی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۰، دہلی کا آخری سانس صفحہ ۴، ۱۳، ۱۴۔ عتیق صدیقی صفحہ ۴۱۰، نگم صفحہ ۸۲، ۱۶۹، رضوی ۳۰۲۔

دلدار علی خاں:

کپتان دلدار علی خاں اس انتظامیہ کونسل کے رکن تھے، جس کی تشکیل بہادر شاہ کی مدد و معاونت کی غرض سے کی گئی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انہیں پھانسی دے دی گئی۔

ملاحظہ ہو: فضلِ حق خیر آبادی صفحہ ۱۶۶، جانباز مرزا صفحہ ۳۰۳، نگم صفحہ ۶۳۔

دیوانی مل:

دیوانی مل محکمہ رسد کے افسر اعلیٰ تھے۔ ان کا تقرر رجمنٹ ۵۴ کے صوبہ داروں کی درخواست پر بہادر شاہ نے اس مقصد سے کیا تھا کہ یہ روزانہ رسد فراہم کر کے رجمنٹوں تک پہنچانے کا بندوبست کریں۔

ملاحظہ ہو: بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۲۳، پی۔ سی۔ جوشی صفحہ ۵۵

داؤد الدین خاں:

حافظ داؤد خاں قلعہ میں معلم تھے۔ امیرانہ طرز زندگی گزارتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ان کی بھی شان و شوکت کا خاتمہ ہوا۔ گرفتار کر کے کوتوالی میں بند کئے گئے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ایک

ہزار کی ضمانت دے کر رہائی پائی۔ کمال الدین کا بیان ہے کہ مارے گئے۔
ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۹، قیصر التواریخ (جلد دوم)، صفحہ ۴۶۲،
ایوب قادری صفحہ ۳۵۶ .

دوست محمد خاں:

دوست محمد خاں امیر کابل تھے۔ انقلابیوں نے ان سے رابطہ قائم کر کے مدد کی درخواست کی تھی لیکن چونکہ سرکار کی طرف سے ۱۲/لاکھ روپے سالانہ انہیں ملتا تھا، اس لئے انہوں نے انگریزوں سے دوستی نبھائی اور انقلابیوں کی کوئی معاونت نہیں کی۔ ملاحظہ ہو: ذکاءاللہ صفحہ ۵۴۹، رضوی ۴۱۹

ڈگلس:

ڈگلس محل کے محافظ دستے کے کمانڈنٹ یا قلعہ دار تھے۔ ۱۱/مئی ۱۸۵۷ء کو انقلابیوں کے غصّے کا نشانہ بنے اور اپنے مکان پر جو کہ قلعہ کے دروازے کی اوپری منزل پر تھا، ہلاک کر دیے گئے۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۰، ۲۵۴، ۲۵۷

رجب علی:

رجب علی بہادر کی مشاورتی کونسل کے رکن اور بارود خانے کے

داروغہ تھے۔ وہ پہلے لاہور میں ہنری لارنس کے میر منشی رہ چکے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ان کا کردار سب سے زیادہ داغدار نظر آتا ہے۔ انھوں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے انگریزوں کے لئے جاسوسی کی۔ بقول ذکاء اللہ ''رجب علی انگلش کیمپ میں دہلی کی مخبری کے دفتر کے سر دفتر تھے'' ان کی خدمات انگریزوں کے لئے کتنی سودمند ثابت ہوئیں اس کے ثبوت کے لئے Cave Brown کے یہ الفاظ کافی ہیں۔

''انھوں نے یہ خدمت ایسی وفاداری اور جوش و خروش سے انجام دی کہ اس کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ وہ دہلی کے عین وسط میں رہتے ہوئے شہر میں موجود باغیوں کے متعلق ہر وہ اطلاع جس کا جاننا ہمارے لئے ضروری تھا کاغذ کی پرچیوں پر لکھ کر، چپاتیوں کے پروں میں، جوتوں کے تلوں میں، پگڑیوں کی تہوں میں، سکھوں کے بالوں کے جوڑوں میں چھپا چھپا کر ہم تک بھیجتے رہے۔ اس طرح باغیوں کے مورچوں اور منصوبوں کی اطلاع ہمارے کمانڈروں تک ہر وقت پہنچاتے رہے''[۱]

بہادر شاہ کو گرفتار کرانے میں رجب علی کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ دہلی کی شکست کے بعد رجب علی نے مرزا الٰہی بخش سے درخواست کی کہ وہ

۱؎ Punjab & Delhi in 1857 vol-1 P: 339-340، بحوالہ غداروں کے خطوط صفحہ ۶۷۔۶۶

انقلابیوں کے چلے جانے کے بعد شاہ دہلی کو چوبیس گھنٹے تک ہمایوں کے مقبرے میں روک لیں۔ اس کے بعد کا کام وہ انجام دے لیں گے اور تاریخ گواہ ہے کہ انھوں نے یہ کام نہایت چالاکی اور عیاری سے انجام دیا اور انگریزوں کے اس مشکل کام کو آسان بنا دیا چنانچہ دہلی پر قبضے کے بعد انگریزوں نے ان پر نوازشوں اور عنایتوں کی بارش کردی اور ملک وقوم سے غداری کرنے کے عوض میں ۲۶۹۶ روپے سالانہ کی جاگیر دی۔ ۱۰۰۰۰ روپے بطور انعام دیے اور ساتھ ہی اپنے راز کی خبروں کے قابلِ اعتبار امین کی خدمات کا اعتراف ''ارسطو جا'' کے خطاب سے نواز کر کیا۔

ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۴۲ تا ۶۵۰، غداروں کے خطوط صفحہ ۸، ۱۰، ۶۶، ۶۷، رضوی صفحہ ۲۹۴، ۲۹۹، ۳۰۴، ۳۱۳، ۳۲۸، ۳۳۱، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۳۹، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، نگم صفحہ ۹۹، ۱۰۰۔

راجہ رام سنگھ:

راجہ رام سنگھ والیِ جے پور تھے۔ یہ انگریزوں کے حمایتی تھے۔ ان کی فوج بھی بغاوت پر آمادہ ہوگئی تھی۔ لیکن انھوں نے اپنی حکمت عملی سے اسے دبا دیا۔ بہادر شاہ نے شقہ بھیج کر معہ اپنی فوج کے دربار میں آنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن چونکہ وہ بہادر شاہ کے حامی نہیں تھے اس لئے انھوں نے شاہ

دہلی کے شقے کا جواب نہیں دیا۔ ملاحظہ ہو: بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۲۶، ۲۵۳، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۵۱

رحمت اللہ خاں، حافظ:

حافظ رحمت اللہ خاں نواب خان، بہادر خاں کے، جنھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریز حاکموں کی نیندیں حرام کردی تھیں، کے دادا تھے۔ نواب شجاع الدولہ اور وارن ہسٹنگز کی متحدہ فوجوں سے جنگ کے دوران شاہ جہاں پور کے میران کٹرہ میں ان کی شہادت ہوئی۔ ملاحظہ ہو: قائدین تحریک آزادی صفحہ ۱۲، ۱۳

رنبیر سنگھ، مہاراجہ:

مہاراجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر تھے۔ یہ انگریزوں کے حامی و مددگار تھے۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء میں دہلی فوج بھیج کر انگریزوں کی معاونت کی تھی جس کا گورنر جرنل اور ان کی کونسل نے شکریہ بھی ادا کیا تھا۔ ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۵۹۔

رائے رام سرن داس:

رائے رام سرن داس سابق ڈپٹی کلکٹر انگریزی تھے۔ انگریزوں

سے ساز باز کے شبہ میں ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۵، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۲۶

رام جی داس گڑ والا:

رام جی داس گڑ والا کا شمار شہر دہلی کے بڑے ساہوکاروں میں ہوتا تھا۔ انھوں نے کئی مرتبہ فوج کی تنخواہ کی ادائیگی کے لئے بڑی بڑی رقمیں دی تھیں اور ساتھ ہی بہت بڑی مقدار میں گیہوں بھی دیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انھوں نے دہلی چھوڑ کر غریب الوطنی کی زندگی گزاری۔

ملاحظہ ہو: فضلِ حق خیرآبادی صفحہ ۱۶۶، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۴، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۱۸، انجم صفحہ ۸۲

رام سہائے مل:

رام سہائے مل کو بہادر شاہ نے دیوانی مل کے ساتھ پانچ سو روپے روزانہ کی رسد مہیا کر کے رجمنٹوں میں پہنچانے کی ذمہ داری دی تھی۔ ملاحظہ ہو: بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۲۳

زینت محل:

زینت محل بہادر شاہ ظفر کی چہیتی بیگم تھیں۔ یہ شاہ دہلی کے دربار

کے ایک خاص رکن نواب احمد قلی خاں کی بیٹی تھیں۔ وہ اپنے بیٹے جواں بخت کو بہادر شاہ کا جانشین بنانے کی خواہش مند تھیں انقلابیوں کو شبہ تھا کہ زینت محل انگریزوں سے ساز باز رکھتی ہیں۔ انھوں نے انقلابیوں کی کوئی حمایت نہیں کی تھی۔ بہادر شاہ کے ساتھ جلاوطن کر کے زینت محل کو بھی رنگون بھیج دیا گیا اور ان کے مکان کو جو کہ لال کنواں کے قریب تھا، ریاست پٹیالہ کو دے دیا گیا۔ رنگون میں ۱۷ر جولائی ۱۸۸۶ء کو ان کی وفات ہوگئی۔ ملاحظہ ہو: سین صفحہ ۹۵، ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۴، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۶۹، ۱۹۳، بہادر شاہ کا مقدمہ ۲۷۷، ۲۷۸، ایوب قادری صفحہ ۲۴۰، ۲۴۲، رضوی ۲۵۱، ۲۷۵، ۲۹۹، ۳۱۰، ۳۳۵، ۳۳۷، اٹھارہ سو ستاون ۸۳، رئیس احمد جعفری ۱۳۴، ۲۳۷ تا ۲۴۱، نگم صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۶

زور آور سنگھ:

زور آور سنگھ بہت بڑے ساہوکار تھے اور ان کا شمار دہلی کے روسا میں ہوتا تھا۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۵، ۱۳۴

سائمن فریزر:

سائمن فریزر دہلی کے کمشنر تھے۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۲۵۴، اٹھارہ

سوستاون صفحہ ۶۲

سدھاری سنگھ:

سدھاری سنگھ نیچ برگیڈ کے افسر تھے۔ ان کی کمان میں نیچ کی فوجیں ۱۸/ جون ۵۷ء کو دہلی پہونچیں۔ ملاحظہ ہو: رضویص فحہ ۲۸۱

سالک رام:

سالک رام اس کمپنی کے رکن تھے جس کا کام شہر کے امراء سے قرضے وصول کرنا اور سپاہیوں کے لئے غلّہ فراہم کرنا تھا۔ شاہ دہلی کی ان پر خاص نظر تھی۔ انہیں پھانسی دی گئی۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۴، ۱۹۳، نگم صفحہ ۸۲، ۱۶۹

سلطان سنگھ، منشی:

منشی سلطان سنگھ اکثر بہادر شاہ کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ ان پر بھی انقلابیوں کو انگریزوں سے ساز باز کا شبہ تھا۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۴، ۱۹۴

سوروپ سنگھ:

سوروپ سنگھ والی جیند تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کو ہر ممکن امداد

پہنچائی۔ انھوں نے غیر ملکی آقاؤں کی مدد نہ صرف اپنی فوج بھیج کر کی بلکہ خود بھی وہ اس جنگ میں شریک ہوئے اور اپنی ''بہادری'' کا سکہ ایسا جمایا کہ کمانڈر انچیف نے انقلابیوں سے چھینی ہوئی توپوں میں سے ایک توپ انہیں عنایت کی اور گورنر جنرل نے ۵ رنومبر ۱۸۵۷ء کے اعلان میں ان کی تعریف وتوصیف کی۔ دہلی فتح ہونے کے بعد انگریزوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دینے کے عوض دیگر انعامات کے علاوہ پرگنہ دادری کا چھ سو مربع میل کا علاقہ تحفتاً دیا۔ دہلی میں ۶۰۰۰ روپے کی مالیت کا ایک مکان دیا اور یہ اختیار بھی دیا کہ چونکہ خود ان کی صلبی اولاد نہیں ہے اس لئے وہ کسی کو متبنیٰ کر سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۳۰۱، صفحہ ۱۳۰۲، امپیریل گزیٹیر، جلد ہفتم صفحہ ۲۳۲، رضوی صفحہ ۲۷۲۔

سرفراز علی، مولوی:

مولوی سرفراز علی گورکھپور کے رہنے والے تھے۔ انہیں ''امیر المجاہدین'' کہا جاتا تھا۔ سرفراز علی نے اپنی تقریروں سے ہندوستانی عوام بالخصوص افواج میں انگریزوں کے خلاف زبردست نفرت کے جذبات بیدار کئے۔ شاہجہاں پور کے مسلمان سپاہیوں نے ان کا وعظ خاص چھاؤنی میں کرایا جس سے وہاں کی فوج میں بے پناہ جوش وخروش پیدا ہوگیا۔

شاہجہاں پور کی فوجوں نے فتح کا جھنڈا بلند کیا تو وہیں موجود تھے۔ وہاں سے وہ فوج کے ہمراہ بریلی آئے اور بریلی سے بخت خاں کے ساتھ دہلی پہنچے۔ یہاں آکر انھوں نے اعلان جاری کر کے مسلمانوں کو جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ فتویٰ جہاد پر دستخط کرنے والوں میں مولوی سرفراز علی بھی تھے۔ شکست دہلی کے بعد لکھنؤ چلے آئے اور پھر دوسرے انقلابیوں کے ہمراہ نیپال چلے گئے۔ وہیں ان کی وفات ہوئی۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۷۷، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۸۸، ۵۷۵، ذکاءاللہ ۶۷۵، ایوب قادری صفحہ ۵۷۱، ۵۴۲

صمد خاں (سمند خاں، عبدالصمد خاں):

عبدالصمد خاں، نواب جھجرؒ کے خسر، ان کے مشیر اور بہادر سپہ سالار تھے۔ انھوں نے انگریزی فوجوں کے خلاف جنگ میں بہت جرأت اور جوانمردی کے مظاہرے کیے۔ دہلی سے فرار ہونے کے بعد وہ قلعہ کانونده اور پھر نارنول پہنچے وہاں انھوں نے انقلابی دستوں کی کمان سنبھال کر اپنے باصلاحیت راہنما ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ عبدالصمد خاں گرفتار نہیں ہوئے اور راجپوتانہ کی طرف نکل گئے اور انگریزوں کے خلاف جنگوں میں شریک ہوکر انہیں ہراساں کرتے رہے۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۴، رضوی صفحہ ۲۸۰، ۲۸۱، ۳۶۹،

۳۷۲،ایوب قادری صفحہ ۳۵۰

صدرالدین آزردہ، مفتی:

صدرالدین آزردہ ۱۸۵۷ء سے قبل دہلی کے صدر الصدور تھے۔ یہ زبردست نامی گرامی عالم تھے۔ انھوں نے فتویٰ جہاد پر دستخط کئے تھے جنہیں علماء نے مرتب کیا تھا۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ دل سے اس تحریک میں شریک نہیں ہوئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ انقلابی انہیں شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انھوں نے سزا کے طور پر ان سے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے صدرالدین آزردہ کو بجرم بغاوت حوالات میں بند کر دیا۔ ان کی املاک اور جائداد ضبط کر لی اور ان کے قیمتی کتب خانے کو تباہ و برباد کر دیا۔ ان پر مقدمہ چلایا۔ بعد میں انہیں رہا کر دیا گیا اور ازراہِ ترحم ان کی نصف جائداد واگذاشت کر دی گئی۔

ملاحظہ ہو: سین صفحہ ۱۰۲، قائدین تحریک آزادی صفحہ ۳۵، سن ستاون صفحہ ۲۶۷، غالب اور انقلاب سنہ ستاون ۲۹۶، ۲۹۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۵، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۲۷، ۲۸۔ ایوب قادری صفحہ ۳۶۳، ۴۰۹، ۴۱۳

ضیاءالدین خاں، نواب:

نواب ضیاءالدین خاں جاگیردار لوہارو تھے۔ یہ نواب احمد بخش

خاں کے بیٹے اور نواب امین الدین خاں کے بھائی تھے۔ یہ دہلی میں رہتے تھے اور اکثر دربار میں حاضر رہتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں کچھ خاص حصہ نہیں لیا۔ دہلی پر انگریزوں کے قبضے کے بعد لوہارو جاتے ہوئے راستے میں لوٹ لئے گئے۔ دوجانہ سے گرفتار ہوئے اور دہلی لاکر لال قلعہ میں قید کر دیے گئے۔ دوجانہ سے گرفتار ہوئے اور دہلی لاکر لال قلعہ میں قید کر دیے گئے۔ خاصی مدت حراست میں گزارنے کے بعد سر جان لارنس کی کوششوں سے رہا ہوئے اور ان کی ریاست بحال کر دی گئی۔

ملاحظہ ہو: اُردو دنیا (نئی دہلی)، فروری ۲۰۰۲، ۳۵، ۳۶، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۸۰، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۲۰۲، سر طامس مٹکاف کی ڈائری صفحہ ۱۳۸، ایوب قادری صفحہ ۳۵۳، امپریل گزیٹیر جلد ہشتم ۲۸۷

طالع یار خاں:

طالع یار خاں انقلابی فوج کے ایک افسر تھے۔ ان کے دو بیٹوں کو پھانسی دی گئی تھی۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۲۸۸، غداروں کے خطوط ۱۵۲، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۲۴

عبداللہ مرزا:

مرزا عبداللہ بہادر شاہ کے پوتے اور مرزا شاہ رُخ کے بیٹے تھے۔ انہیں بہادر شاہ نے کمانڈنٹ رجمنٹ ۲۰ (بیلی) کا عہدہ دیا۔ شکست دہلی کے بعد ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں ہڈسن نے انہیں قتل کر دیا اور دیگر شاہزادوں کے سروں کے ساتھ خوان میں رکھ کر بہادر شاہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ ہے آپ کی وہ نذر جو بند ہو گئی تھی۔ جس کا جواب دیتے ہوئے بہادر شاہ نے کہا تھا کہ

''الحمدللہ! تیمور کی اولاد اسی طرح سرخرو ہو کر باپ کے سامنے آیا کرتی ہے''

بعد میں ان کی لاش کو دوسرے شہزادوں کی لاشوں کی طرح کوتوالی پر اور سر کو خونی دروازے پر لٹکا دیا گیا اور پھر دریا میں پھینک دیا گیا۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۲۶۲، ۳۳۱، ۳۳۲، غداروں کے خطوط صفحہ ۷۵، عتیق صدیقی ۳۹۷، ۳۹۸، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۶، ایوب قادری صفحہ ۴۲۲۔

عبدالحق خاں:

عبدالحق خاں، مولوی فضل حق کے بیٹے اور گوڑگانوہ کے تحصیلدار

تھے۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۴۱، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۶، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۱۱۔

عبدالحق خاں، حکیم:

حکیم عبدالحق محمد حسن بخش کے بیٹے تھے۔ راجہ ناہر سنگھ والی بلب گڑھ نے انہیں دیوانی کا عہدہ دیا تھا۔ بہادر شاہ کے دربار میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ میوٹنی ریکارڈ کے مطابق ان کی کمان میں کئی سو سواروں کا دستہ تھا۔ یہ اس کمیٹی کے بھی رُکن تھے جو شہر کے امراء سے قرضے کی وصولیابی کے لئے بنائی گئی تھی۔ جنگ آزادی میں مردانہ وار حصہ لینے کے جرم میں انگریزوں نے انہیں پھانسی دی تھی۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷، ایوب قادری صفحہ ۳۵۷، رضوی صفحہ ۳۴۰، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۰۸۳، محمد احمد صدیقی صفحہ ۲۷، نگم صفحہ ۸۲

علاؤالدین، خواجہ:

خواجہ علاء الدین مشرقی علوم کے ماہر ہونے کے علاوہ انگریزی زبان پر بھی عبور رکھتے تھے۔ شعر و سخن کا بھی شوق تھا۔ غالب کے شاگرد تھے، ان کا تخلص علائی تھا۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۸۔

عباّس مرزا:

عباس مرزا کو برجیس قدر کی تخت نشینی کے بعد حکومتِ اودھ نے اپنا وکیل مقرر کیا تھا اور انہیں اپنا سفیر بنا کر دہلی بھیجا تھا۔ یہ برجیس قدر کی عرضی اور تحفے تحائف لے کر شاہ دہلی کے پاس پہنچے تھے۔ جس وقت یہ دہلی پہنچے تھے اس وقت وہاں کے حالات انتہائی خراب ہو چکے تھے اور انقلابیوں کی شکست کا دور شروع ہو چکا تھا۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۴۴۳، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹، ایوب قادری صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸

عبدالرحمٰن خاں، نواب:

نواب عبدالرحمٰن خاں، والی جھجر تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ اس جرم میں انہیں ان کی شکار گاہ چھوچھک داس سے گرفتار کر کے دہلی لا کر دیوان عام میں قید کر دیا گیا۔ مقدمہ چلا کر انہیں پھانسی دے دی گئی۔ ان کی جاگیر ضبط کر لی گئی اور جھجر ضلع رہتک میں شامل کر دیا گیا۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۷، غالب کا روزنامچہ صفحہ ۳۶، ۶۸، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۱۳۲، ایوب قادری صفحہ ۳۵۰، رضوی صفحہ ۳۴۰، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۰۸۱، عتیق صدیقی صفحہ ۴۰۵، اُردو دُنیا (نئی

دہلی) فروری ۲۰۰۲، صفحہ ۳۶

عظیم، محمد (شہزادہ):

محمد عظیم سرسہ میں کسٹم انچارج تھے۔ دولتِ انگلشیہ سے بغاوت کر کے کسٹم کا روپیہ اور فوج لے کر دہلی آئے۔ بہادر شاہ نے خاطر تواضع کی اور انہیں سرسہ، ہانسی اور حصار کا انتظام سپرد کیا۔ ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۷، خلیق احمد نظامی ۱۵۸، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۴۶، ۲۴۸، ۲۴۸، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۰۷، ۱۲۴، ۱۵۳، ۱۵۹، ۱۶۲۔

غوث محمد خاں:

غوث محمد خاں نیچ کے انقلابی فوج کے ایک بہادر افسر تھے۔ یہ جنگی مشاورتی کونسل کے رُکن بھی تھے۔ ان کے دونوں ہاتھ لڑائی میں توپ کے گولے سے اُڑ گئے تھے۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۱۵، ۱۶۹، رضوی صفحہ ۲۸۸، ظہیر دہلوی صفحہ ۱۳۳، ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۶، سین صفحہ ۱۰۱، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۴۵

غلام نبی خاں: (یہ مطابق تاریخ جھجر سے موسف ...)

غلام نبی خاں کا شمار نواب جھجر کے خاص ملازمین میں ہوتا تھا۔

انہیں بہادر شاہ کے دربار میں نواب عبدالرحمٰن خاں نے اپنا وکیل مقرر کیا تھا۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۲۹، ۱۵۶، ۱۹۹، رضوی صفحہ ۳۶۵، عتیق صدیقی ۴۲۰۔

فیض اللہ، قاضی:

۱۸۵۷ء سے قبل قاضی فیض اللہ تقریباً اٹھارہ سال تک صدر الصدور کی کچہری میں سررشتہ دار رہے۔ اس کے بعد سوداگری شروع کی۔ ۱۸۵۷ء میں معین الدین حسن خاں کے بعد ۲۶ مئی کو دہلی کے کوتوال مقرر ہوئے اور اس عہدے کی ذمہ داری انھوں نے بخیر وخوبی نبھائی جس کے صلے میں بہادر شاہ نے انہیں انعام سے نوازا۔ انھوں نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد پر دستخط کئے تھے۔ انگریزی اقتدار دوبارہ قائم ہونے کے بعد فیض اللہ قاضی کو پھانسی دے دی گئی۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۲۸۷، ۳۴۱، عتیق صدیقی صفحہ ۴۰۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵، ۲۰۱، فضلِ حق خیر آبادی صفحہ ۱۵۶، ۱۶۶، ایوب قادری صفحہ ۳۵۷، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۱۲۹، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۰۸۵، محمد احمد صدیقی صفحہ ۲۷۔

فضل حسین خاں:

فضل حسین خاں تحصیلدار تھے۔ انہیں پھانسی دی گئی۔ ملاحظہ ہو:
ایوب قادری صفحہ ۳۵۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۰

فتح علی، میر:

میر فتح علی داروغہ تھے۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۲۵۴، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵۔

فضل حق، مولوی

مولوی فضلِ حق کا شمار قائدینِ تحریک آزادی میں ہوتا ہے۔ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ شروع ہوا تو مولوی فضلِ حق الور میں تھے۔ وہ الور سے ملازمت ترک کر کے دہلی آئے اور لوگوں کو اپنی پُر جوش تقاریر سے جنگ آزادی میں سامل ہونے کی ترغیب دلانے لگے۔ انھوں نے اس فتویٰ جہاد پر دستخط کئے تھے جسے علماء نے مرتب کرا کے دلی سے شائع کیا تھا۔ مولوی فضلِ حق کے مراسم شاہ دہلی سے بڑے گہرے تھے۔ دربار شاہی میں اکثر موجود رہتے تھے اور قلعہ کی مجلسِ مشاورت میں شریک ہوتے تھے۔ دہلی پر انگریزوں کے تسلّط کے بعد انھوں نے لکھنؤ جا کر اپنی سرگرمیاں جاری

رکھیں۔ وہاں بھی جب انقلابیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تو آپ روپوش ہوگئے۔ ملکہ وکٹوریہ کے عفوِ عام کا اعلان ہوا تو اس پر بھروسہ کر کے خیرآباد میں اپنے گھر آ گئے جہاں سے چند دن بعد انگریزوں نے انہیں گرفتار کرلیا اور ان کے مکان اور کتب خانے کو ضبط کرلیا۔ ان پر مقدمہ چلایا گیا اور جلا وطن کر کے انہیں انڈمان کالا پانی بھیج دیا گیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ۱۹/اگست ۱۸۶۱ء کو وہیں ان کی وفات ہوگئی۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۰۵، قائدین تحریک آزادی صفحہ ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۴۵، ۴۶، سن ستاون صفحہ ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۴، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۴۲، ۱۵۴، ۱۵۹، ۱۶۴، رئیس احمد جعفری صفحہ ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۵، ۸۶۶

فیروز شاہ، شاہزادہ:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جو شخصیتیں شجاعت، تہوری، ہمت اور استقلال کا پیکر نظر آتی ہیں ان میں شہزادہ فیروز شاہ کا نام بہت نمایاں اور روشن ہے۔ فیروز شاہ مغل شہنشاہ فرخ سیر کے پوتے تھے۔ مغل شاہزادوں میں انہوں نے سب سے زیادہ جوش عمل کا مظاہرہ کیا اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں جا جا کر

انقلابیوں کی رہنمائی کی اوران کے اندر انگریزوں کے خلاف نفرت کی ایک لہر پیدا کردی۔ فروری ۱۸۵۸ء میں انھوں نے ایک اعلان شائع کر کے اہلِ ہند سے انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کی پرزور درخواست کی۔ اس میں اُنھوں نے کہا

"۔۔۔ اے ہندوستان کے لوگو! ان فرنگیوں کو دیکھو، وکس قدر تمہارے دشمن ہیں۔ اب اُٹھو اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے کمر کس لو۔ اپنے عزم کو پختہ کرلو۔ خدا کی امداد اور بھروسے پر فتح پاؤ گے۔۔۔ مجھے فتح کا یقین ہے۔ میں تمہیں بار بار پکارتا ہوں۔ آؤ خدا کے لئے آؤ میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔"

یہ اعلان بہادری پریس بریلی سے شائع ہوا اور پورے روہیلکھنڈ میں تقسیم ہوا۔ فیروز شاہ دو سال تک مسلسل انگریزوں کے خلاف نبرد آزما رہے۔ انگریزوں کے تسلط کے بعد کسی طرح جان بچا کر بھاگ نکلے۔ کچھ سال ہندوستان کے جنگلوں میں در بدر پھرتے رہے۔ کبھی قندھار تو کبھی بخارا، کبھی تہران تو کبھی قسطنطنیہ کے علاقوں میں پناہ لی۔ جون ۱۸۷۵ء میں وہ مکہ پہنچے اور ۱۷/دسمبر ۱۸۷۷ء کو وطن کے اس عاشق اور شیدائی نے وطن سے سیکڑوں میل دور موت کی آغوش میں پناہ لے لی۔ ان کی جوانمردی اور

بہادری کو اینگلو انڈین اخبارات نے بھی سراہا۔

سریندر ناتھ سین نے اس عاشقِ وطن کی توصیف کرتے ہوئے لکھا ''اگر رابرٹ بروس محبّ وطن تھا تو فیروز شاہ یقیناً اس سے بڑا محبّ وطن تھا۔ ایک نوجوان جس کا کوئی ساتھی نہیں تھا اور نہ ہی جس کے پاس مالی وسائل تھے، اس نے اپنی فوج بنائی اور ساری رکاوٹوں کے باوجود دو سال تک مسلسل جنگ کرتا رہا۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس کے اپنے ملک والے اب بہت کم اس کا نام لیتے ہیں''۔

ملاحظہ ہو: انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ صفحہ ۹۴، ۹۵، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۸، ایوب قادری صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۶، رضوی صفحہ ۶۰۷ تا ۶۱۰، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳، پی۔ سی۔ جوشی صفحہ ۹۹، فریڈم اسٹرگل (جلد سوم) صفحہ ۶۷۰، تاراچند جلد (دوم) صفحہ ۹۵۔

قویاش، مرزا:

قویاش مرزا بہادر شاہ کے بیٹے تھے۔ ان کا نام مرزا قویش تھا جو بگڑ کر مرزا قویاش ہو گیا تھا۔ ملاحظہ ہو: بہادر شاہ ظفر صفحہ ۸۵، جانباز مرزا صفحہ ۱۳۰

قادر بخش:

قادر بخش صوبے دار سفر مینا (سیپر و مائنر) تھے۔ بہادر شاہ ظفر اور مرزا خضر پران کو بہت اثر ورُسوخ تھا۔ قادر بخش جنگی مشاورتی کونسل کے ممبر تھے اور انہیں فوج کے روانہ ہونے کے وقت مشورے کے لئے طلب کیا جاتا تھا۔ انہیں شاہ دہلی سے یہ اجازت بھی ملی تھی کہ بخت خاں کے ساتھ مل کر شہر کے متمول افراد سے فوج کے خرچ کے واسطے روپئے وصول کریں۔ انہیں پھانسی دی گئی۔ ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۷، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۴۷، نگم صفحہ ۱۶۹، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰

قلی خاں، نواب:

نواب قلی خاں بہادر شاہ کے مقرب ملازم تھے۔ بہادر شاہ نے انہیں اس کمیٹی کا ممبر بنایا تھا جو اس مقصد سے بنائی گئی تھی کہ فوج کے لئے جو روپیہ اکٹھا ہو۔ اسے شاہزادے خرد برد نہ کرسکیں۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۴۸، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۷

قدرت اللہ خاں:

قدرت اللہ خاں رسالدار تھے۔ یہ ۲۹/اگست ۱۸۵۷ء کو ایک ہزار

سواروں اور سوا لاکھ روپے کے ساتھ دہلی آئے اور بہادر شاہ کو اودھ میں برجیس قدر کی تخت نشینی کی اطلاع دی۔ ان کے آنے کی خبر ملنے پر بہادر شاہ نے نواب امین الرحمٰن خاں کو حکم دیا کہ وہ پانچ سو سواروں کے ساتھ جا کر ان کے شایانِ شان ان کا استقبال کریں۔ ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۹، صفحہ ۶۷۰، خلیق احمد نظامی صفحہ ۴۴، ۱۶۷، رضوی صفحہ ۳۴۰۔

کریم علی خاں:

کریم علی خاں کو بہادر شاہ نے برائے انتظام عدالت فوجداری و دیوانی مقرر کیا تھا۔ پہلے مفتی صدر الدین سے اس عہدے کو قبول کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ ان کے انکار کرنے پر اس عہدے پر کریم علی خاں کا تقرر ہوا۔ ملاحظہ ہوا: رضوی صفحہ ۲۶۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۸، غداروں کے خطوط صفحہ ۱۴۶۔

کلے فورڈ، مس:

مس کلے فورڈ گڑگاؤں کے اسسٹنٹ کلکٹر کی بہن تھیں جو ۱۱ رمئی ۱۸۵۷ء کے دن ماری گئی۔ جس کا بدلہ کلے فورڈ نے اس طرح لیا کہ شکست دہلی کے بعد جو ہندوستانی آیا خواہ عورت ہو یا بچہ اسے مار ڈالا۔

ملاحظہ ہو: اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۶۲، صفحہ ۳۵۵

کالے خاں:

کالے خاں ماہر توپچی تھے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل انگریزی فوج میں ۲۸/روپے ماہوار پر نوکری کرتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی ملازمت ترک کر کے شاہ دہلی کی ملازمت اختیار کر لی اور مختلف مورچوں پر انگریزوں کے خلاف زبردست گولہ باری کی۔ ان کی بہادری کی پورے شہر میں بڑی تعریف ہوئی۔ ایک موقع ایسا بھی آیا جب انقلابیوں کو ان پر بھی شک ہوا کہ یہ انگریزوں سے ساز باز رکھتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے کالے خاں کو قید بھی کیا۔ اس موقع پر بہادر شاہ نے انقلابیون کی بدگمانی دور کی۔

ملاحظہ ہو: ذکاءاللہ صفحہ ۴۸۲، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۳۵، صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲، ۲۰۱، ۲۰۲، رضوی صفحہ ۲۸۱، نگم صفحہ ۱۳۰۔

گوری شنکر:

گوری شنکر انگریزوں کے خاص مخبر تھے۔ وہ انقلابیوں کے مورچوں کے متعلق تفصیلات حاصل کر کے انگریزوں کو بھیجتے تھے۔ یہ تفصیلات انگریزوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوتی تھیں۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۰، ۱۷، ۱۲۰، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۷، ۱۵۲، ۱۵۷، ۱۶۰ تا صفحہ ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۶، ۱۸۷

لچھو سنگھ، (لچھمن سنگھ):

لچھو سنگھ علی پور کا تھانہ دار تھا۔ یہ انگریزوں کا معاون و مددگار تھا۔

ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۴، ۶۶۵

لکشمی نرائن (لچھمن سنگھ):

لکشمی نرائن بہادر جنگ خاں کے وکیل تھے۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۶۸۔

لے باس، مسٹر:

مسٹر لے باس جج تھے، ملاحظہ ہو: غدر کی صبح و شام صفحہ ۵۶۔

لکشمی چند، سیٹھ:

سیٹھ لکشمی چند متھرا کے بڑے رئیس تھے۔ یہ بہت امیر اور متمول تھے۔ انھوں نے انقلابیوں کو تین لاکھ روپے دئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ انقلابیوں کی ہر روز دعوت بھی کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو: کنھیا لال صفحہ ۳۶، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۲، رضوی ۳۷۸۔

لیاقت علی، مولوی:

مولوی لیاقت علی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے سرکردہ رہنما تھے۔

ان کا تعلق موضع مہگاؤں، پرگنہ چائل، ضلع الہ آباد سے تھا۔ انہوں نے الہ آباد میں تحریک کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی۔ وہ اپنے اعلیٰ کردار اور نیک نفسی کی وجہ سے عوام وخواص دونوں میں بہت مقبول تھے۔ سرکاری رپورٹوں میں انہیں زبردست اثر واقتدار کے آدمی کا خطاب دیا گیا۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء میں دو اعلان جہاد ایک نثر اور دوسرا نظم میں شائع کرا کے تقسیم کرایا، جس میں اہلِ وطن کو یہ ہدایت کی کہ وہ ظالم و جابر انگریزوں کو ملک سے نکال باہر کرنے کے لئے سینہ سپر ہوجائیں اور اس کا اثر یہ ہوا کہ الہ آباد میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے جھنڈے کے نیچے آ گئے اور انھوں نے انگریزوں سے نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ الہ آباد میں انگریزوں سے شکست کھانے کے بعد مولوی لیاقت علی اپنے تین ہزار ساتھیوں کے ساتھ نانا صاحب کے پاس کانپور پہنچے۔ پھر لکھنؤ جا کر احمد اللہ شاہ مدراسی سے مل گئے اور ان کے ساتھ مل کر انگریزوں سے نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ احمد اللہ شاہ کی شہادت کے بعد وہ نیپال چلے گئے لیکن پھر واپس آ کر انگریزوں کے خلاف اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ۵/جولائی ۱۸۷۱ء کو انگریزوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ ان پر مقدمہ چلایا اور ۲۷/جولائی ۱۸۷۲ء کو انڈمان بھیج دیا جہاں ۱۸۹۲ء میں ان کی وفات ہوگئی۔

ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۵۰۵، ۵۱۹، ۵۲۲، ۶۶۴، ۶۶۵، پی۔سی جوشی صفحہ ۱۰۳، قائدین تحریک آزادی صفحہ ۳۴، ذکاء اللہ صفحہ ۶۷۰، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵۴، ایوب قادری صفحہ ۴۶۸، ۴۷۵، ۵۷۳، ۵۷۸، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷ اجانباز مرزا صفحہ ۳۰۳۔

مان سنگھ:

مان سنگھ انگریزوں کے لئے مخبری کا کام انجام دیتے تھے۔ انھوں نے انقلابیوں اوران کے پاس موجود توپوں کی تعداد سے انگریزوں کو باخبر کرایا حتیٰ کہ انھوں نے ان کے ٹھکانوں تک کی اطلاع انگریزوں کو دے دی جس کا پتہ چلنے پر انہیں انقلابیوں کے قہر وغضب کا نشانہ بھی بننا پڑا۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۰، ۲۳، ۸۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۲۴

مرزا مغل:

مرزا مغل بہادر شاہ کے بیٹے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انہیں بہادر شاہ نے کمانڈر انچیف بنایا۔ شکست دہلی کے بعد ہڈسن نے انہیں گولی مار کر شہید کردیا اوران کے سر کو طشت میں رکھ کر نذر کے طور پر بہادر شاہ کو پیش کیا۔ ملاحظہ ہو: سین صفحہ ۴۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۴، فضل حق خیرآبادی صفحہ ۱۵۷، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۰، ۱۳۵، ۲۷۹، ایوب قادری صفحہ ۴۲۲، غداروں کے

خطوط صفحہ ۵۷، رضوی صفحہ ۲۶۲، بہادر شاہ ظفر صفحہ ۱۰۳۔

محمد میر خاں، مرزا:

مرزا محمد میر خاں کو اس جرم میں کہ مرزا عبداللہ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے، پھانسی دے دی گئی۔ ملاحظہ ہو: فضل حق خیر آبادی صفحہ ۱۶۵، رئیس احمد جعفری ۱۰۸۶

مکند لال:

مکند لال بہادر شاہ ظفر کے میر منشی تھے۔ یہ بہادر شاہ ظفر کے معتمد تھے اور شاہ دہلی کے راز دار تھے۔ بہادر شاہ کے مقدمے میں مکند لال بطور گواہ پیش ہوئے تھے اور ان کی گواہی معتبر مانی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۴۲، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۸۰، ظہیر دہلوی صفحہ ۱۶۶۔

منالال:

منالال ڈپٹی کلکٹر تھے۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۴

محمود خاں، نواب:

نواب محمود خاں والی نجیب آباد تھے۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء میں

انگریزوں سے بہت بہادری اور جوانمردی سے مقابلہ کر کے بجنور، دھام پور، نگینہ اور آدم پور پر قبضہ کر لیا تھا۔ انگریزوں نے بجنور پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد نواب محمود خاں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا اور ان کے لئے جس دوام بعبور دریائے شور کی سزا تجویز کی۔ لیکن انڈمان جانے سے قبل ہی قید میں میرٹھ جیل میں ان کی وفات ہوگئی۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۳۰، ۲۰۳، ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۹، ایوب قادری صفحہ ۱۵۲، رضوی صفحہ ۶۶۶، فکر و نظر (سہ ماہی)، تحریک آزادی نمبر (علی گڑھ)، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء، صفحہ ۴۲

مصطفیٰ خاں، نواب:

نواب مصطفیٰ خاں جہانگیر آباد کے تعلقہ دار تھے۔ شعر و سخن کا ذوق تھا۔ اُردو میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص تھا۔ یہ نواب ولی داد خاں 'جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا تھا، کے عزیزوں میں تھے۔ یہ خود بھی باغیانہ خیالات رکھتے تھے جن کا عکس ان کے خطوط میں نظر آتا ہے جو انھوں نے بہادر شاہ ظفر کو لکھے۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کے بعد انہیں سات سال قید کی سزا سنائی جو بعد میں معاف کر دی گئی اور دو تین ماہ کی سزا کاٹ کر رہا ہو گئے۔ ۱۸۶۹ء میں ان کی وفات ہوگئی۔ ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۴، ایوب قادری صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳

مظفر الدولہ:

مظفر الدولہ کا شمار اس عہد کی معروف شخصیتوں میں ہوتا تھا۔ یہ اکثر دربار میں حاضر رہتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے بیشتر روزنامچہ نگاروں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۱۸۷۰ء کے بعد انگریزوں نے انہیں اپنے قہر وغضب کا نشانہ بنایا۔ انہیں الور سے گرفتار کیا گیا اور گوڑ گانوہ میں شہید کیا گیا۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۱۹۴، صفحہ ۱۹۵، غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۲۸۶، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۰۸۷، محمد احمد صدیقی صفحہ ۲۷۔

محبوب علی خاں:

محبوب علی خاں خواجہ سرا تھے۔ بہادر شاہ کے دربار میں ناظر (منتظم اعلیٰ یا مختار) کے عہدے پر فائز تھے۔ حکیم احسن اللہ خاں کا بیان ہے کہ وہ بہادر شاہ کے تمام معاملات کے مختار تھے۔ انقلابیوں کو ان پر شبہ تھا کہ یہ انگریزوں سے رابطہ رکھتے ہیں چنانچہ انھوں نے محبوب علی خاں کی سرزنش کرنے کی کوشش بھی کی لیکن ان کے حلف اُٹھانے پر انقلابیوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ ۱۴ر جون ۱۸۵۷ء کو محبوب علی خاں کا انتقال ہو گیا۔

ملاحظہ ہو: سر طامس مٹکاف کی ڈائری صفحہ ۱۲۴، ظہیر دہلوی صفحہ ۳۷، ذکاء اللہ صفحہ ۶۶۴، ۶۶۵، غداروں کے خطوط صفحہ ۷۵، ۷۷، خلیق احمد نظامی

صفحہ ۱۳۸، ۲۰۲، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۲۹، رضوی صفحہ ۲۵۴، عتیق صدیقی صفحہ ۴۰۷۔

مان سنگھ، راجہ:

راجہ مان سنگھ شاہ گنج کے تعلقہ دار تھے۔ اودھ کے تعلقہ داروں میں یہ سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ان کا کردار بہت مشکوک رہا۔ ایک طرف تو انھوں نے انقلابیوں کے ساتھ رشتے استوار رکھنے کی کوشش کی تو دوسری طرف انگریزوں کی دوستی کا دم بھرا اوران کے فرار ہوجانے کا انتظام کیا جس کے نتیجے میں ان کے کارندے کو انگریزوں نے بھاری انعام سے نوازا اور خود ان کے لئے بھی آٹھ سو روپئے ماہوار کی پنشن نسلاً بعد نسلاً مقرر کر کے ان کی خدمات کا اعتراف کیا۔ ملاحظہ ہو: ایوب قادری صفحہ ۲۲۹، رضوی ۴۳۱، جانباز مرزا صفحہ ۱۷۷، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۱۶۵، ۱۷۳، ۱۸۸، ۱۹۵

مٹکاف، تھوفلس جان چارلس:

مٹکاف دہلی کے جوائنٹ مجسٹریٹ تھے، غدر ہوا تو جان بچا کر دہلی سے نکل گئے۔ ۱۴ رمئی کو جھجر پہنچے لیکن اہلِ شہر کو پتہ چل گیا تو نواب جھجر عبد الرحمٰن خاں نے ان کی حفاظت سے معذوری ظاہر کر کے انہیں وہاں سے

چلے جانے کو کہا جس وجہ سے غدر کے بعد مٹکاف نے نواب جھجر کے خلاف بیان دیا۔ جس کے نتیجے میں نواب جھجر کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ ملاحظہ ہو: سین صفحہ ۳۰۷، رضوی صفحہ ۲۶۸، ۲۷۶، ۳۵۶، ۳۶۴، ۳۶۵۔

نوازش علی، مولوی:

مولوی نوازش علی تھانیسر کے ایک گاؤں ہبری کے باشندے تھے۔ انھوں نے ۱۱رستمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی میں اپنے دو ہزار پیروکاروں کے ساتھ انگریزوں سے زبردست مقابلہ کیا تھا۔ ان کے ساتھ بڑی تعداد میں اہلِ دہلی بھی شریک تھے۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۸۷۔

نادر شاہ، مرزا:

مرزا نادر شاہ بہادر شاہ کے پوتے تھے۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں عملاً شرکت کی تھی۔ اس جرم میں لونی گاؤں سے گرفتار کیے گئے۔ ملاحظہ ہو: رضوی صفحہ ۳۳۹۔

نظام الدین، شاہ:

شاہ نظام الدین بہادر شاہ کے پیر و مرشد میاں نصیر الدین کالے صاحب کے بڑے بیٹے اور سجادہ نشین تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں

حصہ لیا۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد اکابرین شہر کے ساتھ وہ بھی دہلی چھوڑ کر بھاگے۔ بڑودہ، اورنگ آباد اور حیدر آباد کی خاک چھاننے کے بعد پھر دہلی لوٹے۔ انگریزوں نے ان کی جان تو بخش دی لیکن جائداد ضبط کر لی۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱۶۹، خلیق احمد نظامی ۲۰۵، رضوی صفحہ ۳۴۱

نریندر سنگھ:

نریندر سنگھ کی مہاراجہ پٹیالہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انھوں نے انگریزوں کی امداد کرنے میں کوئی دقیقہ واگذاشت نہیں کیا، جس کے صلے میں انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کے بعد ان پر لطف و کرم کی بارش کردی۔ دہلی میں انہیں زینت محل کا محل اور جھجر کی ضبط شدہ ریاست سے نارنول کا علاقہ بطور انعام دیا گیا۔ ایام غدر میں مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کو جو قرض دیا تھا، اس کے بدلے میں جھجر کا پرگنہ کنڈوں اور تعلقہ کماؤں خریدنے کا اختیار دیا گیا اس کے علاوہ بھدوڑ کے علاقے پر حکمرانی کا اختیار بھی انہیں دیا گیا اور سرداران بھدوڑ سے ۵۲۶۵ روپئے کی اس رقم کو وصول کرنے کی بھی منظوری دے دی گئی جو وہ سرکار انگریزی کو دیا کرتے تھے۔

ملاحظہ ہو: غالب اور انقلاب سنہ ستاون صفحہ ۱۱۷، رئیس احمد جعفری صفحہ ۱۲۹۹، صفحہ ۱۳۰۰۔

ناناصاحب:

دھوندو پنت ناناصاحب باجی راؤ کی گود لی ہوئی اولاد تھے۔ دسمبر ۱۸۵۲ء میں باجی راؤ کی وفات ہوگئی تو انگریزوں نے آٹھ لاکھ روپے کی سالانہ پنشن ناناصاحب کو دینا بند کردی۔ غاصب انگریزوں کے خلاف نانا کا غصہ ۱۸۵۷ء کی تحریک کے دوران پھوٹ پڑا اور انھوں نے کانپور میں انقلابیوں کی قیادت کی کمان سنبھال لی۔ کانپور میں انقلابیوں نے یکم جولائی ۱۸۵۷ء کو اپنا حکمراں تسلیم کیا۔ کانپور میں انگریزوں کے قابض ہونے کے بعد بھی ناناصاحب خاموش نہیں بیٹھے اور اپنی انقلابی کارروائیوں سے انگریزوں کو ہراساں کرتے رہے۔ ناناصاحب انگریزوں کے لئے اس حد تک دردسر بن گئے تھے کہ انھوں نے نانا کے سر کی قیمت ایک لاکھ روپئے لگائی تھی اور یہ اعلان بھی کیا تھا کہ جو بھی نانا کو پکڑ کر انگریزوں کے حوالے کرے گا اسے بغیر شرط معافی دے دی جائے گی۔ خواہ اس نے کتنے ہی انگریزوں کا خون بہایا ہو۔ نانا کو گرفتار کرنے کے لئے انگریزوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ آخر میں نانا نے نیپال میں پناہ لی تو انگریزوں نے راجہ نیپال پر دباؤ ڈالا کہ وہ نانا کو دھوکے سے گرفتار کرادے لیکن راجہ نیپال اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔ نانا ہمیشہ انگریزوں کے لئے ایک چھلاوہ بنے رہے۔ انھوں

نے انگریزوں کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ انھوں نے انگریزوں کی دغابازی کے لئے ان کو لعنت ملامت کرتے ہوئے اپنے ایک خط (۲۵ اپریل ۱۸۵۹ء) میں انہیں لکھا تھا:

''جان ایک روز بھی جائے گی پر اس طرح عزت کھو کر کیوں مرنا۔ ہم چاہے مارے جائیں، چاہے قید ہوں، پھانسی، جو لکھا ہوگا سو ہوگا اور ہم سے جو کچھ ہوگا سو تلوار سے ہوگا''۔

ملاحظہ ہو: کنہیا لال صفحہ ۲۴۷، کریم الدین صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۵۵، باری صفحہ ۲۸۵، اٹھارہ سو ستاون صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴، رضوی صفحہ ۱۴۱، ۵۳۴، ۶۵۳، ۶۵۵، ۶۷۱، ۶۷۲

ناہر سنگھ:

راجہ ناہر سنگھ والی بلب گڑھ تھے۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شرکت کی تھی اور بہادر شاہ کی معاونت کی تھی۔ اس جرم میں انگریزوں نے نومبر ۱۸۵۷ء میں راجہ ناہر سنگھ کو گرفتار کر لیا اور لال قلعہ میں مقید کر دیا۔ ۷ر جنوری ۱۸۵۸ء کو انہیں پھانسی دے دی گئی اور بلب گڑھ ضلع گوڑگانوہ کو دے دیا گیا۔

ملاحظہ ہو: غالب کا روزنامچہ صفحہ ۳۶، ۶۹، غالب اور انقلاب سنہ

ستاون صفحہ ۱۳۲، ایوب قادری صفحہ ۲۵۲، رضوی صفحہ ۲۷۰، ۳۰۶، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۷۰، ۳۷۱، رئیس احمد جعفری ۱۰۸۱، عتیق صدیقی صفحہ ۴۰۹، ذکاء اللہ صفحہ ۷۰۹، اُردو دنیا (نئی دہلی)، فروری ۲۰۰۲، صفحہ ۳۶۔ خلیق احمد نظامی صفحہ ۳۰، ۲۰۴۔

ولی داد خاں، نواب:

بلند شہر سے دو میل دور مالا گڑھ کا علاقہ ہے۔ ولی داد خاں وہیں کے تعلقہ دار تھے۔ رشتہ میں بہادر شاہ کے سمدھی تھے۔ غدر کا آغاز ہوا تو یہ دہلی میں موجود تھے۔ ۲۶ رمئی ۱۸۵۷ء کو بہادر شاہ سے دو آبہ کی حکومت کی سند لے کر لوٹے۔ یہاں انھوں نے بادشاہ دہلی کا صوبے دار ہونے کا اعلان کر کے حکومت کا انتظام سنبھالا۔ گلاوٹھی پر قبضہ کر کے آگرہ اور میرٹھ کے درمیان انگریزوں سے ایک جنگ میں شکست ہوئی جس کی اطلاع انھوں نے بہادر شاہ کو دے کر مدد کی۔ درخواست کی تو بہادر شاہ نے حکم دیا کہ گلاب سنگھ، رام چندر اور دھنپت رائے کو ولی داد خاں کی معاونت کی غرض سے بھیجا جائے۔ ۲۰ رجون کو انگریزوں نے دو ہزار انگریزی فوج کے ساتھ یورش کی تو ولی داد خاں نے بہادر شاہ سے پھر امداد طلب کی چونکہ دہلی میں جنگ شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے ان کی اس درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔ دہلی پر تسلط کے

بعد انگریزی فوجوں نے بلند شہر پر زبردست حملے کئے چونکہ قلعہ مالاگڑھ میں خود انگریزوں کا جاسوس موہن لال بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے قلعے کی مکمل کیفیت میرٹھ بھیج کر انگریزوں کو آگاہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں قلعہ فتح کرنے میں بڑی مدد ملی۔ مالاگڑھ پر انگریزوں کے قبضے کے بعد ولی داد خاں نے بریلی کا رُخ کیا اور وہاں انھوں نے خان بہادر خاں کی معاونت سے دشمن سے جنگ جاری رکھی۔ اس کے بعد وہ اودھ کے باغیوں کے ہمراہ نیپال چلے گئے۔ یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں نے ان کے قلعے کو سرنگوں سے اُڑا کر مسمار کر ڈالا۔

ملاحظہ ہو: کنھیا لال صفحہ ۶۴، انگریزوں کے قصے ۶۳، ایوب قادری صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۲، ذکاء اللہ صفحہ ۶۷۰، رضوی صفحہ ۴۰۵ تا صفحہ ۴۰۷، خلیق احمد نظامی صفحہ ۴۲۶

ہیرا سنگھ:

ہیرا سنگھ نیچ کی پلٹن کے کمانڈر تھے۔ متھرا سے ایک شتر سوار سے عرضی بھیج کر بہادر شاہ کو مطلع کیا تھا کہ ان لوگوں نے آگرہ شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن انگریز قلعہ کو فتح کر سکیں لہٰذا وہ دہلی آ کر توپیں لے جائیں گے اور پھر قلعہ کو فتح کریں گے۔ بہادر شاہ کی ہدایت کے مطابق ان کی عرضی کا

جواب بھیجا گیا اور انہیں دہلی آنے کا حکم دیا۔ دہلی آنے پر بہادر شاہ نے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ان کے کیمپ کے سامان کی خریداری کے لئے دو ہزار روپے عنایت کئے۔ بھاری توپیں دینے کا وعدہ بھی کیا۔ ہیرا سنگھ نے بھی بہادر شاہ کو یقین دلایا کہ وہ انگریزوں سے جنگ میں اپنی بھرپور توانائی صرف کریں گے۔

ملاحظہ ہو: ذکاء اللہ صفحہ ٦٦٦، بہادر شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۴۵، خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰٦، غداروں کے خطوط صفحہ ۱٦۱

یعقوب علی:

انگریزوں کے جاسوس گوری شنکر کے بیان کے مطابق، یعقوب علی بریلی کے رئیس تھے اور نواب بریلی کی طرف سے ۵۰۰ سپاہی، دو سو مہریں، ایک پیالہ اور ایک ہاتھی لے کر شاہ دہلی کو نذر پیش کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ ملاحظہ ہو: غداروں کے خطوط صفحہ ۱٦۷، ۱٦۹۔

یوسف علی خاں، نواب:

یوسف علی والی رام پور تھے۔ ۱۸۵۵ء میں نواب سعید علی خاں کے انتقال کے بعد ریاست رامپور کا انتظام سنبھال کر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کا ساتھ دیا اور ہنگامہ فرو ہونے کے بعد بہت سے علماء وشعراء نے ان کے

دامن جود وسخا میں پناہ لی۔

ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی صفحہ ۲۰۶، ڈاکٹر معین الرحمٰن صفحہ ۱۱۲، ایوب قادری صفحہ ۱۴۹۔

یوسف علی خاں، مفتی:

مفتی یوسف علی خاں شہر کی اس انتظامیہ کونسل کے رُکن تھے جس کی تشکیل بہادر شاہ ظفر کی معاونت کے لئے کی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو: نگم صفحہ ۶۳

اشارے

اشارے

انگریزوں کے قصّے :انگریزوں کے قصے ۔از خواجہ حسن نظامی

انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رُخ: انقلاب ۱۸۵۷ء،تصویر کا دوسرا رُخ: مترجمہ شیخ حسام الدین

ایوب قادری: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات وشخصیات) از: محمد ایوب قادری

اٹھارہ سوستاون: اٹھارہ سوستاون 1857 ،از: سریندرناتھ سین، مترجمہ خورشیدہ پروین

اسباب بغاوت ہند: اسباب بغاوت ہند: از سرسید احمد خاں

ایشوری پرساد: نیوہسٹری آف انڈیا (اُردو)،از: ایشوری پرساد

۱۸۵۷ء کے مجاہد شعراء: ۱۸۵۷ء کے مجاہد شعراء۔ از : مولانا امداد صابری

امپریل گزیٹر (جلد دوم) The Imperial Gazetteer of India (Vol II) by : W.W. Hunter

امپریل گزیٹر (جلد چہارم) The Imperial Gazetteer of India (Vil. IV) By W.W. Hunter

امپریل گزیٹر (جلد پنجم) The Imperial Gazetteer of India (Vol V) by : W.W. Hunter

امپریل گزیٹر (جلد ہفتم) The Imperial Gazetteer of India (Vol VII) by : W.W. Hunter

امپریل گزیٹر (جلد ہشتم) The Imperial Gazetteer of India (Vol VIII) by : W.W. Hunter

امپریل گزیٹر (جلد نہم) The Imperial Gazetteer of India (Vol IX) by : W.W. Hunter

امپریل گزیٹر (جلد دہم) The Imperial Gazetteer of India (Vol X) by : W.W. Hunter

بہادر شاہ ظفر: بہادر شاہ ظفر۔ از: اسلم پرویز

باری: کمپنی کی حکومت ہندوستان میں۔ از باری

بشیر الدین (حصہ اوّل): واقعات دار الحکومت دہلی (حصہ اوّل) از: بشیر الدین احمد

بشیر الدین (حصہ دوم): واقعات دار الحکومت دہلی (حصہ دوم) از: بشیر الدین احمد

بہادر شاہ کا مقدمہ: بہادر شاہ کا مقدمہ۔ از خواجہ حسن نظامی دہلوی

پی۔ سی۔ جوشی: انقلاب ۱۸۵۷ء۔ از پی۔ سی۔ جوشی

تذکرۂ رؤسائے پنجاب (جلد اوّل): تذکرہ رؤسائے پنجاب (جلد اوّل)

تاراچند: تاریخ تحریک آزادیٔ ہند (جلد دوم): از تاراچند۔ مترجمہ: غلام ربانی تاباں

جانباز مرزا: انگریز کے باغی مسلمان (جلد اوّل) از: جانباز مرزا

جان۔ کے: Kaye's and Malleson's History of the Indian Mutiny, 1857-8. Edited by:

Colonel Malleson, Vol. II By Sir John Kaye

خلیق احمد نظامی: ۱۸۵۷ء کا تاریخی روز نامچہ: از خلیق احمد نظامی۔

دہلی کا آخری سانس: دہلی کا آخری سانس۔ از خواجہ حسن نظامی دہلوی

ذکاء اللہ خاں: تاریخ عروجِ عہدِ سلطنتِ انگلشیہ ہند۔ از خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ خاں

رئیس احمد جعفری: بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد۔ از رئیس احمد جعفری

رضوی: تاریخ جنگ آزادی اٹھارہ سو ستاون۔ از سیّد خورشید مصطفیٰ رضوی

سن ستاون: سن ستاون میری نظر میں۔ از: ناصر کاظمی و انتظار حسین

سر طامس مٹکاف کی ڈائری: سر طامس مٹکاف کی ڈائری۔ مرتبہ: خواجہ حسن نظامی

سین: Eighteen Fifty Seven by Surendra Nath Sen

صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات (۱۸۴۸ تا ۱۸۵۳): از عتیق صدیقی

ظہیر دہلوی: داستانِ غدر۔ از: سیّد ظہیر الدین ظہیر دہلوی

عتیق صدیقی: اٹھارہ سو ستاون اخبار اور دستاویزیں۔ از: عتیق صدیقی

علمائے ہند کا شاندار ماضی: علمائے ہند کا شاندار ماضی (جلد چہارم)
از: مولانا سیّد محمد میاں

غالب کا روزنامچہ: غالب کا روزنامچہ۔ از خواجہ حسن نظامی

غالب اور انقلاب سنہ ستاون: غالب اور انقلاب سنہ ستاون از ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن

غداروں کے خطوط: اس گھر کو آگ لگ گئی (غداروں کے خطوط) از سلیم قریشی و عاشور کاظمی

غدر کی صبح و شام: غدر کی صبح و شام: از۔ مولوی ضیاء الدین برنی، مرتبہ: خواجہ حسن نظامی

فضل حق خیر آبادی: الثوریۃ الہندیہ، باغی ہندوستان از علامہ فضل حق خیر آبادی، مترجم: عبدالشاہد خاں شیروانی

فریڈم اسٹرگل (جلد سوم): Freedom Struggle in Uttar Pradesh, Vil. III, Edited by: S.A.A. Rizvi, M.L. Bhargava

فہرست مخطوطات اُردو: فہرست مخطوطات اُردو (جلد اوّل):
مملوکہ رضا لائبریری، رام پور مرتبہ: امتیاز علی عرشی

قائدین تحریک آزادی: قائدین تحریکِ آزادی، از مولانا یٰسین اختر مصباحی

کنھیا لال: محاربۂ عظیم۔ از پنڈت کنھیا لال

کریم الدین: تاریخ ہندوستان ملقب بہ واقعات ہند: از مولوی کریم الدین و منشی محمد حسین

محاصرۂ دہلی کے خطوط: محاصرۂ دہلی کے خطوط۔ از خواجہ حسن نظامی

معین الدین حسن خاں: خدنگ غدر۔ از: معین الدین حسن خاں

مٹکاف: Two Native Narratives of Mutiny in Delhi, by Charles Theophilus Metcalfe

محمد احمد صدیقی: تحریک آزادی ہند اور مسلمان۔ از محمد احمد صدیقی

مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴: مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴، مملوکہ رضا لائبریری، رامپور

نگم: Delhi in 1857 By N.K. Nigam

یادگار دہلی: یادگارِ دہلی از مولوی سیّد احمد۔

کتابیات

کتابیات

عنوان کتاب	مصنف/مرتب	ناشر	سنہ اشاعت
(الف) انگریزوں کے قصے	خواجہ حسن نظامی دہلوی	دلّی پرنٹنگ ورکس، دہلی	اپریل ۱۹۴۶ء چھٹا ایڈیشن
انقلاب ۱۸۵۷ کی تصویر کا دوسرا رُخ	مرتبہ: شیخ حسام الدین	موتی پرنٹنگ پریس، امرتسر	
اسباب بغاوت ہند	سر سید احمد خاں	کراچی	۱۹۵۷ء
الثوریہ الہندیہ، باغی ہندوستان	مؤلف: علامہ فضل حق خیر آبادی، مترجمہ: عبد الشاہد خاں شیروانی	اخبار مدینہ، بجنور	۱۹۴۷ء باراوّل
۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ	مرتبہ: خلیق احمد نظامی سریندر ناتھ سین، مترجمہ: خورشیدہ پروین	الجمیعۃ پریس دہلی پبلی کیشنز ڈویژن، نئی دہلی	اکتوبر ۱۹۵۸ء باراوّل ۲۰۰۱ء
اس گھر کو آگ لگ گئی (غداروں کے خطوط)	سلیم قریشی وعاشور کاظمی	انجمن ترقی اُردو ہند نئی دہلی	۱۹۹۳ء (باراوّل)

۱۸۵۷ء کے مجاہد شعراء	مولانا امداد صابری	مکتبہ شاہراہ دہلی	اکتوبر ۱۹۵۹ء
انقلاب ۱۸۵۷ء	مدوّن: پی۔سی۔جوشی	نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، دہلی (نئی دہلی)	ستمبر ۱۹۷۲ء (باراوّل)
انگریز کے باغی مسلمان (جلد اوّل)	جانباز مرزا	مکتبہ تبصرہ لاہور	جنوری ۱۹۹۰ء باراوّل
اٹھارہ سوستاون اخبار اور دستاویزیں	مرتبہ: عتیق صدیقی	مکتبہ شاہراہ دہلی	مئی ۱۹۶۶ء باراوّل
(ب) بہادر شاہ ظفر	اسلم پرویز	انجمن ترقی اُردو ہند نئی دہلی	۱۹۸۶ء
بہادر شاہ ظفر کا مقدمہ	مرتبہ: خواجہ حسن نظامی دہلوی	کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو، دہلی	ستمبر ۱۹۲۳ء
بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد	رئیس احمد جعفری	کتاب منزل لاہور	دوسرا ایڈیشن
(ت) تذکرہ رؤسائے پنجاب (جلد اوّل) تاریخ تحریک آزادی ہند (جلد دوم)	تاراچند مترجمہ: غلام ربانی تاباں	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی	اکتوبر دسمبر ۲۰۰۱ء
تاریخ عروج عہد سلطنت انگلشیہ ہند	خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاءاللہ	شمس المطابع دہلی	۱۹۰۴ء

تاریخ جنگِ آزادیٔ ہنداٹھارہ سوستاون	مؤلف: سیّد خورشید مصطفیٰ رضوی	رامپور رضا لائبریری، رامپور	۲۰۰۰ء (باراوّل)
تاریخ ہندوستان ملقب بہ واقعات ہند	مولوی کریم الدین و منشی محمد حسین	مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ	دسمبر ۱۸۸۲ء
تحریک آزادی ہند اور مسلمان	محمد احمد صدیقی	آفسیٹ پریس، نخاس چوک، گورکھپور	۱۹۹۸ء
(ج) جنگِ آزادی ۱۸۵۷ (واقعات وشخصیات)	محمد ایوب قادری	پاک اکیڈمی، کراچی	جون ۱۹۷۶ء
(خ) خدنگ غدر	معین الدین حسن خاں	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی	۱۹۷۲ء (باراوّل)
(د) داستانِ غدر	سیّد ظہیر الدین ظہیر دہلوی	اکادمی پنجاب ادبی دنیا منزل، لاہور	
دہلی کا آخری سانس	خواجہ حسن نظامی دہلوی	دلی پرنٹنگ پریس، دہلی	اگست ۱۹۲۵ء (باراوّل)
(س) سن ستاون میری نظر میں	مرتبہ: ناصر کاظمی و انتظار حسین	آئینۂ ادب، لاہور	۱۹۵۷ء (باردوم)
سرطامس منکاف کی ڈائری	خواجہ حسن نظامی	محبوب المطابع برقی پریس، دہلی	اکتوبر ۱۹۵۰ء (باراوّل)

(ص) صوبہ شمالی ومغربی کے اخبارات ومطبوعات ۱۸۴۸ء تا ۱۸۵۳ء	محمد عتیق صدیقی	انجمن ترقی اُردو ہند، علی گڑھ	۱۹۶۲ء (باراوّل)
(ع) علمائے ہند کا شاندار ماضی (جلد چہارم)	حضرت مولانا سیّد محمد میاں	کتابستان دہلی	۱۹۸۵ء
(غ) غالب کا روزنامچہ	خواجہ حسن نظامی	کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو، دہلی	۱۹۲۴ء (باردوم)
غالب اور انقلاب سنہ ستاون	ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن	غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی	۱۹۸۸ء
غدر کی صبح وشام	مترجمہ: مولوی ضیاء الدین برنی وخواجہ حسن نظامی	کارکن حلقۂ مشائخ بک ڈپو، دہلی	۱۹۲۶ء باراوّل
(ف) فہرست مخطوطات اُردو (مملوکہ رضا لائبریری، رامپور) (جلداوّل)	مرتبہ: امتیاز علی عرشی	ہندوستان پرنٹنگ ورکس، رام پور	۱۹۶۷ء

(ق) قائدین تحریک آزادی	مولٰنا یٰسین اختر مصباحی	رضا اکیڈمی، بمبئی	اگست ۱۹۹۷ء (باراوّل)
قیصر التواریخ (جلد دوم)	سیّد کمال الدین حیدر		نومبر ۱۹۷۹ء
(ک) کمپنی کی حکومت ہندوستان میں	باری	مکتبہ اُردو، لاہور	
(م) محاربۂ عظیم	پنڈت کنھیا لال	مطبع منشی نول کشور لکھنؤ	
محاصرۂ دہلی کے خطوط مخطوطہ روزنامچہ نمبر ۱۳۴ مملوکہ رام پور رضا لائبریری، رام پور	خواجہ حسن نظامی دہلوی	منادی بک ایجنسی دہلی	جولائی ۱۹۴۰ء چوتھا ایڈیشن
(ن) نیو ہسٹری آف انڈیا (اُردو)	ایشوری پرساد	دی انڈیا پریس لمیٹیڈ الہ آباد	۱۹۴۶ء
(و) واقعات دارالحکومت دہلی (حصہ اوّل)	بشیر الدین احمد دہلوی	اُردو اکادمی دہلی	۱۹۹۵ء تیسرا ایڈیشن

واقعات دارالحکومت دہلی (حصہ دوم)	بشیرالدین احمد دہلوی	اُردو اکادمی دہلی	۱۹۹۵ء تیسرا ایڈیشن
(ی) یادگارِ دہلی	مولوی سیّد احمد	مطبع احمدی دہلی	۱۹۰۵ء

اُردو رسائل

نام رسالہ واخبار	مقام اشاعت	تاریخ اشاعت
فکر و نظر (سہ ماہی) تحریک آزادی نمبر	علی گڑھ	اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء
ماہنامہ اُردو دُنیا	دہلی	فروری ۲۰۰۲ء
ماہنامہ اُردو دُنیا	دہلی	مارچ ۲۰۰۲ء

English Books

1.	Delhi in 1857	N.K. Nigam	S. Chand & Co/	1957
2.	Eighteen Fifty Seven	Surendra Nath Sen	Publications Division	Feb. 1958
3.	Freedom Struggle in Uttar Pradesh Vol. III	Edited by: S.A.A. Rizvi M.L. Bhargava	Information Department Lucknow	January, 26 1959

4.	Freedom Struggle in Uttar Pradesh Vol. V	Edited by: S.A.A. Rizvi	Information Department Lucknow	January, 26
5.	Kaye's and Malleson's History of the Indian Mutiny 1857-8	Edited by: Colonel Malleson Vol. II by Sir John Kaye	W.H. Allen & Co. London	1889
6.	Two Native Narratives of Mutiny in Delhi	Charles Theophilus Metcalfe	Seema Publications	
7.	The Imperial Gazetteer of India Vol. II	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	Second Edition
8.	The Imperial Gazetteer of India Vol. IV	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	1885 Second Edition
9.	The Imperial Gazetteer of India Vol. V	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	1885 Second Edition
10.	The Imperial Gazetteer of India Vol. VII	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	1886 Second Edition
11.	The Imperial Gazetteer of India Vol VIII	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	1886 Second Edition

12.	The Imperial Gazetteer of India Vol IX	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	1886 Secon d Edition
13.	The Imperial Gazetter of India Vol. X	W.W. Hunter	Trubner & Co. London	1886 Second Edition

ہمایوں کا مقبرہ، ۱۸۵۷ (دہلی دی سیٹی آف مونومینٹس۔ تنظیم رضا قریشی)

ا

ب

چ

ح

خ

د

ز

س

ش

غ

ک

گ

ل

ن

Sarguzasht-e-Delhi

Inquilab 1857 Ki Kahani

Jeevan Lal Ki Zabani

(On the eve of 150 years of Freedom Struggle of India)

Edited by

Dr. Darakshan Tajwar

Foreword by

Dr. Waqarul Hasan Siddiqi

Rampur Raza Library

Rampur-244901